بسم اللہ الرحمن الرحیم

فَذٰلِكُمُ اللّٰهُ رَبُّكُمُ الْحَقُّ فَمَاذَا بَعْدَ الْحَقِّ اِلَّا الضَّلٰلُ فَاَنّٰى تُصْرَفُوْنَ

اللہ ہی ربّ ہے

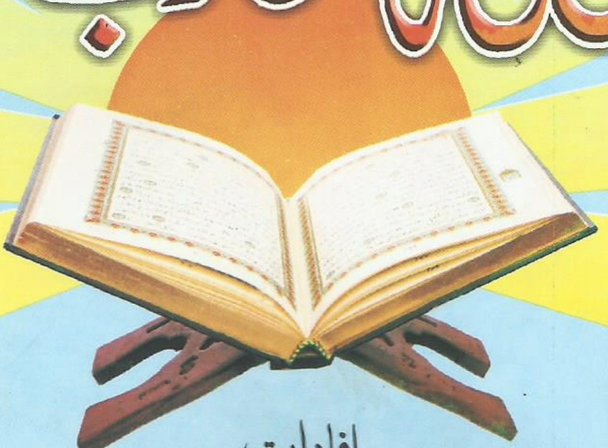

إفادات

عزیز الرحمٰن کاکاخیل (مرحوم)

اس کتاب پر ہم آپ سے اجر کے طلب گار نہیں

ناشر: صافی استوگنہ، کینال لنک روڈ، اکبر ٹاؤن، دانش آباد، پشاور

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

فذٰلکم اللہ ربکم الحق فماذا بعد الحق الا الضلٰل فانّٰی تصرفون

اللہ ہی رب ہے

(مصنف)

عزیز الرحمٰن بادشاہ کاکاخیل (مرحوم)

فہرست عنوانات

عنوان	صفحہ
لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہ	۶
ایمان باللہ	۳۹
قال اور حال	۴۹
قربِ الٰہی	۵۴
مَیں یا وہ	۶۰
فناء فی اللہ اور بقاء باللہ	۷۰
خالق اور مخلوق ایک دوسرے کی ضد ہیں	۷۱
کائنات تخلیق	۸۴
زمین وآسمان کی ابتداء اللہ ہی نے کی	۹۴
الخالق - الباری - المصوّر	۹۶
اس کے علاوہ کوئی بھی کچھ پیدا نہیں کر سکتا	۱۰۳
اُسی نے خلقت کی ابتداء کی ہے اور وہی اس کا اعادہ کر رہا ہے	۱۰۴
اللہ خالق ہے اس کے سوا کوئی خالق نہیں	۱۰۷
اس کی شان اب بھی ایسی ہے۔ کہ فرشتے، شیاطین، جن اور انس اسی کے بندے اور غلام ہیں	۱۱۱
قوت کا منبع صرف اللہ تعالٰی کی ذات ہے	۱۱۳
غرض سب کچھ اسی کی خلقت ہے	۱۱۵

عنوان	صفحہ
وہ مخلوق میں اضافہ کرتا رہتا ہے	۱۱۶
وہ مخلوق کا علم رکھتا ہے	۱۱۷
اَلْقَوِیُّ	۱۱۹
قلوب میں تصرّف کرنے والا	۱۳۳
امر سب اسی سے ہے اس کے امر میں کسی کو اختیار نہیں	۱۳۵
الرّبّ	۱۳۶
اللہ اور ربّ	۱۳۸
اللہ ہمارا رب ہے، کی اہمیت	۱۵۶
قرآن مجید کی ابتداء اسم ربّ سے	۱۵۹
قرآن مجید کا اختتام اسمِ ربّ سے	۱۵۹
جنّتیوں کی انتہاء بھی اسمِ ربّ سے	۱۶۱
فرشتوں کی گواہی	۱۶۴
جنّات کی گواہی	۱۶۴
ھُدھُد کی گواہی	۱۶۵
ملکہ بلقیس کی گواہی	۱۶۶
اصحاب کہف کی گواہی	۱۶۶
سورہ یٰسٓ میں ایک مومن شخص کی گواہی	۱۶۷
دو رفقاء کی گواہی	۱۶۸
آدم علیہ السلام کے فرزندِ ارجمند کی گواہی	۱۶۹
آلِ فرعون میں سے ایک مومن کی گواہی	۱۷۰
عہدِ میثاق کی گواہی	۱۷۰
نوح علیہ السلام کی گواہی	۱۷۱

صفحہ	مضمون
۱۷۲	ابراہیم علیہ السلام کی گواہی
۱۸۰	یوسف علیہ السلام کی گواہی
۱۸۱	عیسٰی علیہ السلام کی گواہی
۱۸۳	موسیٰ علیہ السلام کی گواہی
۱۸۴	اللہ تعالیٰ اور اس کے تمام رسولوں کی گواہی
۱۸۶	حضرت ہود علیہ السلام کی گواہی
۱۸۶	حضرت صالح علیہ السلام کی گواہی
۱۸۶	حضرت شعیب علیہ السلام کی گواہی
۱۸۷	حضرت الیاس علیہ السلام کی گواہی
۱۸۷	حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے رب کے بارے میں اعلانات
۲۰۱	اللہ ہی تمہارا رب ہے
۲۱۲	تمہارا رب تو وہ اللہ ہے

أَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطٰنِ الرَّجِيْمِ
بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ

لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ۔ وہ کلمہ طیبہ ہے جس کی مثال اللہ تعالیٰ نے اپنے کلام پاک میں یوں بیان فرمائی ہے:۔

اَلَمْ تَرَ كَيْفَ ضَرَبَ اللّٰهُ مَثَلًا كَلِمَةً طَيِّبَةً كَشَجَرَةٍ طَيِّبَةٍ اَصْلُهَا ثَابِتٌ وَّفَرْعُهَا فِي السَّمَآءِ ٥ تُؤْتِيْٓ اُكُلَهَا كُلَّ حِيْنٍۢ بِاِذْنِ رَبِّهَا وَيَضْرِبُ اللّٰهُ الْاَمْثَالَ لِلنَّاسِ لَعَلَّهُمْ يَتَذَكَّرُوْنَ ٥
(سورۃ ابراہیم آیت ۲۴، ۲۵)

کیا تو نے نہیں دیکھا کہ اللہ نے کلمہ پاک کی مثال بیان کی ہے گویا وہ ایک پاک درخت ہے کہ جس کی جڑ مضبوط اور اس کی شاخ آسمان میں ہے۔ وہ اپنے رب کے حکم سے ہر وقت اپنا پھل لاتا ہے اور لوگوں کے واسطے مثالیں بیان کرتا ہے تاکہ وہ سمجھیں۔

(ترجمہ از شیخ التفسیر رحمۃ اللہ علیہ)

یہی وجہ ہے کہ حضرت آدم علیہ السلام سے لے کر حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم تک تمام ادیانِ حق میں اس کلمہ کو مرکزی حیثیت حاصل رہی ہے۔ یہی کلمہ ہے جو کفر اور ایمان کے درمیان حد فاصل کا درجہ رکھتا ہے۔ اور بقول اللہ تعالیٰ جل شانہٗ کے یہی وہ کلمہ ہے جو ازل تا ابد قائم رہے گا۔ ہر دور میں اس شجر کی آبیاری کے لیے لوگ پیدا ہوتے رہے ہیں اور پیدا ہوتے رہیں گے تاکہ اس شجر کو سرسبز رکھیں اور اللہ کی مخلوق اس کے پھل سے دنیا و آخرت میں لطف اندوز ہوتی رہے۔ اسی کلمہ کے ساتھ حضرت نوح علیہ السلام کو قوم کی طرف بھیجا گیا۔

وَلَقَدْ اَرْسَلْنَا نُوْحًا اِلٰى قَوْمِهٖ فَقَالَ يٰقَوْمِ اعْبُدُوا اللّٰهَ مَا لَكُمْ مِّنْ اِلٰهٍ غَيْرُهٗ ۭ اَفَلَا تَتَّقُوْنَ ٥
(سورۃ المومنون ۲۳)

ہم نے نوح کو اس کی قوم کے پاس بھیجا پھر اس نے کہا اے میری قوم! اللہ کی بندگی کرو اس کے سوا تمہارا کوئی الٰہ نہیں پھر تم کیوں نہیں ڈرتے۔

حضرت نوح علیہ السلام کے بعد کے دور کیلئے اللہ کا رسول یہی پیغام لایا۔

ثُمَّ اَنْشَاْنَا مِنْۢ بَعْدِهِمْ قَرْنًا اٰخَرِيْنَ ۝ فَاَرْسَلْنَا فِيْهِمْ رَسُوْلًا مِّنْهُمْ اَنِ اعْبُدُوا اللّٰهَ مَا لَكُمْ مِّنْ اِلٰهٍ غَيْرُهٗ ؕ اَفَلَا تَتَّقُوْنَ ۝ (المؤمنون ۳۱، ۳۲)

پھر ہم نے ان کے بعد ایک دوسرا دور پیدا کیا پھر اُن میں انہی میں سے ایک رسول بھیجا تاکہ تم اللہ کی بندگی کرو، تمہارے لیے اس کے سوا اور کوئی الٰہ نہیں، پھر تم کیوں نہیں ڈرتے۔

حضرت ہود علیہ السلام کی بعثت بھی اسی کلمہ کے ساتھ ہوئی۔

قَالَ يٰقَوْمِ اعْبُدُوا اللّٰهَ مَا لَكُمْ مِّنْ اِلٰهٍ غَيْرُهٗ ؕ اَفَلَا تَتَّقُوْنَ ۝ (الاعراف ۶۵، ہود ۵۰)

(ہود) نے کہا کہ اے میری قوم! اللہ (ہی) کی بندگی کرو، اس کے علاوہ تمہارا کوئی الٰہ نہیں، پھر تم کیوں نہیں ڈرتے۔

حضرت صالح علیہ السلام کی دعوت بھی اس کلمہ کی طرف تھی۔

قَالَ يٰقَوْمِ اعْبُدُوا اللّٰهَ مَا لَكُمْ مِّنْ اِلٰهٍ غَيْرُهٗ ؕ (الاعراف ۷۳)

کہا اے میری قوم! اللہ ہی کی بندگی کرو اس کے علاوہ تمہارا کوئی الٰہ نہیں۔

حضرت شعیب علیہ السلام کا پیغام بھی ماسوائے اس کے اور کچھ نہ تھا کہ،

قَالَ يٰقَوْمِ اعْبُدُوا اللّٰهَ مَا لَكُمْ مِّنْ اِلٰهٍ غَيْرُهٗ ؕ (الاعراف ۸۵)

کہا کہ اے میری قوم! اللہ ہی کی بندگی کرو اس کے علاوہ تمہارا کوئی الٰہ نہیں۔

غرض اس کائنات میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے پہلے کوئی بھی ایسا رسول نہیں آیا جس کو یہ وحی نہ کی گئی ہو کہ اللہ کے علاوہ کوئی الٰہ نہیں۔

وَمَا اَرْسَلْنَا مِنْ قَبْلِكَ مِنْ رَّسُوْلٍ اِلَّا نُوْحِيْ اِلَيْهِ اَنَّهٗ لَا اِلٰهَ اِلَّا اَنَا فَاعْبُدُوْنِ ۝ (الانبیاء ۲۵)

ہم نے آپ سے پہلے کوئی بھی رسول نہیں بھیجا جس پر یہ وحی نہ کی ہو کہ میرے سوا کوئی اور الٰہ نہیں، پس میری ہی بندگی کرو۔

حضرت موسیٰ علیہ السلام کی وحی کی ابتداء بھی اسی کلمہ سے ہوئی۔

اِنَّنِيْٓ اَنَا اللّٰهُ لَآ اِلٰهَ اِلَّآ اَنَا فَاعْبُدْنِيْ

بیشک میں ہی اللہ ہوں میرے سوا کوئی

وَاَقِمِ الصَّلٰوةَ لِذِكْرِيْ (سورۃ طٰہٰ آیت ۱۴)

الٰہ نہیں پس تم میری ہی بندگی کرو اور میری ہی یاد کی خاطر نماز قائم کرو۔

اور جب حضرت موسیٰ علیہ السلام کی قوم کسی مادی الٰہ کی خواہشمند ہوئی تو حضرت موسیٰ علیہ السلام نے ان الفاظ میں انہیں ڈانٹا۔

قَالَ اَغَيْرَ اللّٰهِ اَبْغِيْكُمْ اِلٰهًا وَّهُوَ فَضَّلَكُمْ عَلَى الْعٰلَمِيْنَ ۝ (سورۃ الاعراف آیت ۱۴۰)

کہا کہ کیا میں اللہ کے سوا کسی غیر کو تمہارا الٰہ تجویز کروں؟ حالانکہ اس نے تمہیں تمام جہان والوں پر فضیلت دی ہے۔

حضرت یونس علیہ السلام جب مچھلی کے پیٹ میں بے یار و مددگار پڑے ہوئے تھے اپنے رب سے ان الفاظ میں مدد کے خواستگار ہوئے:۔

فَنَادٰى فِى الظُّلُمٰتِ اَنْ لَّآ اِلٰهَ اِلَّآ اَنْتَ سُبْحٰنَكَ ۖ اِنِّيْ كُنْتُ مِنَ الظّٰلِمِيْنَ ۝ (سورۃ الانبیاء آیت ۸۷)

(ذوالنون نے) تاریکیوں میں پکارا (اے اللہ) تیرے سوا کوئی الٰہ نہیں، تو پاک ہے بے شک میں زیادتی کرنے والوں میں سے ہوں۔

حشر کے میدان میں مشرک عیسائیوں پر اتمام حجت اور ان کی خود ساختہ دین کے ابطال کی خاطر حضرت عیسیٰ علیہ السلام سے یوں باز پرس ہوگی:۔

وَاِذْ قَالَ اللّٰهُ يٰعِيْسَى ابْنَ مَرْيَمَ ءَاَنْتَ قُلْتَ لِلنَّاسِ اتَّخِذُوْنِيْ وَاُمِّيَ اِلٰهَيْنِ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ - (المائدۃ ۱۱۶)

جب اللہ کہے گا کہ اے عیسیٰ بن مریم کیا تو نے ان لوگوں سے کہا تھا کہ مجھ کو اور میری ماں کو اللہ کے سوا الٰہ بنا لو؟

تو حضرت عیسیٰ علیہ السلام یوں ان کے باطل خیالات کا رد کر کے ان کے صریح شرک پر گواہ بنیں گے:۔

قَالَ سُبْحٰنَكَ مَا يَكُوْنُ لِيْ اَنْ اَقُوْلَ مَا لَيْسَ لِيْ بِحَقٍّ

کہے گا کہ (اے اللہ تو شرک سے) پاک ہے، یہ میرے شایان نہ تھا کہ ایسی بات

إِنْ كُنْتُ قُلْتُهٗ فَقَدْ عَلِمْتَهٗ۔
(سورۃ المائدہ آیت ۱۱۶)

کہتا جس کے کہنے کا مجھے کوئی حق نہیں تھا اگر میں نے کہا ہوگا تو آپ کو علم ہوگا۔

اور اسی کا اعلان حضرت محمد مصطفٰے صلی اللہ علیہ وسلم سے بار بار مختلف پیرائے میں کروایا گیا، مثلاً :۔

فَقُلْ حَسْبِيَ اللّٰهُ لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ۔ (توبہ ۱۳۹)

پس تو کہدے کہ میرے لیے اللہ کافی ہے اس کے علاوہ کوئی دوسرا الٰہ نہیں۔

قُلْ هُوَ رَبِّيْ لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ
(الرعد ۳۰)

آپ فرما دیں کہ وہی میرا رب ہے اس کے سوا کوئی اور الٰہ نہیں۔

قُلْ اِنَّمَا يُوْحٰٓى اِلَيَّ اَنَّمَآ اِلٰهُكُمْ اِلٰهٌ وَّاحِدٌ۔ (الحج ۱۰۸)

کہہ دو کہ مجھ پر تو یہی وحی ہوئی ہے کہ تمہارا الٰہ تو وہی ایک الٰہ ہے۔

قُلْ اِنَّمَآ اَنَا بَشَرٌ مِّثْلُكُمْ يُوْحٰٓى اِلَيَّ اَنَّمَآ اِلٰهُكُمْ اِلٰهٌ وَّاحِدٌ۔
(حٰم سجدہ ۶)

کہہ دو کہ میں تو تمہارے ہی جیسا ایک بشر ہوں، لیکن مجھ پر یہ وحی ہوئی ہے کہ تمہارا الٰہ وہی ایک الٰہ ہے۔

قُلْ اِنَّمَآ اَنَا مُنْذِرٌ وَّمَا مِنْ اِلٰهٍ اِلَّا اللّٰهُ الْوَاحِدُ الْقَهَّارُ
(ص ۶۵)

کہہ دو کہ میں تو صرف ڈرانے والا ہوں اور اللہ جو واحد القہار ہے اس کے سوا کوئی اور الٰہ نہیں۔

اللہ تعالیٰ خود بھی بنی نوع انسان کو بار بار تاکیداً یہی بات سمجھانا چاہتا ہے کہ :۔

فَاعْلَمْ اَنَّهٗ لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ
(محمد ۱۹)

اچھی طرح جان لو کہ اس کے سوا کوئی الٰہ نہیں۔

اَللّٰهُ لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ (عمران ۲)

اللہ وہی تو ہے جس کے علاوہ کوئی الٰہ نہیں۔

اَللّٰهُ لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ الْحَيُّ الْقَيُّوْمُ
(البقرہ ۱۶۳)

اللہ وہ ہے جس کے علاوہ کوئی الٰہ نہیں وہ زندہ اور قیوم ہے۔

وَ اِلٰـهُكُمْ اِلٰهٌ وَّاحِدٌ ۚ لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ الرَّحْمٰنُ الرَّحِيْمُ ○

(البقرہ ۱۶۳)

اور تمہارا الٰہ وہی ایک الٰہ ہے جس کے بغیر اور کوئی الٰہ نہیں وہ رحمٰن اور رحیم ہے۔

اَللّٰهُ لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ ؕ لَيَجْمَعَنَّكُمْ اِلٰى يَوْمِ الْقِيٰمَةِ لَا رَيْبَ فِيْهِ ؕ وَمَنْ اَصْدَقُ مِنَ اللّٰهِ حَدِيْثًا ○

(النساء ۸۷)

اللہ، اس کے سوا کوئی الٰہ نہیں وہ ضرور تم کو قیامت کے دن جس میں کوئی شک نہیں جمع کرے گا اور اللہ سے بڑھ کر کون بات کا سچا ہے۔

بَدِيْعُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ ؕ اَنّٰى يَكُوْنُ لَهٗ وَلَدٌ وَّلَمْ تَكُنْ لَّهٗ صَاحِبَةٌ ؕ وَخَلَقَ كُلَّ شَيْءٍ ۚ وَهُوَ بِكُلِّ شَيْءٍ عَلِيْمٌ ○ ذٰلِكُمُ اللّٰهُ رَبُّكُمْ ۚ لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ ۚ خَالِقُ كُلِّ شَيْءٍ فَاعْبُدُوْهُ ۚ وَهُوَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ وَّكِيْلٌ ○

(الانعام ۱۰۱، ۱۰۲)

آسمانوں اور زمین کا موجد ہے، اس کا بیٹا کس طرح ہو سکتا ہے جبکہ اس کی بیوی ہی نہیں، اور اس نے ہر چیز کو پیدا کیا اور وہ ہر چیز کا علم رکھتا ہے۔ یہ اللہ تمہارا رب ہے اس کے سوا کوئی الٰہ نہیں، وہ ہر چیز کا خالق ہے سو اسی کی بندگی کرو اور وہ ہر چیز کا کارساز ہے۔

قُلْ يٰۤاَيُّهَا النَّاسُ اِنِّىْ رَسُوْلُ اللّٰهِ اِلَيْكُمْ جَمِيْعَا ِۨ الَّذِىْ لَهٗ مُلْكُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ ۚ لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ يُحْىٖ وَيُمِيْتُ ۖ فَاٰمِنُوْا بِاللّٰهِ وَرَسُوْلِهِ النَّبِىِّ الْاُمِّىِّ الَّذِىْ يُؤْمِنُ بِاللّٰهِ وَكَلِمٰتِهٖ وَاتَّبِعُوْهُ لَعَلَّكُمْ تَهْتَدُوْنَ ○

(الاعراف ۱۵۸)

کہدو اے لوگو! میں تم سب کی طرف اللہ کا رسول ہوں، وہ جس کے لیے آسمانوں اور زمین کی بادشاہت ہے اس کے سوا کوئی الٰہ نہیں وہ زندہ کرتا ہے اور مارتا ہے سو اللہ پر ایمان لاؤ اور اس کے نبی اُمّی پر جو اللہ اور اس کے کلموں پر ایمان لاتا ہے اور اس کی متابعت کرو تاکہ تم ہدایت پاؤ۔

اِنَّ اللّٰہَ لَا یَخۡفٰی عَلَیۡہِ شَیۡءٌ فِی الۡاَرۡضِ وَلَا فِی السَّمَآءِ ○ ھُوَ الَّذِیۡ یُصَوِّرُکُمۡ فِی الۡاَرۡحَامِ کَیۡفَ یَشَآءُ ؕ لَاۤ اِلٰہَ اِلَّا ھُوَ الۡعَزِیۡزُ الۡحَکِیۡمُ ○ (آل عمران ۵، ۶)

یقیناً اللہ سے کوئی شے بھی مخفی نہیں، نہ زمین میں اور نہ آسمان میں، وہی ہے جو جیسی چاہتا ہے ماؤں کے رحموں میں تمہیں صورت عطا کرتا ہے اور کوئی الٰہ نہیں سوائے اس کے جو غالب اور حکمت والا ہے۔

اَمۡ یَقُوۡلُوۡنَ افۡتَرٰىہُ ؕ قُلۡ فَاۡتُوۡا بِعَشۡرِ سُوَرٍ مِّثۡلِہٖ مُفۡتَرَیٰتٍ وَّادۡعُوۡا مَنِ اسۡتَطَعۡتُمۡ مِّنۡ دُوۡنِ اللّٰہِ اِنۡ کُنۡتُمۡ صٰدِقِیۡنَ ○ فَاِلَّمۡ یَسۡتَجِیۡبُوۡا لَکُمۡ فَاعۡلَمُوۡۤا اَنَّمَاۤ اُنۡزِلَ بِعِلۡمِ اللّٰہِ وَاَنۡ لَّاۤ اِلٰہَ اِلَّا ھُوَ ۚ فَھَلۡ اَنۡتُمۡ مُّسۡلِمُوۡنَ ○ (سورہ ھود ۱۳، ۱۴)

کیا یہ کہتے ہیں کہ تو نے قرآن کو خود گھڑ لیا ہے، تو آپ کہدیں (کہ اگر انسان اس جیسا کلام لانے پر قادر ہے، تو تم بھی ایسی دس (یا ایک ہی) سورتیں بنا لاؤ، اور اللہ کے سوا جس کسی کو بھی بلانے کی استطاعت رکھتے ہو اس کو بلاؤ اگر تم (اپنے اس قول میں) سچے ہو۔ پھر اگر وہ تمہارا کہنا پورا نہ کر سکیں تو جان لو کہ یہ (قرآن مجید بلا شک وشبہ) اللہ (تعالیٰ) ہی کے علم سے نازل کیا گیا ہے اور یہ بھی کہ اس کے سوا کوئی الٰہ نہیں، پس کیا تم فرمانبرداری کرنے والے بنتے ہو (کہ نہیں)

طٰہٰ ۚ مَاۤ اَنۡزَلۡنَا عَلَیۡکَ الۡقُرۡاٰنَ لِتَشۡقٰۤی ۙ اِلَّا تَذۡکِرَۃً لِّمَنۡ یَّخۡشٰی ۙ تَنۡزِیۡلًا مِّمَّنۡ خَلَقَ الۡاَرۡضَ وَالسَّمٰوٰتِ الۡعُلٰی ؕ اَلرَّحۡمٰنُ عَلَی الۡعَرۡشِ اسۡتَوٰی ○ لَہٗ مَا فِی السَّمٰوٰتِ وَمَا فِی الۡاَرۡضِ وَمَا بَیۡنَہُمَا وَمَا تَحۡتَ الثَّرٰی ○ وَاِنۡ تَجۡہَرۡ بِالۡقَوۡلِ فَاِنَّہٗ یَعۡلَمُ السِّرَّ

طٰہٰ۔ ہم نے تجھ پر قرآن اس لیے نہیں اتارا کہ تو رنجیدہ ہو بلکہ یہ ڈر رکھنے والوں کیلئے نصیحت ہے۔ اس کی طرف سے اتارا گیا ہے جس نے زمین اور بلند آسمانوں کو پیدا کیا وہ رحمٰن (ہے) جو عرش پر قائم ہے۔ اسی کیلئے ہے جو کچھ آسمانوں میں ہے اور جو کچھ ان دونوں کے درمیان ہے اور جو زمین کے نیچے ہے۔ اور اگر تو پکار

وَاَخْفٰی ۝ اَللّٰہُ لَآ اِلٰہَ اِلَّا ھُوَ لَہُ الْاَسْمَآءُ الْحُسْنٰی ۝

(سورہ طٰہٰ ۷ تا ۸)

کر بات کہے تو وہ بھید کو اور اس سے مخفی بات کو بھی جانتا ہے، اللہ اسکے سوا کوئی الٰہ نہیں، اسماء الحسنیٰ اسی کے ہیں۔

اِتَّبِعْ مَآ اُوْحِیَ اِلَیْکَ مِنْ رَّبِّکَ ج لَآ اِلٰہَ اِلَّا ھُوَ ج وَاَعْرِضْ عَنِ الْمُشْرِکِیْنَ ۝

(سورۃ الانعام ع ۱۰۶)

تو اسی کا اتباع کر جو تیرے رب کی طرف سے تجھے وحی کیا جاتا ہے (اور وہ یہ ہے کہ) اللہ کے سوا کوئی الٰہ نہیں، اور مشرکوں سے پہلو تہی کر۔

اِنَّنِیْٓ اَنَا اللّٰہُ لَآ اِلٰہَ اِلَّآ اَنَا فَاعْبُدْنِیْ لا (سورۃ طٰہٰ ع ۱۴)

بیشک میں ہی وہ اللہ ہوں جسکے علاوہ کوئی اِلٰہ نہیں پس میری ہی بندگی کر۔

ھُوَ اللّٰہُ الَّذِیْ لَآ اِلٰہَ اِلَّا ھُوَ ج عٰلِمُ الْغَیْبِ وَالشَّھَادَۃِ ج ھُوَ الرَّحْمٰنُ الرَّحِیْمُ ۝ (سورۃ الحشر ع ۲۲)

وہ اللہ وہ ہے کہ جس کے سوا کوئی الٰہ نہیں، حاضر و غائب کا جاننے والا، رحمٰن اور رحیم ہے۔

وَمَا مِنْ اِلٰہٍ اِلَّا اللّٰہُ ط وَاِنَّ اللّٰہَ لَھُوَ الْعَزِیْزُ الْحَکِیْمُ ۝ (آل عمران ع ۶۲)

اور اللہ کے سوا کوئی اِلٰہ نہیں، یقیناً وہی زبردست حکمت والا ہے۔

غرض اس حقیقت کی گواہی خود اللہ تعالیٰ دے رہا ہے، اس کے فرشتے اس حقیقت کے شاہد ہیں اور تمام ذی علم انسان اسی شہادت پر قائم رہے ہے کہ اللہ کے سوا کوئی اِلٰہ نہیں۔

شَھِدَ اللّٰہُ اَنَّہٗ لَآ اِلٰہَ اِلَّا ھُوَ لا وَالْمَلٰٓئِکَۃُ وَاُولُوا الْعِلْمِ قَآئِمًا م بِالْقِسْطِ ط لَآ اِلٰہَ اِلَّا ھُوَ الْعَزِیْزُ الْحَکِیْمُ ۝

(سورۃ آل عمران ع ۱۸)

اللہ اس کی گواہی دیتا ہے کہ اس کے سوا کوئی الٰہ نہیں، اور ملائکہ اور عدل پر قائم ذی علم (کی بھی یہی گواہی ہے کہ) اس کے سوا کوئی الٰہ نہیں، وہ زبردست اور حکمت والا ہے۔

اور سید المرسلین، خاتم النبیین حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم بھی اِسی

شہادت پڑھتے رہے ۔

اَئِنَّكُمْ لَتَشْهَدُوْنَ اَنَّ مَعَ اللّٰهِ اٰلِهَةً اُخْرٰی ؕ قُلْ لَّآ اَشْهَدُ ۚ قُلْ اِنَّمَا هُوَ اِلٰهٌ وَّاحِدٌ وَّاِنَّنِیْ بَرِیْٓءٌ مِّمَّا تُشْرِكُوْنَ ۝

(سورۃ الانعام ۱۹)

کیا تم یہ شہادت دیتے ہو کہ اللہ کے ساتھ کوئی اور الٰہ بھی ہیں؟ کہہ دو کہ میں تو یہ شہادت نہیں (بلکہ میری شہادت تو یہ ہے) کہ وہ ایک ہی الٰہ ہے اور میں یقیناً تمہارے شرک سے بیزار ہوں۔

اصحابِ کہف کو جو اللہ تعالیٰ کی طرف سے مومن اور ہدایت یافتہ ہونے کی گواہی کا شرف حاصل ہوا تو وہ بھی اسی کلمہ کی بناء پر کہ اللہ تعالیٰ کے سوا کائنات میں اور کوئی الٰہ نہیں ہے ۔

وَرَبَطْنَا عَلٰی قُلُوْبِهِمْ اِذْ قَامُوْا فَقَالُوْا رَبُّنَا رَبُّ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ لَنْ نَّدْعُوَا مِنْ دُوْنِهٖٓ اِلٰهًا لَّقَدْ قُلْنَآ اِذًا شَطَطًا ۝ هٰٓؤُلَآءِ قَوْمُنَا اتَّخَذُوْا مِنْ دُوْنِهٖٓ اٰلِهَةً ؕ لَوْلَا يَاْتُوْنَ عَلَيْهِمْ بِسُلْطٰنٍۭ بَيِّنٍ ؕ فَمَنْ اَظْلَمُ مِمَّنِ افْتَرٰی عَلَی اللّٰهِ كَذِبًا ۝

(سورۃ الکہف آیت ۱۴، ۱۵)

اور ہم نے ان کے دل مضبوط کر دیئے جب وہ یہ کہہ کر اٹھ کھڑے ہوئے کہ ہمارا رب آسمانوں اور زمین کا رب ہے اور ہم اس کے سوا کسی اور کو الٰہ ہرگز نہ پکاریں گے ورنہ ہم نے بڑی ہی بے جا بات کہی، یہ ہماری قوم ہے انہوں نے اللہ کے سوا اور الٰہ بنا رکھے ہیں (اگر وہ الٰہ ہیں تو یہ) ان پر کھلی دلیل کیوں نہیں لاتے، بھ اس سے بڑھ کر کون ظالم ہوگا جو اللہ پر جھوٹی تہمت باندھے ۔

....

اہل اللہ کی زندگی بھر کی تگ و دو کا مقصد یہی ایک کلمہ ہے کیونکہ وہ جان چکے ہوتے ہیں کہ دین و دنیا کی فلاح اسی راز کو پا جانے میں ہے، یہی وجہ ہے کہ جب اس فانی دنیا سے کوچ کا وقت قریب آجاتا ہے تو اپنی آل اولاد، عزیز و اقارب سے اسی اقرار کے خواہاں ہوتے ہیں، یہی وہ اقرار تھا جو حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے محسن چچا سے

اس وقت چاہا جب وہ جان کنی کے عالم میں تھے! اور یہی وہ اقرار تھا جو یعقوب علیہ السلام نے اپنے بیٹوں سے اُس وقت لیا جبکہ وہ خود ان سے رخصت ہو رہے تھے۔

اَمْ كُنْتُمْ شُهَدَآءَ اِذْ حَضَرَ يَعْقُوْبَ الْمَوْتُ ۙ اِذْ قَالَ لِبَنِيْهِ مَا تَعْبُدُوْنَ مِنْۢ بَعْدِيْ ۭ قَالُوْا نَعْبُدُ اِلٰهَكَ وَاِلٰهَ اٰبَآئِكَ اِبْرٰهٖمَ وَاِسْمٰعِيْلَ وَاِسْحٰقَ اِلٰهًا وَّاحِدًا ۚ ۖ وَّنَحْنُ لَهٗ مُسْلِمُوْنَ ۝ (سورۃ البقرہ ۱۳۳)

کیا تم اس وقت موجود تھے جب یعقوبؑ کا آخری وقت آیا اور انہوں نے اپنے بیٹوں سے پوچھا کہ تم میرے بعد کس کی بندگی اختیار کرو گے؟ انہوں نے کہا کہ ہم آپ کے اِلٰہ اور آپکے باپ دادا ابراہیمؑ، اسماعیلؑ اور اسحاقؑ کے اِلٰہ کی بندگی کریں گے جو ایک ہی اِلٰہ ہے، اور ہم اسی کے فرمانبردار ہیں۔

یہ تو عباد الرحمٰن کی گواہیاں ہوئیں، جو لوگ اس عقیدہ کے خلاف کوئی اور عقیدہ رکھتے ہیں تو ایسے مدعیوں کے پاس بقول اللہ تعالیٰ جل شانہٗ کے کوئی دلیل نہیں ہوتی۔

وَمَنْ يَّدْعُ مَعَ اللّٰهِ اِلٰـهًا اٰخَرَ ۙ لَا بُرْهَانَ لَهٗ بِهٖ ۙ (سورۃ المؤمنون ۱۱۷)

اور جو اللہ کے ساتھ کوئی دوسرا اِلٰہ پکارتا ہے تو اس کے پاس اس (عقیدہ کے ثبوت میں) کوئی دلیل نہیں ہو سکتی۔

اور نہ ہی وہ کوئی دلیل لا سکتے ہیں، ورنہ وہ آج تک کوئی دلیل ضرور لے آتے، کیونکہ ان کو قرآنِ مجید کی دعوت تھی کہ وہ ایسا کریں۔

اَمِ اتَّخَذُوْا مِنْ دُوْنِهٖٓ اٰلِهَةً ۭ قُلْ هَاتُوْا بُرْهَانَكُمْ ۚ (الانبیاء ۲۴)

کیا انہوں نے اللہ کے سوا اور اِلٰہ اختیار کر رکھے ہیں (انہیں) کہہ دو کہ اپنی دلیل لاؤ۔

یہی وجہ ہے کہ جب ایسے مدعیوں پر بھی حقیقت کا انکشاف ہوتا ہے تو پھر بغیر لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ کہے نہیں بنتی۔ اسی سلسلہ میں فرعون (فرعونِ موسٰی) ہی کی مثال لے لیجئے جس نے خود اپنے اِلٰہ ہونے کا اعلان کیا:۔

وَقَالَ فِرْعَوْنُ يٰٓاَيُّهَا الْمَلَاُ مَا عَلِمْتُ لَكُمْ مِّنْ اِلٰهٍ غَيْرِيْ ۚ (سورۃ القصص ۳۸)

اور فرعون نے کہا کہ اے سردارو! مجھے تو اپنے علاوہ تمہارے کسی دوسرے اِلٰہ کا علم نہیں۔

اور موسیٰ علیہ السلام کو نعوذ باللہ جھوٹا سمجھتا تھا۔

وَقَالَ فِرْعَوْنُ يٰهَامٰنُ ابْنِ لِيْ صَرْحًا لَّعَلِّيْٓ اَبْلُغُ الْاَسْبَابَ ۙ اَسْبَابَ السَّمٰوٰتِ فَاَطَّلِعَ اِلٰٓى اِلٰهِ مُوْسٰى وَاِنِّيْ لَاَظُنُّهٗ كَاذِبًا (سورہ مومن آیت ۳۶، ۳۷)

اور فرعون نے کہا کہ اے ہامان! میرے لیے ایک اونچا محل تعمیر کر تاکہ میں آسمانوں کے راستوں تک راہ پاؤں، پھر وہاں جاکر موسیٰ کے اِلٰہ کو جھانک کر دیکھوں اور میں تو اُسے جھوٹا ہی سمجھتا ہوں۔

اور حضرتِ موسیٰ علیہ السلام کو اللہ کے اِلٰہ ہونے کے عقیدہ کو ترک کرنے اور آپ سے بزورِ شمشیر اپنی الوہیت منوانا چاہتا تھا۔

قَالَ لَئِنِ اتَّخَذْتَ اِلٰهًا غَيْرِيْ لَاَجْعَلَنَّكَ مِنَ الْمَسْجُوْنِيْنَ ۝ (سورۃ الشعراء آیت ۲۹)

(موسیٰ علیہ السلام کو) کہا کہ اگر تو نے میرے علاوہ کوئی اور اِلٰہ تجویز کیا تو میں تمہیں جیل میں ڈال دوں گا۔

لیکن اسے (فرعون کو) بھی بالآخر یہ اعلان کرنا پڑا کہ اللہ تعالیٰ کے علاوہ کوئی اور اِلٰہ نہیں۔

حَتّٰٓى اِذَآ اَدْرَكَهُ الْغَرَقُ ۙ قَالَ اٰمَنْتُ اَنَّهٗ لَآ اِلٰهَ اِلَّا الَّذِيْٓ اٰمَنَتْ بِهٖ بَنُوْٓا اِسْرَاۗءِيْلَ وَاَنَا مِنَ الْمُسْلِمِيْنَ ۝ (سورۃ یونس آیت ۹۰)

حتیٰ کہ جب (فرعون) ڈوبنے لگا تو کہا کہ میں ایمان لاتا ہوں کہ ماسوائے اس ایک اِلٰہ کے جس پر بنی اسرائیل ایمان لائے ہیں اور کوئی اِلٰہ نہیں اور میں بھی فرمانبرداروں میں سے ہوں۔

اللہ تعالیٰ نے اپنے کلام پاک میں یہ بات دُہرا دُہرا کر سمجھایا ہے کہ کائنات میں ماسوائے اس کے اور کوئی اِلٰہ نہیں، وہ بنی نوع انسان کو سمجھاتا ہے کہ اگر کائنات میں اللہ کے علاوہ کوئی اور اِلٰہ ہوتا تو کائنات کا نظام کبھی کا درہم برہم ہو گیا ہوتا، اگر تم عقل و بصیرت سے کام لو تو تمہارے لئے یہ سمجھنا کوئی مشکل نہ ہوگا کہ اس کائنات میں صرف ایک ہی ذات، ایک ہی قوت اور ایک ہی ارادہ کارفرما ہے۔

لَوْ كَانَ فِيهِمَآ اٰلِهَةٌ اِلَّا اللّٰهُ لَفَسَدَتَا ج فَسُبْحٰنَ اللّٰهِ رَبِّ الْعَرْشِ عَمَّا يَصِفُوْنَ ٥

(سورۃ الانبیاء آیت ۲۲)

اگر زمین وآسمان میں اللہ کے علاوہ کوئی اور الٰہ بھی ہوتا تو ایک فساد برپا ہوگیا ہوتا، پس پاک ہے رب العزت ان باتوں سے جو یہ بیان کرتے ہیں۔

مَا اتَّخَذَ اللّٰهُ مِنْ وَّلَدٍ وَّمَا كَانَ مَعَهٗ مِنْ اِلٰهٍ اِذًا لَّذَهَبَ كُلُّ اِلٰهٍ بِمَا خَلَقَ وَلَعَلَا بَعْضُهُمْ عَلٰى بَعْضٍ سُبْحٰنَ اللّٰهِ عَمَّا يَصِفُوْنَ ۙ

(سورۃ المؤمنون آیت ۹۱)

نہ ہی اللہ نے کسی کو اپنی اولاد بنایا اور نہ ہی اس کے ساتھ کوئی اور الٰہ ہے اگر ایسا ہوتا تو ہر ایک اپنی مخلوق کو الگ کر کے ایک دوسرے پر چڑھ دوڑتا، پس پاک ہے اللہ اُن باتوں سے جو یہ بیان کرتے ہیں۔

اس میں کسی مسلمان کو شک وشبہ نہیں کہ اللہ کے علاوہ اور الٰہ اختیار کرنا اور اس کو پکارنا شرک ہے، اور یہ کہ شرک پر اللہ تعالیٰ کی بخشش بند ہے اللہ تعالیٰ چاہے تو کبیرہ سے کبیرہ گناہ بھی معاف کر دے لیکن شرک کو کسی بھی صورت میں معاف نہیں کرے گا، کیونکہ اس ذاتِ عالیشان کی طرف سے ہمیشہ ہمیشہ کے لیے یہ اعلان ہو چکا ہے کہ:۔

اِنَّ اللّٰهَ لَا يَغْفِرُ اَنْ يُّشْرَكَ بِهٖ وَيَغْفِرُ مَا دُوْنَ ذٰلِكَ لِمَنْ يَّشَآءُ ج وَمَنْ يُّشْرِكْ بِاللّٰهِ فَقَدِ افْتَرٰى اِثْمًا عَظِيْمًا ٥

(سورۃ النساء آیت ۴۸)

یقیناً اللہ تعالیٰ شرک کرنے والے کو نہیں بخشتا اور شرک کے ماسوا دوسرے گناہ جسے چاہے بخش دے اور جس کسی نے بھی اللہ کا شریک ٹھہرایا پس اس نے عظیم گناہ کیا۔

اِنَّ اللّٰهَ لَا يَغْفِرُ اَنْ يُّشْرَكَ بِهٖ وَيَغْفِرُ مَا دُوْنَ ذٰلِكَ لِمَنْ يَّشَآءُ ط وَمَنْ يُّشْرِكْ بِاللّٰهِ فَقَدْ ضَلَّ

یقیناً اللہ تعالےٰ اس کو نہیں بخشتا جو کسی کو اس کا شریک بنلائے اور شرک کے ماسوا دوسرے گناہ جسے چاہے بخش دے اور

ضَلٰلًا بَعِيْدًا ۝ (سورۃ النساء آیت ۱۱۶)	جس کسی نے بھی اللہ کا شریک ٹھہرایا بس وہ بڑی دور کی گمراہی میں جا پڑا۔

چونکہ لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ کے علاوہ ہر دوسرا عقیدہ شرک کی طرف لے جاتا ہے اور شرک اللہ تعالیٰ پر ایک عظیم بہتان، ایک ناقابلِ معافی گناہ، ایک عظیم اندھیرا اور راہِ ہدایت سے منحرف کرنے والا ہے، اسی لیے اللہ تعالیٰ جل شانہ نے بار بار تاکیداً اس حکم کو پھیر پھیر کر دہرایا کہ اس کے ساتھ کسی اور کو الٰہ نہ پکارا جائے۔

وَلَا تَدْعُ مَعَ اللّٰهِ اِلٰهًا اٰخَرَ ۘ لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ ۚ كُلُّ شَيْءٍ هَالِكٌ اِلَّا وَجْهَهٗ ۚ لَهُ الْحُكْمُ وَاِلَيْهِ تُرْجَعُوْنَ ۝ (سورۃ القصص آیت ۸۸)	اور اللہ کے ساتھ کسی دوسرے الٰہ کو مت پکارو اس کے سوا کوئی دوسرا الٰہ نہیں، اللہ کے چہرے کے سوا ہر شے کے لیے فنا ہے، حکم (حکومت کا حق) صرف اسی کیلئے ہے اور اسی کی طرف (سب کو) لوٹ کر جانا ہے۔
وَلَا تَجْعَلُوْا مَعَ اللّٰهِ اِلٰهًا اٰخَرَ ۚ اِنِّيْ لَكُمْ مِّنْهُ نَذِيْرٌ مُّبِيْنٌ ۝ (سورۃ الذّٰریات آیت ۵۱)	اور اللہ کے ساتھ کوئی دوسرا الٰہ نہ ٹھہراؤ بے شک میں تمہارے لیے اس کی طرف سے کھلم کھلا ڈرانے والا ہوں۔
لَا تَجْعَلْ مَعَ اللّٰهِ اِلٰهًا اٰخَرَ فَتَقْعُدَ مَذْمُوْمًا مَّخْذُوْلًا ۝ (بنی اسرائیل ۲۲)	اور اللہ کے ساتھ دوسرا الٰہ مت بناؤ ورنہ ذلیل اور بے کس ہو کر بیٹھے رہو گے۔
ذٰلِكَ مِمَّآ اَوْحٰٓى اِلَيْكَ رَبُّكَ مِنَ الْحِكْمَةِ ۭ وَلَا تَجْعَلْ مَعَ اللّٰهِ اِلٰهًا اٰخَرَ فَتُلْقٰى فِيْ جَهَنَّمَ مَلُوْمًا مَّدْحُوْرًا ۝ (سورۃ بنی اسرائیل آیت ۳۹)	یہ ان حکمت کی باتوں میں سے ہے جو تیرے رب نے تیری طرف وحی کی اور اللہ کے ساتھ کسی اور کو الٰہ نہ بنا ورنہ تو ملامت زدہ اور ٹھکرایا ہوا جہنم میں ڈال دیا جائے گا۔
فَلَا تَدْعُ مَعَ اللّٰهِ اِلٰهًا اٰخَرَ فَتَكُوْنَ مِنَ الْمُعَذَّبِيْنَ ۝ (سورۃ الشعراء آیت ۲۱۳)	اور اللہ کے ساتھ دوسرا الٰہ مت پکارو ورنہ تو بھی عذاب میں مبتلا ہونے والوں میں سے ہو جائے گا۔

اَلْقِيَا فِیْ جَهَنَّمَ كُلَّ كَفَّارٍ عَنِيْدٍ ۙ مَّنَّاعٍ لِّلْخَيْرِ مُعْتَدٍ مُّرِيْبِ ۙ نِ الَّذِیْ جَعَلَ مَعَ اللّٰهِ اِلٰهًا اٰخَرَ فَاَلْقِيٰهُ فِی الْعَذَابِ الشَّدِيْدِ ۝ (سورۃ ق آیت ۲۴ تا ۲۶)

ہر کافر اور سرکش کو دوزخ میں ڈال دو۔ جو نیکی سے روکنے والا، حد سے بڑھنے والا شک کرنے والا ہے اور جس نے (بھی) اللہ کے ساتھ کوئی الٰہ ٹھہرایا تھا پس اسے بھی سخت عذاب میں ڈال دو۔

اگر لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ کے علاوہ کوئی بھی عقیدہ گھڑا گیا تو اللہ تعالیٰ نے لوگوں کی اصلاح کے لیے اپنا کلام نازل کیا، لوگوں کو اس عقیدۂ بد سے منع کیا اور صحیح راہ کی طرف راہنمائی فرمائی۔ ان باطل عقائد میں سے ایک دو الٰہ کا عقیدہ بھی ہے۔ اس عقیدہ کی رُو سے کائنات میں دو مستقل الٰہ کارفرما ہیں، ایک نیکی کا تو دوسرا برائی کا، ایک نور کا تو دوسرا ظلمت کا، ایک ہرمن تو دوسرا یزداں۔ اس عقیدۂ بد کا بطلان اللہ تعالیٰ نے ان الفاظ میں کیا:-

وَقَالَ اللّٰهُ لَا تَتَّخِذُوْٓا اِلٰهَيْنِ اثْنَيْنِ ۚ اِنَّمَا هُوَ اِلٰهٌ وَّاحِدٌ ۚ فَاِيَّايَ فَارْهَبُوْنِ ۝ (سورۃ النحل آیت ۵۱)

اور اللہ نے کہا (حکم صادر کیا) کہ دو الٰہ نہ بناؤ، کیونکہ (کائنات میں) وہی ایک الٰہ ہے، پس خاص مجھ ہی سے ڈرو۔

اگرچہ تمام اہلِ کتاب سے بھی تقاضا لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ پر ایمان رکھنے کا تھا جس پر اللہ تعالیٰ کا کلام بار بار گواہی دے رہا ہے، مثلاً:-

وَمَا تَفَرَّقَ الَّذِيْنَ اُوْتُوا الْكِتٰبَ اِلَّا مِنْۢ بَعْدِ مَا جَآءَتْهُمُ الْبَيِّنَةُ ۝ وَمَآ اُمِرُوْٓا اِلَّا لِيَعْبُدُوا اللّٰهَ مُخْلِصِيْنَ لَهُ الدِّيْنَ ۙ (سورۃ البینہ آیت ۴، ۵)

اور اہلِ کتاب نے جو اختلاف کیا تو وہ واضح دلیل آنے کے بعد کیا ورنہ انہیں تو حکم صرف یہی تھا کہ وہ اپنے دین کو خالص اللہ کی طرف رکھتے ہوئے اسی ایک کی بندگی کریں۔

لیکن پھر بھی وہ عجیب و غریب طرح کے غیر منطقی عقائد کا شکار ہوئے،

کسی نے حضرت عزیر علیہ السلام کو اللہ کا بیٹا بنا دیا تو کسی نے حضرت عیسٰی علیہ السلام کو اللہ کا بیٹا ٹھہرایا، کسی نے تین الٰہ تسلیم کیے تو کسی نے کہا کہ "تین ایک اور ایک تین ہیں۔" (مثلاً عیسائیوں کا باپ، بیٹا اور روح القدس کا عقیدہ) کسی نے اگر دیوی دیوتاؤں کو اللہ تعالیٰ کا شریکِ کار سمجھا تو کسی نے انبیاء، رسل اور اولیاء اللہ کو کارساز مانا، کسی نے ملائکہ کو اللہ کی بیٹیاں گردانا تو کسی نے اللہ اور جنّات میں رشتہ داری کا جواز ڈھونڈا۔ چنانچہ اللہ تعالیٰ نے اپنے کلام کی وساطت سے اس قسم کی تمام قیاس آرائیوں کا بطلان کیا اور بنی نوع انسان کو عموماً اور اہلِ کتاب کو خصوصاً دوبارہ دین کے نقطۂ ماسکہ لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللہ کی طرف دعوت دی، مثال کے طور پر چند آیات بمع ترجمہ درج کی جاتی ہیں۔

يٰٓاَهْلَ الْكِتٰبِ لَا تَغْلُوْا فِيْ دِيْنِكُمْ وَلَا تَقُوْلُوْا عَلَى اللّٰهِ اِلَّا الْحَقَّ ۭ اِنَّمَا الْمَسِيْحُ عِيْسَى ابْنُ مَرْيَمَ رَسُوْلُ اللّٰهِ وَكَلِمَتُهٗ ۚ اَلْقٰىهَآ اِلٰى مَرْيَمَ وَرُوْحٌ مِّنْهُ ۡ فَاٰمِنُوْا بِاللّٰهِ وَرُسُلِهٖ ڗ وَلَا تَقُوْلُوْا ثَلٰثَةٌ ۭ اِنْتَهُوْا خَيْرًا لَّكُمْ ۭ اِنَّمَا اللّٰهُ اِلٰهٌ وَّاحِدٌ ۭ سُبْحٰنَهٗٓ اَنْ يَّكُوْنَ لَهٗ وَلَدٌ ۘ لَهٗ مَا فِي السَّمٰوٰتِ وَمَا فِي الْاَرْضِ ۭ وَكَفٰى بِاللّٰهِ وَكِيْلًا ۧ (سورۃ النساء آیت ۱۷۱)

اے اہلِ کتاب! تم اپنے دین میں حد سے باہر مت ہو اور اللہ کی شان میں حق کے سوا اور کچھ مت کہو، مسیح عیسٰی ابن مریم سوائے اس کے اور کچھ نہیں کہ وہ اللہ کا رسول ہے اور اللہ کا ایک کلمہ ہے جسے اللہ نے مریم کی طرف القا کیا، اور اللہ کی طرف سے ایک روح ہے، سو اللہ اور اس کے سب رسولوں پر ایمان لاؤ اور ایسا مت کہو کہ اللہ تین ہیں، ایسی بات سے باز آجاؤ، یہ تمہارے لیے بہتر ہے اللہ ہی واحد الٰہ ہے، وہ پاک ہے، اولاد کا ہونا اس کے شایانِ شان نہیں، آسمانوں اور زمین میں جو کچھ ہے سب اسی کی ملکیت ہے، اور اللہ کارساز ہونے میں کافی ہے۔

لَقَدْ كَفَرَ الَّذِيْنَ قَالُوْٓا اِنَّ اللّٰهَ

یقیناً ان لوگوں نے کفر کیا جو کہتے ہیں کہ

ثَالِثُ ثَلٰثَةٍ ۘ وَمَا مِنْ اِلٰهٍ اِلَّآ
اِلٰهٌ وَّاحِدٌ ۭ وَاِنْ لَّمْ يَنْتَهُوْا
عَمَّا يَقُوْلُوْنَ لَيَمَسَّنَّ الَّذِيْنَ
كَفَرُوْا مِنْهُمْ عَذَابٌ اَلِيْمٌ ۝
(سورۃ المائدہ آیت ۷۳)

اللہ تین میں کا ایک ہے۔ بجز اس ایک الٰہ کے اور کوئی الٰہ نہیں اور اگر یہ لوگ ان باتوں سے باز نہ آئے تو ان میں سے جن لوگوں نے کفر کیا ان پر دردناک عذاب نازل ہوگا۔

اِتَّخَذُوْٓا اَحْبَارَهُمْ وَرُهْبَانَهُمْ
اَرْبَابًا مِّنْ دُوْنِ اللّٰهِ وَالْمَسِيْحَ
ابْنَ مَرْيَمَ ۚ وَمَآ اُمِرُوْٓا اِلَّا
لِيَعْبُدُوْٓا اِلٰهًا وَّاحِدًا ۚ لَآ اِلٰهَ
اِلَّا هُوَ ۭ سُبْحٰنَهٗ عَمَّا يُشْرِكُوْنَ ۝
(سورۃ التوبہ آیت ۳۱)

انہوں نے اللہ کو چھوڑ کر علماء و مشائخ کو اللہ کے علاوہ رب بنا لیا ہے اور مسیح ابن مریم کو بھی حالانکہ ان کو حکم اسی ایک الٰہ کی بندگی کرنے کا تھا جس کے سوا کوئی اور الٰہ نہیں، وہ ان کے شرک سے پاک ہے۔

مَا كَانَ لِبَشَرٍ اَنْ يُّؤْتِيَهُ اللّٰهُ الْكِتٰبَ وَالْحُكْمَ
وَالنُّبُوَّةَ ثُمَّ يَقُوْلَ لِلنَّاسِ كُوْنُوْا
عِبَادًا لِّيْ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ وَلٰكِنْ كُوْنُوْا
رَبّٰنِيّٖنَ بِمَا كُنْتُمْ تُعَلِّمُوْنَ الْكِتٰبَ
وَبِمَا كُنْتُمْ تَدْرُسُوْنَ ۝ وَلَا يَاْمُرَكُمْ
اَنْ تَتَّخِذُوا الْمَلٰٓئِكَةَ وَالنَّبِيّٖنَ
اَرْبَابًا ۭ اَيَاْمُرُكُمْ بِالْكُفْرِ
بَعْدَ اِذْ اَنْتُمْ مُّسْلِمُوْنَ ۝
(سورۃ آل عمران آیت ۷۹، ۸۰)

کسی بشر کے لیے یہ سزاوار نہیں کہ اللہ اُسے کتاب و حکمت اور نبوت عطا کرے اور پھر وہ لوگوں سے کہے کہ اللہ کو چھوڑ کر میری بندگی اختیار کرو (بلکہ وہ کہے گا کہ) رب والے بن جاؤ اس کتاب کے ذریعہ سے جو پڑھتے پڑھاتے ہو اور جس کی تعلیم دیتے ہو اور نہ ہی وہ تمہیں یہ حکم دے گا کہ ملائکہ اور انبیاء کو رب بنالو کیا تمہیں بعد مسلمان ہونے کے کفر کا حکم دے گا؟

وَجَعَلُوْا بَيْنَهٗ وَبَيْنَ الْجِنَّةِ نَسَبًا ۭ
وَلَقَدْ عَلِمَتِ الْجِنَّةُ اِنَّهُمْ
لَمُحْضَرُوْنَ ۝ (سورۃ الصافات آیت ۱۵۸)

اور یہ لوگ اللہ اور جنوں کے درمیان رشتے قائم کرتے ہیں حالانکہ جن خود جانتے ہیں کہ وہ (اللہ کے حضور) حاضر کیے جائیں گے۔

وَجَعَلُوا لَهٗ مِنْ عِبَادِهٖ جُزْءًا ۭ اِنَّ الْاِنْسَانَ لَكَفُوْرٌ مُّبِيْنٌ ۝ (زخرف ۱۵)
وَيَجْعَلُوْنَ لِلّٰهِ الْبَنٰتِ سُبْحٰنَهٗ ۙ وَلَهُمْ مَّا يَشْتَهُوْنَ ۝
(سورۃ النحل آیت ۵۷)

اور ان لوگوں نے اللہ کے بندوں کو اللہ کا جزو قرار دیا بیشک انسان صریح ناشکرا ہے۔
اور یہ لوگ اللہ کے لیے بیٹیاں تجویز کرتے ہیں، وہ اس سے پاک ہے اور خود اپنے لیے وہ جس کے بڑے خواہشمند ہیں۔

وَجَعَلُوا الْمَلٰٓئِكَةَ الَّذِيْنَ هُمْ عِبٰدُ الرَّحْمٰنِ اِنَاثًا (زخرف ۱۹)

اور یہ لوگ فرشتوں کو، جو رحمٰن کے بندے ہیں، عورتیں قرار دیتے ہیں۔

وَقَالُوا اتَّخَذَ الرَّحْمٰنُ وَلَدًا سُبْحٰنَهٗ ۭ بَلْ عِبَادٌ مُّكْرَمُوْنَ ۙ لَا يَسْبِقُوْنَهٗ بِالْقَوْلِ وَهُمْ بِاَمْرِهٖ يَعْمَلُوْنَ ۝
(سورۃ الانبیاء آیت ۲۶،۲۷)

اور یہ کہتے ہیں کہ اللہ نے اولاد اختیار کر رکھی ہے وہ اس سے پاک ہے، (جنہیں یہ اولاد قرار دیتے ہیں) وہ تو اسکے معزز بندے ہیں بات کرنے میں اس سے پیشقدمی نہیں کرتے اور اسی کے حکم کے مطابق کام کرتے ہیں۔

نِ الَّذِيْ لَهٗ مُلْكُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ وَلَمْ يَتَّخِذْ وَلَدًا وَّلَمْ يَكُنْ لَّهٗ شَرِيْكٌ فِي الْمُلْكِ وَخَلَقَ كُلَّ شَيْءٍ فَقَدَّرَهٗ تَقْدِيْرًا ۝
(سورۃ الفرقان آیت ۲)

اللہ وہ ہے جس کو آسمانوں اور زمین کی حکومت حاصل ہے اور اس نے کسی کو اپنی اولاد نہیں بنایا نہ ہی اس کے ساتھ حکومت میں کوئی شریک ہے، اس نے ہر شے کو پیدا کیا اور پھر ان کیلئے اندازے مقرر کیے۔

قَالُوا اتَّخَذَ اللّٰهُ وَلَدًا سُبْحٰنَهٗ ۭ هُوَ الْغَنِيُّ ۭ لَهٗ مَا فِي السَّمٰوٰتِ وَمَا فِي الْاَرْضِ ۭ اِنْ عِنْدَكُمْ مِّنْ سُلْطٰنٍۢ بِهٰذَا ۭ اَتَقُوْلُوْنَ عَلَى اللّٰهِ مَا لَا تَعْلَمُوْنَ ۝ قُلْ اِنَّ الَّذِيْنَ يَفْتَرُوْنَ عَلَى اللّٰهِ

یہ کہتے ہیں کہ اللہ نے اولاد کو اختیار کیا وہ پاک ہے (ایسی باتوں سے) وہ بے نیاز ہے آسمانوں میں اور زمین میں جو کچھ ہے اسی کا ہے، تمہارے پاس اس (عقیدہ) پر کونسی دلیل ہے؟ تو کیا تم اللہ پر ایسی بات (کا بہتان) باندھتے ہو جس کا نہیں کوئی

الْكَذِبَ لَا يُفْلِحُونَ ۝

(سورۃ یونس آیت ۶۸، ۶۹)

علم نہیں، کہہ دو کہ جو لوگ اللہ پر بہتان باندھتے ہیں وہ کبھی کامیاب نہیں ہو سکتے۔

وَيُنذِرَ الَّذِينَ قَالُوا اتَّخَذَ اللَّهُ وَلَدًا ۝ مَا لَهُم بِهِ مِنْ عِلْمٍ وَلَا لِآبَائِهِمْ ۚ كَبُرَتْ كَلِمَةً تَخْرُجُ مِنْ أَفْوَاهِهِمْ ۚ إِن يَقُولُونَ إِلَّا كَذِبًا ۝

(سورۃ الکہف آیت ۴، ۵)

تو ان لوگوں کو ڈرا جو کہتے ہیں کہ اللہ نے اولاد اختیار کر رکھی ہے اس بارے میں ان کے پاس کوئی علم نہیں اور نہ ہی ان کے آباؤ اجداد کے پاس تھا، بہت ہی سخت بات ہے جو ان کے منہ سے نکلتی ہے، یہ لوگ محض جھوٹ کہتے ہیں۔

وَقَالُوا اتَّخَذَ الرَّحْمَٰنُ وَلَدًا ۝ لَّقَدْ جِئْتُمْ شَيْئًا إِدًّا ۝ تَكَادُ السَّمَاوَاتُ يَتَفَطَّرْنَ مِنْهُ وَتَنشَقُّ الْأَرْضُ وَتَخِرُّ الْجِبَالُ هَدًّا ۝ أَن دَعَوْا لِلرَّحْمَٰنِ وَلَدًا ۝ وَمَا يَنبَغِي لِلرَّحْمَٰنِ أَن يَتَّخِذَ وَلَدًا ۝ إِن كُلُّ مَن فِي السَّمَاوَاتِ وَالْأَرْضِ إِلَّا آتِي الرَّحْمَٰنِ عَبْدًا ۝

(سورۃ مریم آیت ۸۸ تا ۹۳)

یہ لوگ کہتے ہیں کہ اللہ نے بیٹا اختیار کر رکھا ہے، بڑی ہی سخت بات ہے جو تم لوگ گھڑ لائے (یہ ایک ایسی بات ہے) کہ جس سے قریب ہی آسمان پھٹ جائیں، زمین چر جائے اور پہاڑ ٹکڑے ہو کر گر پڑیں، اس لیے کہ انہوں نے رحمٰن کیلئے بیٹا تجویز کیا اور رحمٰن کی یہ شان نہیں کہ کسی کو بیٹا بنائے آسمان اور زمین میں جو کوئی بھی ہے (بالآخر) رحمٰن کا بندہ بن کر ہی آنا ہے۔

اور اللہ تعالیٰ نے نہ صرف اس قسم کے صریح شرک سے ممانعت کی تھی بلکہ خواہشات اور جذبات تک کو اِلٰہ بنانے سے سختی سے روکا ہے۔

أَفَرَأَيْتَ مَنِ اتَّخَذَ إِلَٰهَهُ هَوَاهُ وَأَضَلَّهُ اللَّهُ عَلَىٰ عِلْمٍ وَخَتَمَ عَلَىٰ سَمْعِهِ وَقَلْبِهِ وَجَعَلَ عَلَىٰ بَصَرِهِ غِشَاوَةً فَمَن

کیا تو نے دیکھا اس کو جس نے اپنی خواہشات ہی کو اپنا اِلٰہ بنا لیا ہے اور جس کو اللہ نے باوجود علم کے گمراہ کر دیا اور اس کی شنوائی اور دل پر مہر لگا دی اور اسکی بینائی پر

يَهْدِيْهِ مِنْ بَعْدِ اللّٰهِ ط اَفَلَا تَذَكَّرُوْنَ ۝
(سورۃ الجاثیہ آیت ۲۳)

پردہ ڈال دیا، پس اللہ کے بعد اس کو کون ہدایت دے سکتا ہے کیا پھر بھی نصیحت حاصل نہیں کرو گے۔

اور کمال تو یہ ہے کہ جب بھی کسی نے لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰه کی صدا بلند کی تو لوگوں نے اس عقیدہ پر تعجب کا اظہار کیا۔ اس کو پاگل، شاعر اور نہ جانے کن کن القابات سے نوازا۔

اِنَّهُمْ كَانُوْٓا اِذَا قِيْلَ لَهُمْ لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ لا يَسْتَكْبِرُوْنَ لا وَيَقُوْلُوْنَ اَئِنَّا لَتَارِكُوْٓا اٰلِهَتِنَا لِشَاعِرٍ مَّجْنُوْنٍ ط بَلْ جَآءَ بِالْحَقِّ وَ صَدَّقَ الْمُرْسَلِيْنَ ۝
(سورۃ الصّٰفّٰت آیت ۳۵ تا ۳۷)

اور جب ان سے یہ کہا جاتا ہے کہ اللہ کے سوا کوئی الٰہ نہیں تو وہ تکبر کرتے تھے اور کہتے تھے کہ کیا ہم اپنے معبودوں کو ایک شاعر اور دیوانے کے کہنے سے چھوڑ دیں (نہیں ایسا نہیں) بلکہ وہ حق لایا ہے اور اس نے سب رسولوں کی تصدیق کی ہے۔

وَعَجِبُوْٓا اَنْ جَآءَهُمْ مُّنْذِرٌ مِّنْهُمْ ز وَقَالَ الْكٰفِرُوْنَ هٰذَا سٰحِرٌ كَذَّابٌ ج صلے اَجَعَلَ الْاٰلِهَةَ اِلٰهًا وَّاحِدًا ج صلے اِنَّ هٰذَا لَشَيْءٌ عُجَابٌ ۝ وَانْطَلَقَ الْمَلَاُ مِنْهُمْ اَنِ امْشُوْا وَاصْبِرُوْا عَلٰٓى اٰلِهَتِكُمْ ج صلے اِنَّ هٰذَا لَشَيْءٌ يُّرَادُ ۝ مَا سَمِعْنَا بِهٰذَا فِي الْمِلَّةِ الْاٰخِرَةِ ج صلے اِنْ هٰذَآ اِلَّا اخْتِلَاقٌ ج صلے
(سورۃ صٓ آیت ۴ تا ۷)

اور انہوں نے اس بات پر تعجب کا اظہار کیا کہ ان کے پاس انہیں میں سے ڈرانے والا آیا اور کافروں نے کہا کہ یہ ایک بڑا ہی جھوٹا جادوگر ہے کیا اس نے کئی الٰہ کو صرف ایک الٰہ بنا دیا، بیشک یہ بڑی ہی عجیب بات ہے اور ان میں کے سردار یہ کہتے ہوئے چل پڑے کہ چلو اور اپنے الٰہ پر جمے رہو بیشک اس میں ضرور کوئی غرض ہے ہم نے یہ بات پچھلی اُمت میں نہیں سنی، یہ ایک من گھڑت بات ہے۔

حضرت نوح علیہ السلام نے جب قوم کو صرف ایک اللہ کو الٰہ اختیار کرنے کی دعوت دی تو قوم کی طرف سے یہ جواب ملا کہ

قَالُوْٓا اَنُؤْمِنُ لَكَ وَ اتَّبَعَكَ

انہوں نے کہا کہ کیا ہم تجھ پر ایمان لائیں

الاَرْذَلُوْنَ ۝ (الشعراء ع ۱۱۱)

حالانکہ تیری پیروی تو (صرف) رذیلوں نے کی۔

اور یہ کہ :۔

اِنَّا لَنَرٰىكَ فِیْ ضَلٰلٍ مُّبِیْنٍ ۝ (الاعراف ع ۶۰)

ہم تو تجھے صریح گمراہی میں دیکھتے ہیں۔

اور مزید یہ کہ :۔

قَالُوْا لَئِنْ لَّمْ تَنْتَهِ یٰنُوْحُ لَتَكُوْنَنَّ مِنَ الْمَرْجُوْمِیْنَ ۝ (الشعراء ۱۱۶)

کہنے لگے کہ اے نوح! اگر تو باز نہ آیا تو بیشک سنگسار کر دیا جائے گا۔

اور جب حضرت نوح علیہ السلام کے بعد حضرت ہود علیہ السلام نے قوم عاد کو ایک اللہ کو الٰہ تسلیم کرنے کے عقیدہ کی طرف پکارا تو انہیں یہ کہا گیا کہ :۔

قَالُوْا سَوَآءٌ عَلَیْنَآ اَوَعَظْتَ اَمْ لَمْ تَكُنْ مِّنَ الْوٰعِظِیْنَ ۝ اِنْ هٰذَآ اِلَّا خُلُقُ الْاَوَّلِیْنَ ۝ وَمَا نَحْنُ بِمُعَذَّبِیْنَ ۝ (سورۃ الشعراء آیت ع ۱۳۶ تا ۱۳۸)

کہا انہوں نے کہ اگر تو ہمیں نصیحت کرے یا نہ کرے ہمارے حق میں سب برابر ہے (یہ ایک تو ہی نہیں جو یہ کہہ رہا ہے) بلکہ یہ تو پہلوں کی عادت چلی آ رہی ہے اور اگر ہم آپ کو جھٹلائیں) تو ہمیں ہرگز عذاب نہ ہوگا۔

اور جواب یہ ملا کہ :

قَالُوْٓا اَجِئْتَنَا لِنَعْبُدَ اللّٰهَ وَحْدَهٗ وَنَذَرَ مَا كَانَ یَعْبُدُ اٰبَآؤُنَا فَاْتِنَا بِمَا تَعِدُنَآ اِنْ كُنْتَ مِنَ الصّٰدِقِیْنَ ۝ (سورۃ الاعراف آیت ع ۷۰)

انہوں نے کہا کہ کیا تو ہمارے پاس یہ لایا ہے کہ ہم بس ایک اللہ کی بندگی کریں، اور ہمارے باپ دادا جن کی بندگی کرتے رہے ان سب کو چھوڑ دیں؟ اگر تو سچا ہے تو لے آ وہ چیز جس کا تو ہم سے وعدہ کرتا ہے (یعنی عذاب)

اور مزید جواب یہ ملا کہ :۔

اِنَّا لَنَرٰىكَ فِیْ سَفَاهَةٍ وَّاِنَّا لَنَظُنُّكَ مِنَ الْكٰذِبِیْنَ ۝ (الاعراف ع ۶۶)

ہم تو تجھے بیوقوف سمجھتے ہیں اور ہم تمہیں جھوٹا خیال کرتے ہیں۔

اور حضرت ہود علیہ السلام کے بعد جب حضرت صالح علیہ السلام نے قوم ثمود کو اس کلمۂ حق کے اختیار کرنے کی دعوت دی تو قوم کی طرف سے جو جواب ملا وہ یہ تھا۔

قَالُوْٓا اِنَّمَآ اَنْتَ مِنَ الْمُسَحَّرِيْنَ ۝ مَآ اَنْتَ اِلَّا بَشَرٌ مِّثْلُنَا فَاْتِ بِاٰيَةٍ اِنْ كُنْتَ مِنَ الصّٰدِقِيْنَ ۝ (الشعراء ۱۵۳، ۱۵۴)

کہنے لگے تم پر تو کسی نے جادو کر دیا ہے تو بھی ہم جیسا ایک آدمی ہے، پس اگر تو سچا ہے تو کوئی نشانی لے کر آ۔

اور حضرت صالح علیہ السلام پر ایمان لانے والے مفلس الحال لوگوں سے جب قوم کے آسودہ حال لوگوں نے دریافت کیا کہ کیا تم سچ مچ (حضرت) صالح (علیہ السلام) کو رب کا رسول سمجھتے ہو؟ جب انہوں نے تہہ دل سے آپ کی رسالت کا اقرار کیا تو وہ متکبر کہنے لگے :۔

اِنَّا بِالَّذِيْٓ اٰمَنْتُمْ بِهٖ كٰفِرُوْنَ ۝ (سورۃ الاعراف آیت ۷۶)

جس پر تم ایمان لائے ہو ہم تو اس کے منکر ہیں۔

اور حضرت صالح علیہ السلام کے بعد حضرت لوط علیہ السلام نے اپنی قوم کو اللہ کی بندگی اختیار کرنے، اس سے ڈرنے، نیک اعمال بجا لانے اور گناہوں سے بچنے کی تلقین کی تو آپ سے کہنے لگے کہ :۔

قَالُوْا لَئِنْ لَّمْ تَنْتَهِ يٰلُوْطُ لَتَكُوْنَنَّ مِنَ الْمُخْرَجِيْنَ ۝ (الشعراء ۱۶۷)

کہنے لگے اے لوط! اگر تو باز نہ آیا تو تو (یہاں سے) نکال دیا جائے گا۔

اس کے علاوہ قوم نے یہ بھی کہا کہ :۔

قَالُوْٓا اَخْرِجُوْهُمْ مِّنْ قَرْيَتِكُمْ اِنَّهُمْ اُنَاسٌ يَّتَطَهَّرُوْنَ ۝ (الاعراف ۸۲)

کہنے لگے کہ انہیں شہر بدر کر دو یہ بڑے ہی پاک بنے بیٹھے ہیں۔

اور حضرت لوط علیہ السلام کے بعد جب حضرت شعیب علیہ السلام نے اہل مدین کو حق قبول کرنے کی دعوت دی، اللہ کے خوف اور گناہوں سے بچنے کی تلقین کی، اس پر قوم نے جو جواب دیا وہ ملاحظہ ہو :۔

قَالُوْٓا اِنَّمَآ اَنْتَ مِنَ الْمُسَحَّرِيْنَ ۝ وَمَآ اَنْتَ اِلَّا بَشَرٌ مِّثْلُنَا وَاِنْ نَّظُنُّكَ

کہنے لگے تم پر کسی نے جادو کر دیا ہے اور تو ماسوائے ہمارے جیسا ایک آدمی ہونے

لِمِنَ الْكٰذِبِيْنَ ۝ فَاَسْقِطْ عَلَيْنَا كِسَفًا مِّنَ السَّمَآءِ اِنْ كُنْتَ مِنَ الصّٰدِقِيْنَ ۝ (الشعراء ۱۸۵ تا ۱۸۷)

کے اور کچھ بھی نہیں اور ہم تمہیں جھوٹا خیال کرتے ہیں، اور اگر تو سچا ہے تو ہم پر آسمان کا کوئی ٹکڑا گرا دے۔

قَالَ الْمَلَاُ الَّذِيْنَ اسْتَكْبَرُوْا مِنْ قَوْمِهٖ لَنُخْرِجَنَّكَ يٰشُعَيْبُ وَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْا مَعَكَ مِنْ قَرْيَتِنَآ اَوْ لَتَعُوْدُنَّ فِيْ مِلَّتِنَا (الاعراف ۸۸)

اسکی قوم کے متکبر اور آسودہ حال لوگوں نے کہا کہ یا تو تم ہماری ملت میں واپس آجاؤ ورنہ ہم تجھے اور تیرے ماننے والوں کو شہر بدر کر کے ہی رہیں گے۔

وَقَالَ الْمَلَاُ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا مِنْ قَوْمِهٖ لَئِنِ اتَّبَعْتُمْ شُعَيْبًا اِنَّكُمْ اِذًا لَّخٰسِرُوْنَ ۝ (الاعراف ۹۰)

اور اس کی قوم کے منکر سرداروں نے عوام سے کہا کہ اگر تم نے شعیب کی تابعداری کی تو یقیناً نقصان اٹھاؤ گے۔

اگر لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ (اللہ جل شانہ کے بغیر کوئی دوسرا الٰہ نہیں) کا اقرار اس قدر اہم ہے کہ بغیر اس کے اللہ تعالیٰ کی رضا حاصل نہیں کی جاسکتی، بغیر اس کے ہر قسم کے نیک اعمال بھی اکارت ہو جاتے ہیں، بغیر اس کے ابدی خوشیوں کا حصول ناممکن ہے۔ تو پھر الٰہ کا مفہوم متعین کرنا بھی از حد ضروری ہے۔ الٰہ کے معنی معبود یا کارساز کے کر دینا کافی نہیں، کیونکہ صرف اس قدر کہہ دینے سے وہ مفہوم سامنے نہیں آتا جس پر فلاح دارین کا دارومدار ہے، وہ مفہوم جس کو سامنے لانے پر دنیا تڑپ اٹھتی ہے اور اس مفہوم کو سامنے لانے والے پر چاروں اطراف سے ٹوٹ پڑتی ہے اور اس کی آواز کو دبانے کے لیے اپنا ایڑی چوٹی کا زور صرف کر دیتی ہے۔

اس کا مفہوم معلوم کرنے کے لیے بھی لامحالہ اللہ تعالیٰ ہی کے کلام کی طرف رجوع کرنا پڑے گا کیونکہ وہ سرتا آخر اسی مفہوم کی وضاحت ہی کے لیے تو ہے، اس کے لیے سورۃ النمل کی ان آیات کا مطالعہ ضروری ہے۔

اَمَّنْ خَلَقَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ وَاَنْزَلَ لَكُمْ مِّنَ السَّمَآءِ مَآءً فَاَنْۢبَتْنَا بِهٖ

وہ کون ہے جس نے زمین اور آسمانوں کو پیدا کیا اور تمہارے لیے آسمان سے پانی نازل کیا

حَدَآئِقَ ذَاتَ بَهْجَةٍ ۚ مَا كَانَ لَكُمْ اَنْ تُنْۢبِتُوْا شَجَرَهَا ۗ ءَاِلٰهٌ مَّعَ اللّٰهِ ۗ بَلْ هُمْ قَوْمٌ يَّعْدِلُوْنَ ۝
(سورۃ النمل آیت ۶۰)

اور پھر اس سے ہم نے پُر رونق باغات اُگائے اور تم سے تو یہ نہیں ہو سکتا تھا کہ ان کے درخت اُگاتے، کیا ہے پھر اللہ کے ساتھ کوئی اور الٰہ؟ لیکن یہ ایک کجرو قوم ہے۔

اس آیت میں اللہ تعالیٰ نے اللہ کے بعض کاموں کی طرف اشارہ کیا ہے مثلاً زمین اور آسمانوں کا پیدا کرنا، بارش کا نازل فرمانا، کھیتوں اور باغات کا اُگانا، ان میں مختلف رنگ اور خصوصیات کا پیدا کرنا۔ اور پھر پوچھا کہ آیا ان کاموں میں اللہ تعالیٰ کے ساتھ کوئی اور بھی شریک ہے؟ تو اگر جواب نفی میں ہے اور یقیناً نفی میں ہے، تو پھر جان لو کہ اللہ تعالیٰ ہی تنہا الٰہ ہے، اس کے علاوہ کسی اور میں کام کرنے کی صلاحیت نہیں۔

اَمَّنْ جَعَلَ الْاَرْضَ قَرَارًا وَّجَعَلَ خِلٰلَهَآ اَنْهٰرًا وَّجَعَلَ لَهَا رَوَاسِيَ وَجَعَلَ بَيْنَ الْبَحْرَيْنِ حَاجِزًا ۗ ءَاِلٰهٌ مَّعَ اللّٰهِ ۗ بَلْ اَكْثَرُهُمْ لَا يَعْلَمُوْنَ ۝
(سورۃ النمل آیت ۶۱)

وہ کون ہے جس نے زمین کو قرارگاہ بنایا اور اس میں ندیاں جاری کیں اور اس میں پہاڑ کھڑے کئے اور دریاؤں (یا سمندروں) کے مابین پردہ رکھا، کیا ہے پھر اللہ کے ساتھ کوئی اور الٰہ؟ لیکن ان میں سے اکثر بے علم ہیں۔

اس آیت میں اللہ تعالیٰ نے بعض اور کاموں کی طرف متوجہ کر کے ثابت کیا کہ یہ بھی سب کام اللہ تعالیٰ ہی کے ہیں، یہ کام کرنے کی اہلیت صرف اسی میں ہے اور کسی میں نہیں، یہ سب اور اسی قسم کے دوسرے کام صرف ایک اللہ ہی کر سکتا ہے۔ پس پھر کیا ہے کوئی دوسرا الٰہ جس نے ان کاموں میں اللہ تعالیٰ کے ساتھ شرکت کی ہو؟

اَمَّنْ يُّجِيْبُ الْمُضْطَرَّ اِذَا دَعَاهُ وَيَكْشِفُ السُّوْٓءَ وَيَجْعَلُكُمْ خُلَفَآءَ الْاَرْضِ ۗ ءَاِلٰهٌ مَّعَ اللّٰهِ ۗ قَلِيْلًا مَّا تَذَكَّرُوْنَ ۝
(سورۃ النمل آیت ۶۲)

بے بسوں کی دُعا قبول کر کے ان سے تکلیف کو دور کرنے والا کون ہے؟ اور کون ہے، جو تمہیں زمین کی خلافت بخشتا ہے؟ پھر ہے کوئی اللہ کے ساتھ دوسرا الٰہ؟ لیکن بہت ہی کم ہیں جو یاد دہانی حاصل کرتے ہیں۔

جب تک انسان پر بے بسی کی حالت طاری نہیں ہوتی وہ اوروں کے ساتھ آرزوئیں اور اُمیدیں لگائے ہوئے ہوتا ہے اور اس دھوکہ میں رہتا ہے کہ شاید وہ ان مصائب اور مشکلات میں اس کے کچھ کام آئیں، اور اگر اللہ تعالیٰ اپنی رحمت سے اس کے مایوس ہونے سے پہلے ہی ایسے اسباب پیدا کر دیتا ہے کہ اس کی ان تکالیف کا ازالہ ہو جاتا ہے۔ تو اکثر وہ اپنی بے علمی کے موجب اوروں کو ان تکالیف کے ہٹانے کا باعث سمجھتا ہے۔ اس لیے اللہ تعالیٰ جل شانہٗ نے اس آیت میں بے بسی کی حالت کا ذکر فرمایا کہ جب آپ ہر طرف سے بالکل مایوس ہو جاتے ہیں اور سمجھ لیتے ہیں کہ اب کوئی بھی کسی قسم کی مدد نہیں کر سکتا تو اس وقت آپ کس کو پکارتے ہیں اور کون آپ کی مدد کرتا ہے؟ پس اگر آپ کی بے بسی کی حالت میں، میں ہی آپ کی مدد کرتا ہوں تو پھر عام حالات میں تمہیں کیوں یہ دھوکا ہوتا ہے کہ مدد کرنے والا کوئی اور بھی ہے، کوئی اور بھی اس کائنات میں کام کرنے کی صلاحیت رکھتا ہے؟ عام حالات میں لوگوں کو مشکل کشا سمجھنا ایک عظیم شرک ہے، مشکل کشائی صرف اللہ تعالیٰ ہی کرتا ہے، مشکل کشائی کے لیے جن مادی اسباب کی ضرورت ہوتی ہے وہ بھی مسبب الاسباب (اللہ تعالیٰ) ہی مہیا کرتا ہے۔ ایک مشرک کی نگاہ صرف اسباب میں ہی پھنس کر رہ جاتی ہے اور مومن کو اسباب میں بھی مسبب ہی نظر آتا ہے کیونکہ وہ جانتا ہے کہ دنیا میں اللہ تعالیٰ کے سوا اور کوئی الٰہ نہیں، اللہ تعالیٰ نے مختلف مثالوں سے انسان کو اس غلط فہمی سے روکا ہے، مثلاً :۔

أَمَّنْ يَهْدِيكُمْ فِي ظُلُمَاتِ الْبَرِّ وَالْبَحْرِ وَمَنْ يُرْسِلُ الرِّيَاحَ بُشْرًا بَيْنَ يَدَيْ رَحْمَتِهِ ۗ أَإِلَٰهٌ مَعَ اللَّهِ ۚ تَعَالَى اللَّهُ عَمَّا يُشْرِكُونَ ۝

(سورۃ النمل آیت ۶۳)

خشکی اور تری کے ظلمات میں تمہاری راہنمائی کرنیوالا کون ہے؟ اور کون ہے جو اپنی رحمت سے پہلے خوشخبری دینے والی ہوائیں چلاتا ہے؟ تو پھر کیا ہے اللہ تعالیٰ کے علاوہ کوئی اور الٰہ؟ اللہ بہت ہی بلند ہے ان کے شرک سے۔

پس ظاہر ہوا کہ خشکی ہو یا کہ تری تمہاری راہنمائی کیلئے کوئی دوسرا الٰہ موجود نہیں؟ یہ تو صرف وہی ایک اللہ ہے جو تمہیں راہیں دکھاتا ہے اور بارش سے پہلے تم پر خوشخبری دینے والی ہوائیں چلاتا ہے، اور جو لوگ اس کے علاوہ کوئی اعتقاد رکھتے ہیں تو وہ شرک کرتے ہیں، وہ اللہ کے ساتھ اور الٰہ بھی مانتے ہیں، اور اللہ تعالیٰ ان مشرکوں کے ہر قسم کے شرک سے پاک ہے۔

أَمَّنْ يَبْدَؤُا الْخَلْقَ ثُمَّ يُعِيدُهُ وَمَنْ يَرْزُقُكُمْ مِّنَ السَّمَآءِ وَالْأَرْضِ ط ءَ إِلٰهٌ مَّعَ اللّٰهِ ط قُلْ هَاتُوا بُرْهَانَكُمْ إِنْ كُنْتُمْ صٰدِقِيْنَ ٥ قُلْ لَّا يَعْلَمُ مَنْ فِي السَّمٰوٰتِ وَالْأَرْضِ الْغَيْبَ إِلَّا اللّٰهُ ط وَمَا يَشْعُرُوْنَ أَيَّانَ يُبْعَثُوْنَ ٥ بَلِ ادّٰرَكَ عِلْمُهُمْ فِي الْاٰخِرَةِ قف بَلْ هُمْ فِيْ شَكٍّ مِّنْهَا قف بَلْ هُمْ مِّنْهَا عَمُوْنَ ٥

(سورۃ النمل آیت ۶۴ تا ۶۶)

وہ کون ہے جس نے مخلوق کی ابتداء کی ہے اور پھر اسے گردش دے رہا ہے اور وہ کون ہے جو تمہیں زمین و آسمان سے رزق دیتا ہے، پھر کیا ہے اللہ کے ساتھ کوئی دوسرا الٰہ؟ ان سے کہدو کہ اگر سچے ہو تو اسکی کوئی دلیل لاؤ، ان سے کہہ دو کہ زمین اور آسمانوں میں اللہ تعالیٰ کے علاوہ اور کوئی نہیں جو غیب دان ہو، اور انہیں تو اسکی بھی خبر نہیں کہ وہ کب اٹھائے جائیں گے بلکہ آخرت کے بارے میں تو ان کا علم ختم ہو کر رہ گیا ہے بلکہ وہ تو اس سے شک میں پڑے ہوئے ہیں بلکہ وہ تو اسکی طرف سے بالکل اندھے ہی ہو گئے ہیں۔

چونکہ قرآن مجید کا نقطہ ماسکہ ہی لَا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ ہے، اسلئے پورا کلام ہی اسی کلمہ کی تفسیر ہے، اس بارہ میں چند اور آیات کا ترجمہ ملاحظہ ہو، اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ۔

قُلْ أَرَءَيْتُمْ إِنْ أَخَذَ اللّٰهُ سَمْعَكُمْ وَأَبْصَارَكُمْ وَخَتَمَ عَلٰى قُلُوْبِكُمْ مَّنْ إِلٰهٌ غَيْرُ اللّٰهِ يَأْتِيْكُمْ بِهِ ط أُنْظُرْ كَيْفَ نُصَرِّفُ الْاٰيٰتِ ثُمَّ هُمْ يَصْدِفُوْنَ ٥

(سورۃ الانعام آیت ۴۶)

کہدو! کیا تم نے غور کیا کہ اگر اللہ تمہاری شنوائی اور بینائی لے جائے اور تمہارے دلوں پر مہر لگا دے تو اللہ کے سوا کون الٰہ ہے جو تم کو یہ لا دے، دیکھو ہم کس طرح اپنی نشانیوں کو بار بار بیان کرتے ہیں، پھر بھی یہ پھیر جاتے ہیں۔

وَهُوَ اللّٰهُ لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ لَهُ الْحَمْدُ
فِی الْاُوْلٰی وَالْاٰخِرَةِ وَلَهُ الْحُكْمُ
وَاِلَيْهِ تُرْجَعُوْنَ ۝ قُلْ اَرَءَيْتُمْ اِنْ
جَعَلَ اللّٰهُ عَلَيْكُمُ الَّيْلَ سَرْمَدًا اِلٰى
يَوْمِ الْقِيٰمَةِ مَنْ اِلٰهٌ غَيْرُ اللّٰهِ يَاْتِيْكُمْ
بِضِيَآءٍ اَفَلَا تَسْمَعُوْنَ ۝ قُلْ اَرَءَيْتُمْ
اِنْ جَعَلَ اللّٰهُ عَلَيْكُمُ النَّهَارَ سَرْمَدًا
اِلٰى يَوْمِ الْقِيٰمَةِ مَنْ اِلٰهٌ غَيْرُ اللّٰهِ
يَاْتِيْكُمْ بِلَيْلٍ تَسْكُنُوْنَ فِيْهِ اَفَلَا
تُبْصِرُوْنَ ۝ وَمِنْ رَّحْمَتِهٖ جَعَلَ
لَكُمُ الَّيْلَ وَالنَّهَارَ لِتَسْكُنُوْا فِيْهِ
وَلِتَبْتَغُوْا مِنْ فَضْلِهٖ وَلَعَلَّكُمْ تَشْكُرُوْنَ۔
(سورۃ القصص آیت ۷۰ تا ۷۳)

اور وہ اللہ ہے اسکے سوا کوئی الٰہ نہیں، تعریف اوّل اور آخر اسی کی ہے اور اسی کا حکم ہے اور اسی کی طرف تم لوٹائے جاؤ گے۔ کہہ دیکھو تو سہی اگر اللہ تم پر ہمیشہ کیلئے قیامت آنے کے وقت تک رات ہی رکھے تو اللہ کے سوا کون الٰہ ہے جو تمہیں روشنی لادے، تو کیا تم سنتے نہیں؟ کہہ دیکھو تو سہی اگر اللہ تم پر ہمیشہ کیلئے قیامت آنے کے وقت تک دن ہی رکھے تو اللہ کے سوا کون الٰہ ہے جو تم پر رات لائے جس میں تم آرام کرتے ہو تو کیا تم دیکھتے نہیں؟ اور اپنی رحمت سے اس نے تمہارے لیے رات اور دن بنائے تاکہ تم اس میں آرام کرو اور تاکہ تم اس کا فضل ڈھونڈو اور تاکہ تم شکر کرو۔

قُلْ اَرَءَيْتُمْ اِنْ اَهْلَكَنِیَ اللّٰهُ وَمَنْ
مَّعِیَ اَوْ رَحِمَنَا فَمَنْ يُّجِيْرُ الْكٰفِرِيْنَ
مِنْ عَذَابٍ اَلِيْمٍ ۝ قُلْ هُوَ
الرَّحْمٰنُ اٰمَنَّا بِهٖ وَعَلَيْهِ تَوَكَّلْنَا ج
فَسَتَعْلَمُوْنَ مَنْ هُوَ فِیْ ضَلٰلٍ
مُّبِيْنٍ ۝ قُلْ اَرَءَيْتُمْ اِنْ
اَصْبَحَ مَآؤُكُمْ غَوْرًا فَمَنْ
يَّاْتِيْكُمْ بِمَآءٍ مَّعِيْنٍ ۝
(سورۃ الملک آیت ۲۸ تا ۳۰)

کہہ دو! دیکھو تو سہی کہ اگر اللہ مجھے اور جو میرے ساتھ ہیں انہیں ہلاک کر دے یا ہم پر رحم کرے تو کافروں کو عذاب الیم سے کون پناہ دے گا۔ کہہ دو! وہ رحمٰن ہے جس پر ہم ایمان لائے اور اسی پر ہم توکل کرتے ہیں، سو تم جان لوگے کہ کون کھلی گمراہی میں ہے۔ کہہ! دیکھو تو سہی اگر تمہارے استعمال کا پانی زمین کے اندر جاکر غائب ہو جائے تو پھر کون ہے، جو تمہارے لیے بہتا ہوا پانی لائے؟

اَفَرَءَيْتُمْ مَّا تُمْنُوْنَ ۝ ءَاَنْتُمْ

تو کیا تم نے دیکھا جو تم نطفہ یا تخم ڈالتے ہو

تَخْلُقُوْنَهٗٓ اَمْ نَحْنُ الْخٰلِقُوْنَ ۝
(سورۃ الواقعہ آیت ۵۸، ۵۹)

کیا تم اسے پیدا کرتے ہو یا ہم پیدا کرتے والے ہیں؟

اَفَرَءَيْتُمْ مَّا تَحْرُثُوْنَ ۝ ءَاَنْتُمْ تَزْرَعُوْنَهٗٓ اَمْ نَحْنُ الزّٰرِعُوْنَ ۝ لَوْ نَشَآءُ لَجَعَلْنٰهُ حُطٰمًا فَظَلْتُمْ تَفَكَّهُوْنَ ۝ اِنَّا لَمُغْرَمُوْنَ ۝ بَلْ نَحْنُ مَحْرُوْمُوْنَ ۝ (الواقعہ ۶۳ تا ۶۷)

کیا تم نے دیکھا کہ جو کچھ تم بوتے ہو تو کیا تم اُسے اُگاتے ہو یا ہم اُگاتے ہیں؟ اگر ہم چاہیں تو اُسے چُورا چُورا کر دیں اور تم باتیں بناتے رہ جاؤ (کہ ہائے) ہم تو مفت تاوان میں پھنس گئے، نہیں بلکہ ہم محروم ہو گئے۔

اَفَرَءَيْتُمُ الْمَآءَ الَّذِيْ تَشْرَبُوْنَ ۝ ءَاَنْتُمْ اَنْزَلْتُمُوْهُ مِنَ الْمُزْنِ اَمْ نَحْنُ الْمُنْزِلُوْنَ ۝ لَوْ نَشَآءُ جَعَلْنٰهُ اُجَاجًا فَلَوْلَا تَشْكُرُوْنَ ۝
(سورۃ الواقعہ آیت ۶۸ تا ۷۰)

کیا تم نے وہ پانی دیکھا جو تم پیتے ہو، کیا تم اسے بادل سے اتارتے ہو یا ہم اتارنے والے ہیں؟ اگر ہم چاہتے تو اس پانی کو کھاری بنا دیتے، تو پھر کیوں تم شکر نہیں کرتے؟

اَفَرَءَيْتُمُ النَّارَ الَّتِيْ تُوْرُوْنَ ۝ ءَاَنْتُمْ اَنْشَاْتُمْ شَجَرَتَهَآ اَمْ نَحْنُ الْمُنْشِئُوْنَ ۝ (سورۃ الواقعہ آیت ۷۱ تا ۷۲)

کیا تم نے آگ کو دیکھا جو تم روشن کرتے ہو، کیا تم اس کا درخت پیدا کرتے ہو یا ہم پیدا کرنے والے ہیں؟

اَلَمْ تَرَوْا كَيْفَ خَلَقَ اللّٰهُ سَبْعَ سَمٰوٰتٍ طِبَاقًا ۝ وَّجَعَلَ الْقَمَرَ فِيْهِنَّ نُوْرًا وَّجَعَلَ الشَّمْسَ سِرَاجًا ۝ وَاللّٰهُ اَنْۢبَتَكُمْ مِّنَ الْاَرْضِ نَبَاتًا ۝ ثُمَّ يُعِيْدُكُمْ فِيْهَا وَيُخْرِجُكُمْ اِخْرَاجًا ۝ وَاللّٰهُ جَعَلَ لَكُمُ الْاَرْضَ بِسَاطًا ۝ لِّتَسْلُكُوْا مِنْهَا سُبُلًا فِجَاجًا ۝ (نوح آیت ۱۵ تا ۲۰)

کیا تم نہیں دیکھتے کہ کس طرح اللہ نے سات آسمانوں کو ایک دوسرے کے اوپر پیدا کیا ہے۔ اور چاند کو ان میں نور بنایا اور سورج کو چراغ بنایا۔ اور اللہ نے تمہیں زمین سے نباتات کی طرح اگایا۔ پھر وہ تمہیں اس میں لوٹا دے گا اور اسی سے نکال باہر کھڑا کرے گا اور اللہ نے تمہارے لیے زمین کو وسیع قطعہ بنایا، تاکہ تم اس کے کھلے راستوں پر چلو۔

اَلَمْ نُهْلِكِ الْاَوَّلِيْنَ ۝ ثُمَّ نُتْبِعُهُمُ الْاٰخِرِيْنَ ۝ (المرسلت ۱۶ تا ۱۷)

کیا ہم نے پہلوں کو ہلاک نہیں کیا پھر ہم پچھلوں کو ان کے پیچھے بھیجیں گے ۔

اَلَمْ نَخْلُقْكُّمْ مِّنْ مَّآءٍ مَّهِيْنٍ ۝ فَجَعَلْنٰهُ فِيْ قَرَارٍ مَّكِيْنٍ ۝ اِلٰى قَدَرٍ مَّعْلُوْمٍ ۝ (المرسلت ۲۰ تا ۲۲)

کیا ہم نے تمہیں حقیر پانی سے پیدا نہیں کیا پھر اسے ایک محفوظ جگہ میں رکھا ایک مقرر اندازے تک ۔

اَلَمْ نَجْعَلِ الْاَرْضَ كِفَاتًا ۝ اَحْيَآءً وَّ اَمْوَاتًا ۝ وَّ جَعَلْنَا فِيْهَا رَوَاسِيَ شٰمِخٰتٍ وَّ اَسْقَيْنٰكُمْ مَّآءً فُرَاتًا ۝ (سورۃ المرسلت ۲۵ تا ۲۷)

کیا ہم نے زمین کو تمہارے زندوں اور مُردوں کے لیے کافی نہیں بنایا اور اس میں بڑے بڑے اونچے پہاڑ بنائے اور تمہیں میٹھا پانی پلایا ۔

اَلَمْ نَجْعَلْ لَّهٗ عَيْنَيْنِ ۝ وَلِسَانًا وَّشَفَتَيْنِ ۝ وَهَدَيْنٰهُ النَّجْدَيْنِ ۝ (سورۃ البلد ۸ تا ۱۰)

کیا ہم نے (انسان) کیلئے دو آنکھیں نہیں بنائیں اور زبان اور دو ہونٹ ۔ اور ہم نے اسے دونوں راستے دکھا دیئے ۔

اَلَمْ نَجْعَلِ الْاَرْضَ مِهٰدًا ۝ وَّالْجِبَالَ اَوْتَادًا ۝ وَّخَلَقْنٰكُمْ اَزْوَاجًا ۝ وَّجَعَلْنَا نَوْمَكُمْ سُبَاتًا ۝ وَّجَعَلْنَا الَّيْلَ لِبَاسًا ۝ وَّجَعَلْنَا النَّهَارَ مَعَاشًا ۝ وَّبَنَيْنَا فَوْقَكُمْ سَبْعًا شِدَادًا ۝ وَّجَعَلْنَا سِرَاجًا وَّهَّاجًا ۝ وَّاَنْزَلْنَا مِنَ الْمُعْصِرٰتِ مَآءً ثَجَّاجًا ۝ لِّنُخْرِجَ بِهٖ حَبًّا وَّنَبَاتًا ۝ وَّجَنّٰتٍ اَلْفَافًا ۝ (سورۃ النبا آیت ۶ تا ۱۶)

کیا ہم نے زمین کو فرش نہیں بنایا؟ اور پہاڑوں کو میخیں؟ اور ہم نے تمہیں جوڑے جوڑے پیدا کیا ۔ اور ہم نے نیند کو تمہارے آرام کا ذریعہ بنایا ۔ اور ہم نے رات کو لباس کی طرح کر دیا ۔ اور دن کو ہم نے معاش کیلئے بنایا ۔ اور ہم نے تمہارے اوپر سات مضبوط آسمان بنائے ۔ اور ہم نے روشن چراغ بنایا ۔ اور نچڑتے بادلوں سے موسلا دھار مینہ برسایا تاکہ اس سے اناج اور سبزہ پیدا کریں ۔ اور گھنے گھنے باغات ۔

اَمَّنْ هٰذَا الَّذِيْ هُوَ جُنْدٌ لَّكُمْ

بھلا وہ کون ہے جو رحمٰن کے مقابلہ میں

يَنۡصُرُكُمۡ مِّنۡ دُوۡنِ الرَّحۡمٰنِ ؕ اِنِ الۡكٰفِرُوۡنَ اِلَّا فِىۡ غُرُوۡرٍ ۚ (سورۃ الملک آیت نمبر ۲۰)

ایک لشکر بن کر تمہاری مدد کرے، ناشکرے صرف دھوکے میں ہیں۔

اَمَّنۡ هٰذَا الَّذِىۡ يَرۡزُقُكُمۡ اِنۡ اَمۡسَكَ رِزۡقَهٗ ۚ بَلۡ لَّجُّوۡا فِىۡ عُتُوٍّ وَّنُفُوۡرٍ (سورۃ الملک ۲۱)

بھلا وہ کون ہے جو تمہیں رزق دے اگر وہ اپنا رزق روک دے، بلکہ یہ سرکشی اور نفرت پر اڑے ہوئے ہیں۔

اَمۡ خُلِقُوۡا مِنۡ غَيۡرِ شَىۡءٍ اَمۡ هُمُ الۡخٰلِقُوۡنَ اَمۡ خَلَقُوا السَّمٰوٰتِ وَالۡاَرۡضَ ۚ بَلْ لَّا يُوۡقِنُوۡنَ ؕ (سورۃ طور ۳۵، ۳۶)

کیا یہ کسی غیر شے سے پیدا کیے گئے ہیں یا اپنے خالق آپ ہیں یا انہوں نے آسمانوں اور زمین کو پیدا کیا ہے بلکہ یقین نہیں کرتے۔

مندرجہ بالا آیات سے یہ بات روزِ روشن کی طرح واضح ہے کہ اللہ وہ ہوتا ہے جو کام کرنے کی صلاحیت رکھتا ہو، کام کرنے کی صلاحیت کو توفیق کہتے ہیں اور توفیق صرف اللہ ہی عطا کرتا ہے۔ وَمَا تَوْفِيْقِيْ اِلَّا بِاللّٰهِ سے ظاہر ہے کہ توفیق صرف اللہ سے ہے ورنہ مخلوق سب کی سب بے توفیق ہے، ان میں کام کرنے کی توانائی نہیں، توانائی صرف اللہ تعالیٰ کی ذات میں ہے۔

پس قرآن مجید کی اصطلاح میں اللہ اس ذات کو کہتے ہیں جو کام کرنے کی صلاحیت رکھتی ہو اور لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰه کا مفہوم یہ ہوگا کہ اللہ تعالیٰ جل شانہ کے علاوہ کسی میں بھی کام کرنے کی صلاحیت نہیں۔

کام کرنے کی صلاحیت کو سائنس کی اصطلاح میں توانائی (Energy) کہتے ہیں اور عام اردو زبان میں اس کے لیے لفظ "قدرت" بھی استعمال کیا جا سکتا ہے، پس ہر قسم کی قدرت صرف اللہ تعالیٰ جل شانہ، ہی کو حاصل ہے اور اس کے علاوہ کسی کو کچھ بھی قدرت نہیں۔

يٰۤاَيُّهَا النَّاسُ ضُرِبَ مَثَلٌ فَاسۡتَمِعُوۡا لَهٗ ؕ اِنَّ الَّذِيۡنَ تَدۡعُوۡنَ مِنۡ دُوۡنِ اللّٰهِ لَنۡ يَّخۡلُقُوۡا ذُبَابًا وَّلَوِ اجۡتَمَعُوۡا لَهٗ ؕ

اے لوگو! ایک مثال بیان کی جاتی ہے ذرا غور سے سنو کہ جن کو بھی تم اللہ تعالیٰ کے سوا پکارتے ہو وہ تو ایک مکھی بھی پیدا نہیں

وَاِنْ يَّسْلُبْهُمُ الذُّبَابُ شَيْـئًا لَّا يَسْتَنْقِذُوْهُ مِنْهُ ؕ ضَعُفَ الطَّالِبُ وَالْمَطْلُوْبُ ۝ مَاقَدَرُوا اللّٰهَ حَقَّ قَدْرِهٖ ؕ اِنَّ اللّٰهَ لَقَوِیٌّ عَزِیْزٌ ۝ (سورۃ الحج آیت ۷۳، ۷۴)

کر سکتے خواہ وہ سب کے سب اکٹھے مل کر بھی کوشش کیوں نہ کریں حتیٰ کہ اگر ایک مکھی ان سے کچھ چھین کر لے جائے تو ان میں اتنی بھی قدرت نہیں کہ اس سے اس چیز کو واپس لے سکیں، خواہ طلب کرنے والے ہیں کہ جن سے طلب کیا جاتا ہے وہ سب کے سب بے قوت (ضعیف) ہیں انہوں نے اللہ تعالیٰ کی وہ قدر دانی ہی نہ کی جس کا کہ وہ مستحق تھا، یقیناً اللہ تعالیٰ بڑی قوت والا زبردست ہے۔

اس پر بھی تفصیلی بحث انشاء اللہ بعد کی صفات بیان کرنے میں ہوگی کہ ہر طرح کی قدرت صرف اللہ تعالیٰ ہی کو حاصل ہے۔

۔ پس اللہ کہیں گے اس ذات کو جو توانائی کا منبع اور سرچشمہ ہے۔

آج دنیا جہان کے سائنسدان عرصہ دراز کی ٹھوکریں کھانے کے بعد اس بات پر متفق ہوئے ہیں کہ خود کائنات کی تخلیق اور پھر اس کارخانۂ قدرت کی ہر قسم کے تغیرات و حرکات توانائی ہی کے مرہونِ منت ہیں۔ روشنی، آواز، بجلی، حرارت، برقی و مقناطیسی کششیں کام کرنے کی اس اہلیت (Energy) ہی کے مختلف مظاہر ہیں۔ اور نیز یہ کہ کائنات میں کام کرنے کی یہ اہلیت ازلی اور ابدی ہے، نہ اس میں کمی ممکن ہے اور نہ زیادتی۔ اس قانون کو سائنسدان قانون بقائے توانائی کہتے ہیں۔

میں نے سائنسدانوں کی زبان میں اس کے لیے لفظ "قانون" استعمال کیا ورنہ اس کائنات میں اللہ تعالیٰ کے قوانین نہیں بلکہ اللہ تعالیٰ کی عادات کارفرما ہیں، ہم کائنات میں اللہ تعالیٰ کے نافذ کردہ قوانین کا مطالعہ نہیں کر رہے بلکہ اللہ تعالیٰ کی ان عادتوں کو دیکھ رہے ہیں جن کی بابت اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ:

فَلَنْ تَجِدَ لِسُنَّتِ اللّٰهِ تَبْدِيْلًا ۝ (سورۃ الفتح آیت ۲۳)

(یعنی) تو اللہ تعالیٰ کی عادتوں کو بدلتا ہوا نہیں پائے گا۔

وَلَنْ تَجِدَ لِسُنَّتِ اللّٰهِ تَحْوِيْلًا ۝ (سورۃ فاطر آیت ۴۳)

(یعنی) تو اللہ تعالیٰ کی عادتوں میں کسی قسم کا تغیر نہ دیکھے گا۔

قانون اور عادت دو الگ چیزیں ہیں۔ ایک بادشاہ کے ملک میں اس کے حکم سے شراب پینی قانوناً بند ہوتے ہوئے بھی یہ ممکن ہے کہ بادشاہ خود شراب نوشی میں مبتلا ہو۔ پس اس کی عادت شراب نوشی ہے لیکن قانون شراب بندی کا۔ قانون ذات سے ایک الگ چیز ہوتی ہے اور عادات ذات کی صفات میں سے ہوتی ہیں۔ قوانین نافذ کرنے کے بعد کائنات میں اس حیّ وقیوم مدبر کی ضرورت باقی نہیں رہتی۔ کائنات اس اٹل قوانین کے مطابق رواں دواں ہوتی لیکن ایسا نہیں، اللہ تعالیٰ اب بھی (یُدَبِّرُ الْاَمْرَ مِنَ السَّمَآءِ وَالْاَرْضِ) دنیا جہان کے تمام امور کا تدبر کر رہا ہے، نیز اس حالت میں اللہ تعالیٰ تک رسائی حاصل کرنے کی کوئی ضرورت نہ رہتی بلکہ ان قوانین کو سمجھنا کافی ہوتا جس کے تحت کائنات رواں دواں ہے۔ اور اس کے لیے انسانی ذہن کافی ہوتا اور وحی الٰہی کی ضرورت باقی نہ رہتی۔ نیز اس حالت میں ہمارے لیے اللہ تعالیٰ کا موجود ہونا اور موجود نہ ہونا برابر ہوتا۔ اس کے علاوہ اللہ تعالیٰ کے قوانین سے زیادہ واقفیت حاصل کرنے والے یا بالفاظ دیگر اللہ تعالیٰ کے عارف اور مقربین اس بیسویں صدی کے ترقی یافتہ دور میں زیادہ ہوتے، لیکن قرآن مجید کی گواہی اس کے خلاف ہے، سورۃ الواقعہ میں ہے کہ:-

وَالسّٰبِقُوْنَ السّٰبِقُوْنَ ۙ اُولٰٓئِكَ الْمُقَرَّبُوْنَ ۚ فِیْ جَنّٰتِ النَّعِیْمِ ۝ ثُلَّةٌ مِّنَ الْاَوَّلِیْنَ ۙ وَقَلِیْلٌ مِّنَ الْاٰخِرِیْنَ ۝ (سورۃ الواقعہ آیت ۱۰ تا ۱۴)	اور وہ سبقت کرنیوالے (کتنی ہی اچھی حالت میں ہیں) وہ سبق کرنے والے، وہی مقربین ہیں نعمتوں کی جنتوں میں، جن میں پہلوں سے تو بہت ہوں گے اور بعد والوں سے بہت کم۔

گذشتہ تمام رسل اور انبیاء کائنات کے ان قوانین سے روشناس نہ تھے جن سے آج کے سائنسدانوں نے ہمیں روشناس کروایا ہے۔ لیکن وہ کائنات کا مکمل علم رکھتے تھے کیونکہ وہ اللہ تعالیٰ کی عادات کے عارف تھے۔ اگر ملائکہ کا آدم

کے سامنے سجدہ ریز ہونے سے مراد یہ لیا جائے کہ انسان کو کائنات کی اشیاء کا علم بخشا گیا ہے اور یہی مقام آدمیت ہے کہ کائنات کے قوانین کو سمجھا جائے، اشیاء کے خواص کا علم حاصل کیا جائے اور پھر ان اشیاء کے خواص کو بنی نوع انسان کے مفاد کے لیے استعمال میں لایا جائے، تو پھر تو مسجودِ ملائکہ امریکہ، روس، چین، برطانیہ اور جرمنی کے چند گنتی کے مخصوص سائنسدان ہی ٹھہریں گے، اور تمام کے تمام انبیاء کو بھی ان لوگوں کے زمرہ میں داخل کرنا پڑے گا جن کو مقام آدمیت تک رسائی حاصل نہ ہو سکی، حتیٰ کہ خاتم الانبیاء حضرت محمد مصطفےٰ ﷺ بھی مسجودِ ملائکہ نہ ٹھہر سکیں گے کیونکہ وہ یہ تک نہ جانتے تھے کہ درختوں کی شاخ تراشی سے بہتر نتائج کی توقع ہو سکتی ہے کہ نہیں اور یہ کہتے ہوئے سنے گئے کہ: "یہ دنیاوی امور تم مجھ سے زیادہ بہتر سمجھتے ہو"۔ (یہ کچھ جملہ معترضہ کے طور پر لکھنا ضروری سمجھا کہ موجودہ دور کی ایک اشد ضرورت ہے)

قانون بقائے توانائی (Law of Conservation of Energy) کو عام طور سے یوں بیان کیا جاتا ہے کہ:-

"توانائی کو نہ تو تخلیق کیا جا سکتا ہے اور نہ فنا، توانائی کی مقدار کائنات میں مستقل ہے، ایک قسم کی توانائی دوسری قسم کی توانائی کا روپ کچھ اس ڈھنگ سے دھار لیتی ہے کہ توانائی کی کل مقدار میں کمی بیشی نہیں ہونے پاتی"۔

Energy can neither be created nor destroyed. Energy gets Transformed from one form into another without any loss.

توانائی کو تخلیق نہ کیے جانے کا مطلب یہ ہے کہ وہ ہمیشہ تھی اور اس پر کوئی وقت ایسا نہیں گزرا جو وہ نہ تھی، یعنی توانائی (یا کام کرنے کی اہلیت) "ازلی" ہے:

توانائی کے فنا نہ ہو سکنے کا مطلب ہے کہ ایسا کوئی وقت آنے والا نہیں کہ "کام کرنے کی یہ اہلیت" (توانائی) نہ ہو گی، یعنی توانائی "ابدی" ہے۔

لیکن کائنات میں ماسوائے اللہ تعالیٰ کی ذات اور صفات کے اور کچھ بھی "ازلی" اور "ابدی" نہیں ہے۔

كُلُّ مَنْ عَلَيْهَا فَانٍ وَّيَبْقٰى وَجْهُ رَبِّكَ ذُو الْجَلٰلِ وَالْاِكْرَامِ (سورۃ الرحمٰن آیت ۲۶، ۲۷)	جو کوئی بھی یہاں ہے اس نے (ایک دن ضرور) فنا ہو جانا ہے اور باقی رہے گی تیرے جلال و اکرام والے رب کی ذات۔
كُلُّ شَيْءٍ هَالِكٌ اِلَّا وَجْهَهٗ (سورۃ القصص آیت ۸۸)	سب اشیاء نے (بالآخر) فنا ہو جانا ہے ماسوائے اس کی ذات کے۔

پس اگر واقعی توانائی (Energy) ازلی اور ابدی ہے تو یہ اللہ تعالیٰ جل شانہٗ کی صفات میں سے ہی ہو سکتی ہے۔

توانائی کیا ہے؟ اس کے جواب میں آج کا سائنسدان صرف اس قدر کہہ سکتا ہے کہ "توانائی کی مکمل تعریف کرنا کوئی آسان کام نہیں بلکہ سردست ناممکن ہے۔ ہم صرف اس قدر کہہ سکتے ہیں کہ جس جسم میں توانائی ہوگی تو اس میں کام کرنے کی اہلیت ہوگی اور جس جسم میں توانائی نہ ہوگی اس میں کام کرنے کی اہلیت نہ ہوگی۔ مختصراً یہ کہ توانائی وہ ہے جو کام کرنے کی اہلیت بخشتی ہے"، اور اس سوال کے جواب کی تحقیق کہ آخر یہ توانائی ہے کیا جو کام کرنے کی اہلیت عطا کرتی ہے، یہ ہم آنے والے سائنسدانوں پر چھوڑ دیتے ہیں۔

کسی چیز میں کام کی اہلیت پیدا کرنے ہی کو توانائی نہیں کہتے بلکہ خود اس شئے کی تخلیق کا دارومدار بھی توانائی ہی پر ہے۔ (Matter is also a form of energy) پس توانائی ہی سے شئے وجود میں آتی ہے اور "توانائی" ہی اس کو کام کرنے کی صلاحیت عطا کرتی ہے۔ پس جب کائنات کی ابتدا نہیں ہوئی تھی تب بھی توانائی موجود تھی (اور بقول سائنسدان) وہی اور اتنی ہی توانائی آج بھی موجود ہے اور کائنات کے فنا ہونے کے بعد بھی وہی اور اتنی ہی توانائی موجود ہوگی، مادہ کائنات کی تخلیق بھی توانائی ہی سے ہے اور کائنات کا ظاہری اور باطنی نظم و نسق بھی توانائی ہی کی مرہون منت ہے اور کائنات میں ہر قسم کے چھوٹے بڑے تغیرات و حرکات بھی توانائی ہی کے باعث ہیں۔ (یہاں باطنی نظام سے بقول سائنسدان کے وہ اشیاء مراد ہیں جو آنکھوں سے نظر نہیں آتیں، مثلاً فوٹان Ultra Violet radiation (Photon)

INFRA RED RADIATION اور تابکار شعائیں (Radio Activity) وغیرہ وغیرہ ہیں۔

چونکہ توانائی کام کرنے کی اہلیت کو کہتے ہیں تو مفہوم یہ بنا کہ "ازل میں کام کرنے کی جو اہلیت موجود تھی وہی اہلیت آج بھی کارفرما ہے اور وہی اہلیت ابدالآباد تک جاری رہے گی، مادہ کائنات کی تخلیق کا باعث بھی وہی اہلیت ہے، اور کائنات میں ہر قسم کے چھوٹے بڑے ظاہری و باطنی تغیرات و حرکات بھی اسی اہلیت کی بدولت ہیں"۔ اور سائنسدان جس سوال کے جواب کی تحقیق آنے والے سائنسدانوں پر چھوڑ رہا ہے وہ وہ ہے جو اس سطح زمین پر سب سے پہلے قدم رکھنے والے انسان حضرت آدم علیہ السلام کو بھی سمجھا دیا گیا تھا۔

یہ کام کرنے کی صلاحیت بذات خود ایک سمجھ بوجھ سے عاری، اندھی اور بے جان فطرت نہیں بلکہ ایک قائم بذات، حی و قیوم، علیم و بصیر، صاحب مشیت و ارادہ اللہ کی صفت "الہیت" ہے، وہ جانتا تھا کہ اللہ ہی اللہ ہے، اسی میں کام کرنے کی اہلیت ہے، وہ ازل میں بھی اللہ تھا، کائنات کی تخلیق بھی اسی اللہ کے کام کی ایک معمولی جھلک ہے، کائنات کا نظم و نسق آج بھی اسی اللہ کی بدولت ہے، اور ہر قسم کے تغیرات و حرکات کا باعث بھی وہی اللہ ہے، کیونکہ اس کے علاوہ کوئی اور اللہ نہیں، کوئی نہیں جس میں کام کرنے کی اہلیت ہو۔ حرکات و تغیرات اللہ ہی کی توفیق سے ہیں۔ اور اس وقت راقم الحروف کی توفیق بھی ذاتی نہیں بلکہ اسی اللہ سے ہے۔ وَمَا تَوْفِيقِيٓ إِلَّا بِاللّٰهِ۔ اگر یہ توفیق میری ذاتی ہوتی تو ضرور ہے کہ میں کائنات کی توانائی میں اضافہ کر رہا ہوتا جو کہ ناممکن ہے۔

آمدم برسر مطلب: توانائی (کام کرنے کی اہلیت) چونکہ ایک صفت ہے اسلئے اس کے لیے ایک فاعل (Subject) موصوف کا ہونا ضروری ہے، پس جس ذات میں کام کرنے کی اہلیت ہو اسی کو قرآن مجید اللہ کہتا ہے۔

اس کارخانۂ قدرت کی ابتداء سے پہلے بھی اللہ تعالیٰ اللہ تھا، اس میں کام کرنے کی صلاحیت موجود تھی لیکن وہ اس صلاحیت کو بروئے کار نہیں لایا تھا، جب کام کرنے کا ارادہ کیا تو سب کچھ معرض وجود میں آیا جو کہ ہماری نگاہوں کے سامنے ہے یا اس سے پوشیدہ۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے ایک قول منسوب کیا جاتا ہے، بہت ممکن ہے کہ

کسی اور عارف باللہ ہی کا قول ہو کہ "اللہ تعالیٰ چھپا ہوا خزانہ تھا، چاہا کہ پہچانا جائے کائنات پیدا کر ڈالی" بالفاظ دیگر جو توانائی یا کام کرنے کی اہلیت پوشیدہ (Potential) تھی وہ حرکت میں آئی - (Dynamic) بنی اور وہ کام کرنے کی اہلیت "کام" (Work) کی شکل میں ظاہر ہوئی۔ یہ کائنات اور اس کی گوناگوں تغیرات اس اللہ کا کام (Work) ہے جو ہمارے مطالعہ کے لیے ہمارے سامنے ہے اور اس کا مطالعہ ہی اسی اللہ کے باقی اسماء الحسنیٰ کی طرف راہنمائی کرنے کے لیے کافی ہے کہ وہ اللہ القیوم - الخالق - الباری - المدبّر - العلیم - الحکیم - الخبیر - الحمید - المجید - العظیم - السّمیع - البصیر ہے -

ایمان باللہ

صرف اللہ تعالیٰ کو مان لینا کہ وہ ہے، صراطِ مستقیم پر ہونے اور حقیقت سے روشناس ہونے کے لیے کافی نہیں، بلکہ اللہ تعالیٰ کو الخالق - الرازق - السمیع - البصیر - المدبّر - ربّ السمٰوٰت والارض - المالك اور المجیر ( ) وغیرہ وغیرہ تک مان لینا ایمان کے لیے کافی نہیں، ایسے خالق (Creator) کے وجود کا انکار نہ تو یہودیوں کو ہے اور نہ عیسائیوں کو، نہ ہندو اس کے منکر ہیں اور نہ سکھ، حتیٰ کہ ان مشرکین عرب کو بھی ایسی ہستی کا اقرار تھا جن کے خلاف حضور صلی اللہ علیہ وسلم اور صحابۂ کرام رضؓ نے قتال کیا، وہ اپنے آپ کو حضرت ابراہیم علیہ السلام سے منسوب کرتے تھے، خانہ کعبہ کو اللہ تعالیٰ ہی کا گھر سمجھتے تھے، صلح حدیبیہ کے موقعہ پر الرحمٰن الرحیم پر اعتراض کر کے صلح نامہ پر بسمك اللّٰھم لکھوایا تھا - یعنی اللہ تعالیٰ کے نام سے اس صلح نامہ کی ابتداء ہے اور تو اور خود اللہ تعالیٰ کی گواہی موجود ہے کہ وہ اللہ تعالیٰ ہی کو خالق، رازق، عرش عظیم کا نظم و نسق چلانے والا سمجھتے تھے۔

وَلَئِنْ سَاَلْتَهُمْ مَّنْ خَلَقَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ لَيَقُوْلُنَّ خَلَقَهُنَّ الْعَزِيْزُ الْعَلِيْمُ ۙ (الزخرف ۹)

اگر ان سے پوچھو کہ آسمانوں اور زمین کو کس نے پیدا کیا تو کہدیں گے اس کو ایک العزیز اور العلیم نے پیدا کیا۔

وَلَئِنْ سَاَلْتَهُمْ مَّنْ خَلَقَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ لَيَقُوْلُنَّ اللّٰهُ ط (لقمان ۲۵)

اگر ان سے پوچھو کہ آسمانوں اور زمین کو کس نے پیدا کیا تو کہہ دیں گے کہ اللہ نے۔

وَلَئِنْ سَاَلْتَهُمْ مَّنْ خَلَقَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ وَسَخَّرَ الشَّمْسَ وَالْقَمَرَ لَيَقُوْلُنَّ اللّٰهُ ج فَاَنّٰى يُؤْفَكُوْنَ ۝ (سورۃ العنکبوت آیت ۶۱)

اور اگر ان سے پوچھو کہ آسمانوں اور زمین کو کس نے پیدا کیا ہے، اور سورج اور چاند کو کون مسخر کیے ہوئے ہے تو یقیناً کہہ دیں گے کہ اللہ نے، تو پھر یہ کدھر پھیرے جا رہے ہیں۔

وَلَئِنْ سَاَلْتَهُمْ مَّنْ خَلَقَهُمْ لَيَقُوْلُنَّ اللّٰهُ فَاَنّٰى يُؤْفَكُوْنَ ۝ (سورۃ الزخرف آیت ۸۷)

اگر ان سے پوچھو کہ انہیں کس نے پیدا کیا ہے؟ تو کہہ دیں گے کہ اللہ نے، پھر یہ کدھر پھیرے جا رہے ہیں۔

قُلْ مَنْ يَّرْزُقُكُمْ مِّنَ السَّمَآءِ وَالْاَرْضِ اَمَّنْ يَّمْلِكُ السَّمْعَ وَالْاَبْصَارَ وَمَنْ يُّخْرِجُ الْحَيَّ مِنَ الْمَيِّتِ وَيُخْرِجُ الْمَيِّتَ مِنَ الْحَيِّ وَمَنْ يُّدَبِّرُ الْاَمْرَ ط فَسَيَقُوْلُوْنَ اللّٰهُ ج فَقُلْ اَفَلَا تَتَّقُوْنَ ۝ (یونس ۳۱)

اگر ان سے پوچھو کہ وہ کون ہے جو تمہیں زمین و آسمان سے رزق دیتا ہے؟ سماعت اور بینائی کا مالک کون ہے؟ کون ہے جو مردہ سے زندہ کو اور زندہ سے مردہ کو باہر نکالتا ہے اور ہر ایک امر کی تدبیر کون کرتا ہے؟ پس یقیناً کہہ دیں گے اللہ! پس کہہ دو کہ پھر کیوں اللہ سے نہیں ڈرتے؟

قُلْ لِّمَنِ الْاَرْضُ وَمَنْ فِيْهَآ اِنْ كُنْتُمْ تَعْلَمُوْنَ ۝ سَيَقُوْلُوْنَ لِلّٰهِ ط قُلْ اَفَلَا تَذَكَّرُوْنَ ۝ قُلْ مَنْ رَّبُّ السَّمٰوٰتِ السَّبْعِ وَرَبُّ الْعَرْشِ الْعَظِيْمِ ۝ سَيَقُوْلُوْنَ لِلّٰهِ ط قُلْ اَفَلَا تَتَّقُوْنَ ۝ قُلْ مَنْ م بِيَدِهٖ

ان سے پوچھو کہ یہ زمین اور جو کچھ اس میں ہے کس کا ہے؟ اگر تم کچھ جانتے ہو۔ تو وہ فوراً کہیں گے کہ اللہ کا ہے، تو کہہ دو کہ پھر تم کیوں نہیں سمجھتے، ان سے پوچھو کہ ساتوں آسمانوں اور اس عرش عظیم کا مالک کون ہے؟ تو وہ فوراً کہیں گے کہ اللہ ہے

مَلَكُوْتُ كُلِّ شَيْءٍ وَّهُوَ يُجِيْرُ وَلَا يُجَارُ عَلَيْهِ اِنْ كُنْتُمْ تَعْلَمُوْنَ ۝ سَيَقُوْلُوْنَ لِلّٰهِ ۚ قُلْ فَاَنّٰى تُسْحَرُوْنَ ۝

{سورۃ المؤمنون آیت ۸۴ تا ۸۹}

تو کہہ دو کہ پھر تم کیوں اللہ سے نہیں ڈرتے، ان سے پوچھو کہ ہر چیز کی حکومت کس کے ہاتھ میں ہے، اور وہ کون ہے جو پناہ دیتا ہے اور اس سے کوئی کسی کو پناہ نہیں دے سکتا اگر تم کچھ جانتے ہو تو وہ فوراً کہہ دیں گے کہ اللہ ہی کے ہاتھ میں ہے، تو کہدو کہ پھر تم کیسے سحر زدہ ہوئے ہے۔

آج ہم میں سے اکثر ایماندار مسلمان بھی اللہ تعالیٰ کے بارے میں اس سے کچھ زیادہ اعتقادات نہیں رکھتے، لیکن جب مشرکین مکہ، یہودیوں اور عیسائیوں سے اس قدر اقرار قبول نہ ہو سکا تو ہم سے کیوں ہونے لگا، آخر اللہ تعالیٰ ان سے اپنے بارے میں اور کیا چاہتا تھا (یا چاہتا ہے) اس کا ذکر بھی موجود ہے، وہ اللہ تعالیٰ کو تن تنہا بغیر شرکت غیر فاعل ماننے کو تیار نہ تھے، وہ سمجھتے تھے اللہ تعالیٰ کی باقی مخلوق بھی کام کرنے کی اہلیت رکھتی ہے، اور یہ اہلیت انہیں اللہ تعالیٰ ہی نے عطا کی ہے یعنی چھوٹے پیمانے پر ہم بھی کچھ ہیں۔ اگر ہم اللہ تعالیٰ جتنا سننے، دیکھنے اور تدبر کی اہلیت نہیں رکھتے تو کسی قدر شنوا، بینا اور مدبر تو ہیں۔ ہم اگر تمام عرش عظیم کا کاروبار سنبھالنے والے نہیں تو اس کا یہ مطلب بھی نہیں کہ زمین کے کاروبار چلانے میں بھی ہمیں کوئی دخل نہیں، ہم اگر اللہ تعالیٰ جتنے قوی نہیں تو یہ کہنا بھی غلط ہے کہ ہم بالکل ہی بے قوت اور ضعیف ہیں۔

الغرض ان کا کہنا تھا (اور آج والوں کا بھی کہنا ہے) کہ اللہ تعالیٰ اگر بڑے بڑے کاموں کی اہلیت رکھتا ہے اور تمام کائنات کی دیکھ بھال کر رہا ہے، سب کچھ سُن اور دیکھ رہا ہے تو ہم بھی کچھ تھوڑا بہت کام کرنے کی اہلیت رکھتے ہیں کچھ سُن سکتے ہیں، دیکھ سکتے ہیں، چل پھر رہے ہیں، اگر زیادہ نہیں تو کم از کم اپنے گھروں کے انتظامات تو خود سنبھالے ہوئے ہیں، اپنے اپنے اہل و عیال کی

ربوبیت تو ہم ہی کر رہے ہیں۔ مختصر یہ کہ اللہ تعالیٰ اللہ اکبر ہے اور ہم اللہ اصغر۔

اللہ تعالیٰ لوگوں کی اس غلطی کی اصلاح چاہتا ہے کیونکہ یہ ایک غلط مفروضہ ہے اور اس غلط مفروضہ پر عمل پیرا ہو کر آئندہ زندگی کی خوشگواریوں کو پانا ممکن نہیں، کیونکہ یہ راہِ صواب نہیں، یہ صراطِ مستقیم نہیں، یہ صراط العزیز الحمید نہیں۔

اللہ تعالیٰ نے مخلوق کی کسی بھی نوع کو اپنی صفات نہیں دیں، نہ چھوٹے پیمانے پر اور نہ بڑے پیمانے پر اور نہ ہی ایسا ممکن ہے کیونکہ اللہ تعالیٰ کی صفات تقسیم پذیر نہیں کہ ان کو تقسیم کر کے تھوڑا تھوڑا مخلوق کو دیدیا جائے، مخلوق محض اللہ تعالےٰ کی صفات سے مستفید ہو رہی ہے، ورنہ مخلوق تو خالق کی ضد ہے، خالق میں مخلوق کی صفات نہیں اور مخلوق میں خالق کی صفات نہیں، اگر خالق مثبت ہے تو مخلوق منفی، اگر خالق نور ہے تو مخلوق ظلمات، اگر خالق حق ہے تو مخلوق باطل۔ یہی وجہ ہے کہ مخلوق سے اپنے میں الٰہی صفات پیدا کر کے چھوٹے پیمانے پر الٰہ بننے کا تقاضا نہیں کیا گیا بلکہ اس سے اللہ کے قریب ہو کر اس کی صفات سے مستفید ہونے، اس کی صفات میں رنگے جاتے اور اس کی صفات کو منعکس کرنے کا تقاضا ہے۔

جس طرح جب سورج کی کرنیں کسی پھول پر پڑ جائیں اور وہ سرخ نظر آئے تو وہ محض سورج کی روشنی سے مستفید ہو رہا ہوتا ہے، سرخ روشنی کو منعکس کر کے سرخ نظر آ رہا ہوتا ہے، ورنہ اس پھول کا اس وقت بھی اپنا کوئی رنگ نہیں ہوتا، پھول کے ذاتی رنگ میں اور روشنی کے رنگوں میں کوئی شرکت نہیں ہوتی اور نہ ہی اس پھول کا یہ دعویٰ برحق ہوگا کہ اب وہ خود کسی قدر سرخ روشنی کا مالک ہے یا خود سرخ روشنی پیدا کرنے کی صلاحیت پیدا کر گیا ہے، اور اگر اس نے ایسا کوئی دعویٰ کیا تو اندھیرے میں آنے کے بعد خود ہی اپنی غلطی پر نادم ہوگا۔ یہی حالت ہم انسانوں کی ہے کہ سب کچھ اللہ تعالیٰ کی صفات سے لے رہے ہیں اور ان صفات کے ذاتی طور پر دعویدار بن بیٹھے ہیں، اور ہم اس وقت تک اس غلط فہمی میں مبتلا رہتے ہیں جب تک اللہ تعالیٰ کی طرف سے اس کی صفات کا پرتو پڑتا رہتا ہے، جونہی اللہ تعالیٰ کی ان

صفات کے پرتو کا تعلق کاٹ دیا جائے گا تو اپنی غلط فہمی کے ازالہ کے ساتھ ابدی خوشیوں سے محرومی کا احساس بھی ہو جائے گا۔

جب ہم یہ تسلیم کریں کہ اللہ تعالیٰ ہی الرب، النور ہے، البصیر ہے، السمیع ہے، القوی ہے، المدبر ہے وغیرہ وغیرہ، تو ساتھ ہی میں یہ اقرار بھی تہہ دل سے کرنا ہوگا کہ مخلوق میں کوئی بھی اللہ تعالیٰ کے ساتھ ان صفات میں شریک نہیں۔

اٰمَنْتُ بِاللّٰہِ کَمَا ھُوَ بِاَسْمَآءِہٖ وَصِفَاتِہٖ اِقْرَارٌ بِاللِّسَانِ وَتَصْدِیْقٌ بِالْقَلْبِ۔

جس طرح نیوٹن کے پہلے کلیۂ حرکت کے دو حصے ہیں۔

(۱) کھڑی ہوئی چیز کھڑی ہی رہتی ہے۔

(۲) رواں چیز اپنی رفتار کو بغیر کمی بیشی کے خطِ مستقیم میں ہمیشہ ہمیشہ کے لیے جاری رکھتی ہے، جب تک کہ باہر سے کوئی قوت عمل نہ کرے۔

پہلا حصہ عام فہم ہے لیکن دوسرا حصہ فوراً سمجھ میں نہیں آسکتا جب تک کہ علم اور تجربات سے بات کو ثابت نہ کیا جائے اور ان پوشیدہ قوتوں کو ظاہر نہ کیا جائے جو عام طور سے چلتی ہوئی اشیاء کو روک لیتی ہیں۔

اسی طرح لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ کے بھی دو حصے ہیں ایک تو عام فہم ہے کہ اللہ تعالیٰ اللہ ہے، اور دوسرا وہ حصہ جو بغیر اللہ تعالیٰ کی کتاب ، اس کی کائنات کی تخلیق میں سوچ و تدبر کے بغیر سمجھنا تقریباً ناممکن ہے، یعنی اللہ تعالیٰ کے علاوہ اور کوئی الٰہ نہیں، کسی میں کچھ بھی کام کرنے کی اہلیت نہیں۔

جیسے اللہ تعالیٰ کی ذات میں کوئی شریک نہیں، اسی طرح اس کی صفات میں بھی اس کے ساتھ کوئی شریک نہیں۔ ہمیں محض ایسے آلات دیئے گئے ہیں جن کے ذریعے اللہ تعالیٰ کی صفات سے جس قدر وہ چاہتا ہے فائدہ اٹھا لیتے ہیں، مثلاً ہمیں آنکھیں دیں جن کے ذریعے ہم اللہ تعالیٰ کی صفتِ البصیر سے مستفید ہوتے ہیں، اگر اللہ البصیر ہے تو ہم آنکھوں والے ہیں، ہم بصیر نہیں اور وہ آنکھوں کی احتیاج سے پاک ہے۔ اسی طرح ہمیں کان عطا فرمائے جن کے ذریعے اس کی السمیع صفت سے

فائدہ اٹھا رہے ہیں، ہم سمیع نہیں اور اللہ تعالیٰ کانوں سے بے نیاز ہے۔ اسی طرح ہمیں دماغ سے نوازا تاکہ اس کی صفت المدبر سے فائدہ اٹھائیں، اسی طرح ہمیں ہاتھ پاؤں وغیرہ عطا کیے تاکہ اس کی صفت القوی سے لطف اندوز ہوتے رہیں، چلتے پھرتے، دوڑتے پکڑتے، کھاتے پیتے، ہنستے روتے نظر آئیں، ہم اللہ کی صفتِ قوی سے عاری ہیں اور اللہ تعالیٰ ہاتھ پاؤں کی محتاجی سے پاک ہے۔

پس کان تو ہمارے ہیں لیکن شنوائی اللہ سے، آنکھیں ہماری ہیں بینائی اللہ سے دماغ ہمارے ہیں سوچ اللہ سے، بدن اور اس کے اعضا ہمارے ہیں اور قوت اللہ سے۔ بالفاظِ دیگر ہم اللہ تعالیٰ کے ساتھ شنوا، بینا، مدبر اور توی ہیں اسکے بغیر کچھ نہیں۔ اگر وہ ایک لمحہ کے لیے اہلِ زمین کے ساتھ اپنی صفتِ بصیر کا تعلق توڑ دے تو سب جاندار آنِ واحد میں اندھے ہو جائیں، اگر صفتِ سمع کا تعلق توڑ دے تو سب بہرے ہو جائیں۔ علیٰ ھٰذا القیاس۔

اس دنیا پر ہر آن اللہ تعالیٰ کے اسماء الحسنیٰ کا پرتو پڑتا ہے جسکی وجہ سے یہ کائنات قائم ہے جس کے باعث ہم ہم ہیں، ان اسماء الحسنیٰ کے بغیر نہ ہم کچھ ہیں اور نہ کائنات۔ کائنات اللہ تعالیٰ ہی کی صفات کا ایک مظہر ہے۔ مادۂ کائنات جس کا حواسِ خمسہ سے ادراک ہوتا ہے، باطل فریبِ نظر اور نیست ہے ایک سراب ہے، اس میں "حق" صرف اللہ اور اس کی صفات ہیں۔

آگ کی ایک چنگاری (جوالہ) کو اگر تیزی سے گھمایا جائے تو آگ کا ایک گول دائرہ سا نظر آتا ہے، یہ دائرہ ظاہر نظر میں موجود ہوتے ہوئے بھی نیست ہے یہ محض فریبِ نظر ہے یہ دھوکہ ہمیں آنکھ کے ایک نقص (Persistence of Vision) کے باعث ہوتا ہے۔ اگرچہ میں نے اس کو آنکھ کا نقص لکھا لیکن حقیقتاً سائنس کا ایک معمولی طالب علم بھی جانتا ہے کہ آنکھ کے اسی نقص ہی کے باعث ہم کائنات کی بہت سی اشیاء سے لطف اندوز ہو رہے ہیں، پس یہ ایک (Blessing in disguise) ہی ہے، اگر ہماری آنکھوں کے سامنے سے کسی شے

کو ہٹا دیا جائے تو اس شے کی تصویر اس کے ہٹائے جانے کے بعد بھی تقریباً ۱/۱۰ سیکنڈ تک آنکھ کی پتلی (Retina) پر قائم رہتا ہے) آگ کا وہ نقطہ ہر جگہ محسوس ہوتے ہوئے بھی دراصل ایک ہی جگہ موجود ہے، وہ نقطہ جس جگہ سے حرکت کر جاتا ہے تو اس کی گذشتہ موجودگی بھی (Persistence of Vision) کے باعث آنکھوں کے سامنے ہوتی ہے اور موجودہ موجودگی بھی

(ہمارے اور ہماری کائنات کا تعلق صفاتِ الٰہی سے کچھ اسی قسم کا ہے جیسے اس نظر آنے والے دائرے کا آگ کے نقطہ سے)

(الف) جیسے دائرہ موجود ہوتے ہوئے بھی "نیست" ہے اسی طرح کائنات موجود ہوتے ہوئے بھی باطل ہے، تب ہی تو اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ:-

ذٰلِكَ بِاَنَّ اللّٰهَ هُوَ الْحَقُّ وَاَنَّ مَا يَدْعُوْنَ مِنْ دُوْنِهِ الْبَاطِلُ ۙ وَاَنَّ اللّٰهَ هُوَ الْعَلِيُّ الْكَبِيْرُ ۝ (سورۃ لقمٰن آیت نمبر ۳۰)	یہ اس لیے ہے کہ صرف اللہ ہی حق ہے اور اس کے علاوہ جس چیز کو بھی پکارا جائے وہ بالکل باطل ہے اور بیشک اللہ ہی بڑا اور عالیشان ہے۔
ذٰلِكَ بِاَنَّ اللّٰهَ هُوَ الْحَقُّ وَاَنَّ مَا يَدْعُوْنَ مِنْ دُوْنِهٖ هُوَ الْبَاطِلُ وَاَنَّ اللّٰهَ هُوَ الْعَلِيُّ الْكَبِيْرُ ۝ (سورۃ الحج ۶۲)	ترجمہ تقریباً وہی ہے جو اوپر گذر چکا ہے

(ب) جس طرح کہ دائرہ ہو یا نہ ہو آگ کا نقطہ بذاتِ خود موجود ہے، اسی طرح کائنات کی عدم موجودگی میں بھی اللہ تعالیٰ بمع ذات وصفات کے خود موجود ہوتا ہے۔

(ج) جیسے دائرہ اس آگ کے نقطہ کی غیر موجودگی میں وجود میں نہیں لایا جا سکتا، اسی طرح کائنات بھی بغیر اللہ تعالیٰ کی ذات وصفات کے موجود نہیں ہو سکتا۔

(د) جس طرح کہ دائرے کی موجودگی میں بھی آگ کا نقطہ دائرے سے بے نیاز ہے اسی طرح کائنات کی موجودگی میں بھی اللہ کائنات سے بے نیاز ہے یعنی کائنات

کی پیدائش حق ہی کی صفات سے ہوئی ہے لیکن حق کا کائنات پر کچھ دار و مدار نہیں۔

خَلَقَ اللّٰهُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ بِالْحَقِّ اِنَّ فِىْ ذٰلِكَ لَاٰيَةً لِّلْمُؤْمِنِيْنَ۝ (سورۃ العنکبوت ۴۴)

اللہ نے زمین و آسمانوں کو بالحق (حق کے ساتھ) پیدا کیا ہے، یقیناً اس میں ایمان والوں کے لیے نشانیاں ہیں۔

(ایمان والوں کی شرط اسی لیے لگائی گئی ہے کہ یہاں تک رسائی صرف مومنوں کے لیے ممکن ہے، باقی تخلیقِ کائنات کے ابتدائی مراحل میں ششدر و حیران بھٹکنا شروع کر دیتے ہیں)۔

اَوَلَمْ يَتَفَكَّرُوْا فِىْٓ اَنْفُسِهِمْ مَا خَلَقَ اللّٰهُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ وَمَا بَيْنَهُمَآ اِلَّا بِالْحَقِّ وَاَجَلٍ مُّسَمًّى وَاِنَّ كَثِيْرًا مِّنَ النَّاسِ بِلِقَآئِ رَبِّهِمْ لَكٰفِرُوْنَ۝ (سورۃ الروم آیت ۸)

کیا یہ لوگ خود اپنے نفوس کے اندر غور نہیں کرتے! اللہ نے یہ زمین و آسمان اور جو کچھ کہ ان میں ہے بالحق (حق کے ساتھ) پیدا کیا ہے اور ایک وقت معین تک کیلئے ہے اور بیشک لوگوں کی اکثریت اپنے رب کی ملاقات سے منکر ہیں۔

خَلَقَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ بِالْحَقِّ يُكَوِّرُ الَّيْلَ عَلَى النَّهَارِ وَيُكَوِّرُ النَّهَارَ عَلَى الَّيْلِ وَسَخَّرَ الشَّمْسَ وَالْقَمَرَ كُلٌّ يَّجْرِىْ لِاَجَلٍ مُّسَمًّى اَلَا هُوَ الْعَزِيْزُ الْغَفَّارُ۝ (سورۃ الزمر آیت ۵)

اس نے زمین و آسمان کو بالحق پیدا کیا ہے، وہ رات کو دن اور دن کو رات سے ڈھانپ دیتا ہے اور چاند اور سورج کو مسخر کیے ہوئے ہے، ہر شے ایک وقت معین تک کے لیے چلتی رہے گی یاد رہے وہی زبردست اور لغزشوں سے درگذر کرنے والا ہے۔

وَمَا خَلَقْنَا السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ وَمَا بَيْنَهُمَا لٰعِبِيْنَ۝ مَا خَلَقْنٰهُمَآ اِلَّا بِالْحَقِّ وَلٰكِنَّ اَكْثَرَهُمْ لَا

اور ہم نے ارض و سموات اور جو کچھ کہ ان کے درمیان ہے اسے یونہی کھیلتے ہوئے پیدا نہیں کیا، یہ تو بالکل بالحق

يَعْلَمُوْنَ ٥ (سورۃ الدخان ۳۸، ۳۹)

پیدا کیے گئے لیکن اکثروں کو اس کا علم نہیں۔

یہاں یہ بات ذہن نشین رہے کہ جس طرح بچے محض کھیل کود کے لیے آگ کو گھماتے ہیں اور اس سے پیدا شدہ سرخ سرخ دائروں سے دل بہلاتے ہیں تو نعوذ باللہ اللہ تعالیٰ نے بھی یونہی کھیل کود کے لیے یہ کائنات پیدا نہیں کی کہ اس کی کوئی غرض وغایت نہ ہو ــــــ آیت ۱۶/۲۱ میں بھی ہے کہ: "ہم نے ارض و سمٰوٰت اور جو کچھ کہ ان کے درمیان ہے اسے یونہی کھیلتے ہوئے پیدا نہیں کیا۔"

اَلَمْ تَرَ اَنَّ اللّٰهَ خَلَقَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ بِالْحَقِّ ۭ اِنْ يَّشَاْ يُذْهِبْكُمْ وَيَاْتِ بِخَلْقٍ جَدِيْدٍ ٥

(سورۃ ابراھیم آیت ۱۹)

کیا تم نے نہیں دیکھا کہ اللہ نے ارض و سمٰوٰت کو بالحق پیدا کیا ہے، اور اگر وہ چاہے تو تمہیں معدوم کر دے اور تمہاری جگہ نئی مخلوق پیدا کر دے۔

خَلَقَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ بِالْحَقِّ ۭ تَعٰلٰى عَمَّا يُشْرِكُوْنَ ٥

(سورۃ النحل آیت ۳)

اس نے ارض و سمٰوٰت کو بالحق پیدا کیا ہے، وہ لوگوں کے شرک سے بلند و بالا ہے۔

اور ان آیات کا ذکر تو گذشتہ صفحات میں ہو چکا ہے کہ صرف اللہ تعالیٰ ہی حق ہے باقی سب باطل، اور یہ کہ اللہ تعالیٰ کائنات سے بے نیاز ہے، یہ خود اس کے اسم "الصمد" سے ہی ظاہر ہے، جس کے معنیٰ یہ ہیں کہ اللہ تعالیٰ اپنی ہستی، بقاء اور استحکام کے لیے کسی شے کا محتاج نہیں، اسے کسی قسم کا احتیاج نہیں، وہ ہر شے کے آسرے سے بے نیاز ہے۔ اس کے علاوہ اِنَّ اللّٰهَ لَغَنِيٌّ عَنِ الْعٰلَمِيْنَ ٥ کا تکرار قرآنِ پاک میں بار بار ہوا ہے کہ اللہ تعالیٰ تمام عالمین سے بے نیاز ہے، اس کا عالمین پر کچھ دار و مدار نہیں۔ عالمین کی ہستی، بقاء اور استحکام اللہ تعالیٰ کی صفات پر ہے لیکن اللہ تعالیٰ خود عالمین پر دار و مدار نہیں رکھتا۔ (۲) جیسے دائرے کی سرخی نے آگ کے نقطہ کی سرخی سے کچھ بھی کم نہیں کیا، اسی طرح کائنات اللہ تعالیٰ کی صفات کا مظہر ہوتے ہوئے بھی صفات اللہ سے

کچھ بھی کم نہیں) کمر رہی، جیسے آگ کے نقطہ کی حرکت ختم کر دی جائے تو دائرے کا وجود ہی ختم ہو جائے، اسی طرح اگر اللہ تعالیٰ اپنی صفات کا تعلق مخلوق سے ختم کر دے تو مخلوق معدوم ہو جائے' ان پر نیست کا لفظ صحیح پڑ جائے۔

(ک) آگ کے نقطہ کا جو تعلق "حرکت" سے ہے جس کی بدولت دائرے کا وجود ہے، صفاتِ الٰہی کا اسی قسم کا تعلق خود امرِ الٰہی سے ہے جس کی بدولت کائنات کا وجود اور کائنات کا نظم و نسق موجود ہے۔

(گ) جس طرح دائرے کی سرخی انگارے کی سرخی کے باعث ہے' انگارے کی سرخی ختم ہونے پر دائرے کی سرخی بھی زائل ہو جائے۔ اسی طرح اگر اللہ تعالیٰ اپنے کسی "اسم" کا مظہر نہ چاہے تو کائنات میں اس کا ظہور ختم ہو جائے۔ مثلاً اللہ تعالیٰ اپنی صفتِ بصر کا تعلق اگر کائنات سے ختم کر دے تو سب جاندار آنِ واحد میں اندھے ہو جائیں۔ علیٰ ھٰذا القیاس۔

(ل) اگر کسی بچے کو کہہ دیا جائے کہ دراصل جو دائرہ اسے نظر آرہا ہے وہ نہیں ہے، تو وہ اپنی بے علمی کے باعث کبھی بھی ماننے کو تیار نہ ہوگا، الٹا کہنے والے کو اندھا یا پاگل سمجھے گا۔ اسی طرح اگر عوام کو کہہ دیا جائے کہ ظاہری مادۂ کائنات بھی اللہ تعالیٰ کے اسماء الحسنیٰ کے ماسوا نیست ہے تو وہ کبھی بھی تسلیم نہ کرے۔ انبیاء، مرسلین اور اولیاءِ کرام کو شاعر، پاگل، گمراہ اور بیوقوف سمجھنا عوام کی اسی ناسمجھی کے باعث ہے۔

اس موقعہ پر چند اور چیزوں کا ذکر کرنا بھی بہت ضروری سمجھتا ہوں کیونکہ بغیر اس کے شاید میں اپنے مُدعیٰ کو صحیح طریقے سے ادا نہ کر سکوں۔ جس کسی نے بھی راہِ حق میں خلوصِ دل سے محنت کی بالآخر اسکی وہ کوشش بارآور ہوئی اور قولِ وعدۂ الٰہی:

وَالَّذِیْنَ جَاھَدُوْا فِیْنَا لَنَھْدِیَنَّھُمْ سُبُلَنَا ط (سورۃ العنکبوت ۶۹)	جس نے ہماری طرف جدوجہد کی ہم اسے اپنی راہوں کی طرف راہنمائی کریں گے۔

انہوں نے حق کو پایا، ان کے قلوب نے حق کو محسوس کیا، یہ احساس ایک "حالی" شے ہے جس کو "قال" میں منتقل کرنا ناممکن ہے، قالی اور حالی علوم میں فرق ہے۔

قال اور حال

قالی علوم ان علوم کو کہا جاتا ہے جو تحریر و تقریر کے ذریعے سیکھے سکھائے جاسکیں، ان علوم کا تعلق عقل سے ہے اس لیے ان کو (Reasoning Knowledge) بھی کہہ سکتے ہیں۔ سائنس، فلسفہ، طب، انجینیرنگ اور سکول، کالج، یونیورسٹیوں میں سکھائے جانے والے تمام علوم قالی علوم ہیں۔ ایک ایسے شخص کو جس نے کبھی بھی راکٹ (Rocket) نہ دیکھا ہو، زبانی، کتاب سے، بورڈ پر، سلائیڈز اور ٹیلیویژن وغیرہ کے ذریعے راکٹ کی مکمل تفصیلات سے آگاہ کیا جاسکتا ہے۔ یہ علوم بظاہر ترقی پذیر ہیں۔ چونکہ ان علوم کا تعلق عقل سے ہے اور عقل محدود ہے اس لیے وہ ایک لامحدود ذات "اللہ تعالیٰ" کو پا نہیں سکتا۔ وہ یہ تو بتا سکتا ہے کہ اللہ تعالیٰ ہے لیکن وہ اس ذات کے کنہ و حقیقت تک رسائی نہیں پا سکتا۔

"حالی علوم" ان علوم کو کہا جاتا ہے جو تحریر و تقریر کی حدود سے باہر ہیں۔ ایک اندھے کو سرخ اور سبز رنگ کے فرق سے کسی طرح بھی آگاہ نہیں کیا جاسکتا بلکہ فرق تو کجا اُسے تو یہ تک بھی نہیں سمجھایا جا سکتا کہ سُرخ رنگ کیسے ہوتا ہے اور سبز کیسے؟ کیونکہ رنگ ایک ایسی کیفیت ہے جو دیکھے بغیر سمجھ نہیں آسکتی، اور دیکھنے اور سمجھنے کے بعد احاطۂ تحریر و تقریر میں نہیں آسکتی۔ اسی طرح اگر کسی شخص نے کبھی بھی میٹھی شے نہ چکھی ہو تو قلم، قلم یا کسی بھی اور ذریعے سے اسے مٹھاس کی کیفیت سے آگاہ نہیں کیا جاسکتا خواہ سب سائنسدان، فلاسفر اور پڑھے لکھے لوگ مل کر ہی ایک ایسی کوشش کیوں نہ کریں، کیونکہ یہ ایک ایسی کیفیت ہے جو بغیر چکھے نہ آئے گی، پس حالی علوم کو کیفیات کا علم کہہ سکتے ہیں۔

مٹھاس کی جس کیفیت کے سمجھانے پر تمام جن و انس اپنے علم کے زور سے قدرت نہیں رکھ سکتے وہاں اس کیفیت سے آگاہی دینے پر ایک ایسا گنوار جو جیب میں تھوڑی سی مٹھائی رکھتا ہو قادر ہے، ذرا سی میٹھی شے چکھا دی اور بس!

اللہ تعالیٰ کی ذات و صفات کا معاملہ حالی علوم سے متعلق ہے جیسے رنگوں کی

کیفیت کا احساس آنکھوں کے ذریعے اور مٹھاس کی کیفیت کا احساس زبان کے ذریعے ہوتا ہے اسی طرح اللہ تعالیٰ کی ذات وصفات کا تعلق قلب سے ہے۔

لوگ عموماً اس علم سے غفلت برتتے ہیں اور زیادہ تر ان علوم کی طرف راغب ہیں جن کا تعلق دماغ سے ہے۔ پس قال ترقی پذیر ہے اور حال زوال پذیر۔

اللہ تعالیٰ جل شانہ کا احسان ہے کہ اس نے اپنی معرفت کو قالی علوم کے دقیق مسئلوں اور پیچیدہ ضابطوں (Formulae) سے متعلق نہ رکھا ورنہ ہم جیسے کروڑوں (یعنی عوام) ہمیشہ ہمیشہ کے لیے اللہ تعالیٰ کی معرفت سے محروم ہی رہتے اور اللہ تعالیٰ کے عارف ہر دور میں چند عالم دین، چند سائنسدان اور یا چند فلاسفر ہی ہوتے۔ جو اسماء آدم علیہ السلام کو سکھائے گئے تھے۔ اگر ان سے مراد مروجہ سائنس کے علوم ہوتے (جیسے یہ فکر آجکل عام ہو رہا ہے) تو جوں جوں یہ علوم ترقی کرتے اللہ تعالیٰ کے مقربین اور مسجودِ ملائکہ میں اضافہ ہی ہوتا چلا جاتا اور آج روس، امریکہ، چین، جاپان، جرمن، فرانس اور برطانیہ وغیرہ میں مقربین ہی مقربین نظر آتے لیکن جیسا کہ عرض کر چکا ہوں کہ اللہ تعالیٰ کی گواہی اس کے خلاف ہے، جوں جوں وقت گذرتا جاتا ہے مقربینِ الٰہی میں کمی ہوتی چلی جاتی ہے۔ اللہ تعالیٰ نے انبیاء، رسل اور اولیاء کرام کے روپ میں وہ لوگ پیدا کیے جو قلوب کو بتوفیقِ الٰہی اسماء الٰہی کی کیفیات سے آگاہی بخشتے تھے، جو ان کی صحبت میں قلبِ سلیم لے کر پہنچے عرفانِ الٰہی کے مزے لوٹتے ہوئے بامراد و کامران صراطِ مستقیم یعنی صراط العزیز الحمید (تعریف کئے گئے العزیز کی راہ) پر گامزن ہوئے، اور عام مشاہدہ یہ بھی ہوا کہ ان کی صحبت میں عموماً وہی لوگ پہنچے جو دنیا کی نظروں میں حقیر تھے، جاہل تھے، ان کو سوسائٹی میں کوئی خاص وقعت حاصل نہ تھی جو معاملہ فہم اور صاحب رائے نہ گنے جاتے تھے بلکہ بے عقل، بیوقوف اور ناداں تصور کیے جاتے تھے۔

وَاِذَا قِيْلَ لَهُمْ اٰمِنُوْا كَمَآ اٰمَنَ النَّاسُ قَالُوْٓا اَنُؤْمِنُ كَمَآ اٰمَنَ السُّفَهَآءُ ؕ	اور جب انہیں کہا جاتا ہے کہ عوام الناس کی طرح ایمان لاؤ تو کہتے ہیں کہ کیا ہم

اَلَآ اِنَّهُمْ هُمُ السُّفَهَآءُ وَلٰكِنْ لَّا يَعْلَمُوْنَ ۝ (سورۃ البقرہ آیت ۱۳)	ایمان لائیں ان بیوقوف (عوام) کی طرح؟ یاد رکھو کہ دراصل بیوقوف یہی ہیں لیکن علم نہیں رکھتے (کہ اللہ تعالیٰ کی معرفت

کیلئے کسی بڑی سوچ و بچار والے دماغ کی نہیں بلکہ قلب سلیم کی ضرورت ہے)

زُيِّنَ لِلَّذِيْنَ كَفَرُوا الْحَيٰوةُ الدُّنْيَا وَيَسْخَرُوْنَ مِنَ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَالَّذِيْنَ اتَّقَوْا فَوْقَهُمْ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ ؕ وَاللّٰهُ يَرْزُقُ مَنْ يَّشَآءُ بِغَيْرِ حِسَابٍ ۝ (سورۃ البقرہ آیت ۲۱۲)	کافروں کی نظر میں دنیا کی زندگی سج گئی ہے اور یہ مومنوں کا تمسخر اڑاتے ہیں حالانکہ پرہیزگار اللہ کا خوف رکھنے والے قیامت کے دن اُن سے بلند ہوں گے اور اللہ جسے چاہے بے حساب رزق عطا کرتا ہے۔
قَالَ الْمَلَاُ مِنْ قَوْمِهٖٓ اِنَّا لَنَرٰىكَ فِيْ ضَلٰلٍ مُّبِيْنٍ ۝ (الاعراف ۶۰)	اور قوم کے سرغنوں نے (نوح سے) کہا کہ ہم تو تمہیں صریح گمراہی میں دیکھتے ہیں۔
قَالَ الْمَلَاُ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا مِنْ قَوْمِهٖٓ اِنَّا لَنَرٰىكَ فِيْ سَفَاهَةٍ وَّاِنَّا لَنَظُنُّكَ مِنَ الْكٰذِبِيْنَ ۝ (الاعراف ۶۶)	اور قوم کے سرغنوں نے (ھود کو) کہا کہ ہم تو تمہیں بے وقوف اور جھوٹا سمجھتے ہیں۔
فَقَالَ الْمَلَاُ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا مِنْ قَوْمِهٖ مَا نَرٰىكَ اِلَّا بَشَرًا مِّثْلَنَا وَمَا نَرٰىكَ اتَّبَعَكَ اِلَّا الَّذِيْنَ هُمْ اَرَاذِلُنَا بَادِيَ الرَّاْيِ ۚ وَمَا نَرٰى لَكُمْ عَلَيْنَا مِنْ فَضْلٍ ۢ بَلْ نَظُنُّكُمْ كٰذِبِيْنَ ۝ (سورۃ ھود آیت ۲۷)	اور قوم کے کافر سرداروں نے (نوح کو) کہا کہ تم جھوٹے ہو تمہیں ہم پر کوئی فضیلت حاصل نہیں، تم تو ہماری ہی طرح کے ایک شخص ہو اور تمہاری پیروی تو صرف وہ کرتے ہیں جو ہم میں سے ذلیل ہیں اور جو صاحب رائے نہیں۔

اس قسم کی کئی آیات ہیں جن میں انبیاء کرام یا ان کے متبعین کو شاعر، پاگل، سحرزدہ، بیوقوف، سرپھرے، رذیل وغیرہ کہا گیا ہے، اور جو قلب سلیم کے ساتھ اللہ تعالیٰ کے اسماء الحسنیٰ کے مزے چکھانے والوں کی صحبت میں پہنچے وہ صراط العزیز الحمید پر پڑ گئے۔

جبکہ بڑے بڑے عالم، فلاسفر، ریاضی دان اور سائنسدان اپنے قالی علوم پر مغرور ظنی علوم کے داموں میں گرفتار اپنے تکبر اور جہالت کے باعث پکنے سے پہلے ہی چکھانے والوں کے منکر بن کر اللہ تعالیٰ کی معرفت کی راہ سے بھٹک گئے۔

قَالَ الْمَلَأُ الَّذِيْنَ اسْتَكْبَرُوْا مِنْ قَوْمِهٖ لِلَّذِيْنَ اسْتُضْعِفُوْا لِمَنْ اٰمَنَ مِنْهُمْ اَتَعْلَمُوْنَ اَنَّ صٰلِحًا مُّرْسَلٌ مِّنْ رَّبِّهٖ ؕ قَالُوْٓا اِنَّا بِمَآ اُرْسِلَ بِهٖ مُؤْمِنُوْنَ ۝ قَالَ الَّذِيْنَ اسْتَكْبَرُوْٓا اِنَّا بِالَّذِيْٓ اٰمَنْتُمْ بِهٖ كٰفِرُوْنَ ۝ (سورۃ الاعراف آیت ۷۵،۷۶)	اس قوم کے متکبر سرداروں نے اُن ضعیفوں سے کہا جو ایمان لا چکے تھے کہ کیا تمہیں (سچ مچ) علم ہے کہ صالحؑ کو اس کے رب نے بھیجا ہے، انہوں نے جواب دیا کہ بیشک وہ جو کچھ لے کر آیا ہے اس پر ہمارا ایمان ہے، اس پر اُن متکبروں نے کہا کہ جس چیز پر تمہیں ایمان ہے ہم اس کا انکار کرتے ہیں۔

اور لوط علیہ السلام کو آپ کی قوم کے سرداروں کا جواب صرف یہ تھا کہ:۔

اَخْرِجُوْهُمْ مِّنْ قَرْيَتِكُمْ ۚ اِنَّهُمْ اُنَاسٌ يَّتَطَهَّرُوْنَ ۝ (الاعراف ۸۲)	انہیں اپنے شہر سے نکال باہر کرو، یہ لوگ بڑے ہی پارسا بنے بیٹھے ہیں۔

اور شعیب علیہ السلام کو اپنی قوم کے سرداروں کا یہ جواب تھا کہ:۔

لَنُخْرِجَنَّكَ يٰشُعَيْبُ وَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْا مَعَكَ مِنْ قَرْيَتِنَآ اَوْ لَتَعُوْدُنَّ فِيْ مِلَّتِنَا ؕ سورۃ الاعراف ۸۸)	اے شعیب ہم تمہیں اور تمہارے ساتھ ایمان لانیوالے سب کو ضرور بالضرور شہر سے نکال باہر کریں گے، ہاں اگر تم ہمارے دین پر آجاؤ (تو پھر اور بات ہے)
وَقَالَ الْمَلَاُ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا مِنْ قَوْمِهٖ لَئِنِ اتَّبَعْتُمْ شُعَيْبًا اِنَّكُمْ اِذًا لَّخٰسِرُوْنَ ۝ (سورۃ الاعراف آیت ۹۰)	(اور اپنے لوگوں کو) ان منکر حق سرداروں نے کہا کہ اگر تم شعیب کی پیروی کرو گے تو بے شک و شبہ نقصان اٹھانے والوں میں سے ہو جاؤ گے۔

اس کے علاوہ نمرود، فرعون، شداد، قارون، ہامان، ابولہب اور ابوجہل کے کارناموں سے کون واقف نہیں جن کا غرور ہی ان کی راہ میں سب سے بڑی چٹان رہا جس کو عبور نہ کر کے وہ حق تک رسائی پانے سے معذور رہے۔ دنیا کی خواہش کسے نہیں؟ سوکھی روٹی سے پلاؤ کسے عزیز نہیں؟ کیا ٹاٹ کی بجائے صوفے کا میسر آجانا نعمتِ الٰہی نہیں؟ کیا پیدل چلنے سے موٹر اور ہوائی جہاز کا میسر آجانا اللہ تعالیٰ کا احسان نہیں؟ اسی طرح اللہ تعالیٰ کی نہ بدلتی ہوئی عادات (جن کو اصطلاحِ عام میں قوانینِ فطرت کا نام دیا گیا ہے) کا عرفان حاصل کر کے ان سے فائدہ اٹھانا اللہ تعالیٰ کا فضل ہی ہے لیکن جیسے آدمیت سے مطلوب صرف کھانا پینا، عیش کرنا، ریڈیو، ٹیلیویژن سے دل بہلانا، موٹر اور ہوائی جہاز میں سیر کرنا، شادی کر کے بال بچے پیدا کرنا نہیں، اسی طرح کائنات کا مطالعہ کر کے کائنات کی اشیاء کو بنی نوعِ انسان کے آرام اور بہبود کے استعمال میں لانا بھی مطلوب نہیں۔ ارشادِ ربانی ہے:-

وَلِلّٰهِ الْاَسْمَآءُ الْحُسْنٰى فَادْعُوْهُ بِهَا ۖ وَذَرُوا الَّذِيْنَ يُلْحِدُوْنَ فِيْٓ اَسْمَآئِهٖ ۭ سَيُجْزَوْنَ مَا كَانُوْا يَعْمَلُوْنَ ۝ (سورۃ الاعراف آیت ۱۸۰)	اور سب اچھے نام اللہ ہی کے لیے ہیں، سو اُسے انہیں ناموں سے پکارو، اور چھوڑ دو ان کو جو اللہ کے ناموں میں کجروی اختیار کرتے ہیں، وہ اپنے کیے کی سزا پا کر رہیں گے۔

بلکہ مطلوب اللہ تعالیٰ کے اسماء کی معرفت کی راہ ہے جسے صراط العزیز الحمید کہا گیا ہے (یعنی تم بھی اس کی تعریف کرنے والوں میں ہو جاؤ) یہ اور صرف یہی صراطِ مستقیم ہے۔ یہ سقراط، بقراط، نیوٹن، آئن سٹائن، لینن اور ہٹلر کی راہ نہیں۔ جنت کی راہ بڑے بڑے دنیاوی مدبروں، مفکروں، سائنسدانوں اور فلاسفروں سے خالی ہے، ان لوگوں کی راہیں ان نشانات سے خالی ہیں جو جنت کی راہ کے نشان ہیں، جیسے وحی اور فرشتے، یہ راہ ہے ابراہیمؑ، اسماعیلؑ، موسیٰؑ و عیسیٰؑ کی۔ یہ راہ ہے حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی۔ یہ راہ ہے حضرت علیؓ، امام زین العابدینؒ، امام جعفرؒ اور امام غزالیؒ کی۔ یہ دُ

راہ ہے جو موت کے موڑ کے بعد اور بھی صاف اور کشادہ ہو جاتی ہے' اس راہ پر رواں ہر لمحہ اللہ تعالیٰ جل شانہ کے قریب سے قریب تر ہوتا جاتا ہے وَاسْجُدْ وَاقْتَرِبْ (سر سجدے میں رکھتا جا اور قریب ہوتا جا) کی صدا ہر آن سنتا ہے' پردے ہٹتے جاتے ہیں' اشتیاق بڑھتا جاتا ہے، یہ وہ لامحدود راہ ہے جس پر بڑھتے ہی رہنا ہے' جس پر منزلِ مقصود کے قریب سے قریب تر ہوتے رہنا ہے لیکن منزلِ مقصود تک پہنچنا اور قرار پکڑنا نہیں۔

قربِ الٰہی

ایک اللہ کا قریب ہونا ہے انسان کے ساتھ اور ایک انسان کا قریب ہونا ہے اللہ کے ساتھ، اللہ تعالیٰ تو اپنی تمام مخلوق سے اس قدر نزدیک ہے کہ اس سے زیادہ قربت ممکن ہی نہیں، اگر ادنیٰ سے ادنیٰ بندہ بھی اس کی طرف متوجہ ہو جائے تو اُسے اپنے آپ سے بھی زیادہ قریب پائے کیونکہ وہی آسمانوں اور زمین کا نور ہے۔

اَللّٰہُ نُوْرُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ ۔ (سورۃ النور آیت ۳۵)

وَھُوَ مَعَکُمْ اَیْنَ مَا کُنْتُمْ ۔ (سورۃ الحدید آیت ۴)	وہ تمہارے ساتھ ہوتا ہے تم جہاں کہیں بھی ہوتے ہو۔
وَنَحْنُ اَقْرَبُ اِلَیْہِ مِنْ حَبْلِ الْوَرِیْدِ ۔ (سورۃ قٓ آیت ۱۶)	وہ تمہاری رگِ زندگی سے بھی زیادہ قریب ہے۔

تمہارے قریب جو بھی ہو اور خواہ وہ کس قدر بھی قریب ہو اللہ تعالیٰ اس سے بھی زیادہ تمہارے قریب ہوتا ہے۔

وَنَحْنُ اَقْرَبُ اِلَیْہِ مِنْکُمْ وَلٰکِنْ لَّا تُبْصِرُوْنَ ۔ (الواقعہ ۸۵)	اور تم سے زیادہ ہم اس کے قریب ہوتے ہیں لیکن تم نہیں دیکھتے۔

کیونکہ وہ خود فرماتا ہے کہ:۔

فَاِنِّیْ قَرِیْبٌ ۔ (البقرہ ۱۸۶)	میں بندوں کے قریب ہوں۔

فَاَيۡنَمَا تُوَلُّوۡا فَثَمَّ وَجۡهُ اللّٰهِ ؕ سورۃ البقرہ آیت نمبر ۱۱۵	تم جدھر بھی رُخ کرو اُسی طرف اللہ تعالیٰ کا چہرہ ہے۔

لوگ اپنی غفلت اور جہالت کی وجہ سے اللہ تعالیٰ سے دور ہیں، اللہ تعالیٰ اور بندے کے درمیان ماسوائے اس کی غفلت کے اور کوئی پردہ نہیں اور نہ ہی کوئی ایسا پردہ ہوسکتا ہے جو اس لامحدود واحد القہار ذات کو ڈھانپ سکے انسان کا اللہ تعالیٰ کے قریب ہونا اسی غفلت کے پردے کا ہٹ جانا اور اس کے قرب کا احساس ہوجانا ہے، انسان نے خود ہی اپنے قلب کو خلا، فضاء (Space) وقت (Time) زمانہ (Eternity) فطرت (Nature) وغیرہ کی اصطلاحات جیسے حجابات سے ڈھانپ کر اپنے آپ سے اللہ تعالیٰ کو مستور کرلیا ہے، فطرت اور قوانین فطرت جیسی اصطلاحات ایجاد کر کے اپنے زندہ رب کے زندہ عادات وافعال کے دیکھنے کی صلاحیت کھودی، اپنے ہی جیسے لوگوں کو بزعم خود شہنشاہیت، صدارت، وزارت اور مختلف عہدوں پر بٹھا کر الٰہ کی الٰہیت سے اندھے ہوگئے ہیں خود ہی ارباب حکومت، ارباب بست وکشاد، ارباب نظم ونسق کی اصطلاحیں ایجاد کر کے اپنے رب کی ربوبیت سے آنکھیں بند کرلیں۔ کاش کہ یہ دنیاوی قید وبند میں جکڑے ہوئے انسان بھی اس نصیحت یوسفی (علیہ الصلوٰۃ والسلام) سے کچھ عبرت پکڑیں۔

يٰصَاحِبَيِ السِّجۡنِ ءَاَرۡبَابٌ مُّتَفَرِّقُوۡنَ خَيۡرٌ اَمِ اللّٰهُ الۡوَاحِدُ الۡقَهَّارُ مَا تَعۡبُدُوۡنَ مِنۡ دُوۡنِهٖۤ اِلَّاۤ اَسۡمَآءً سَمَّيۡتُمُوۡهَاۤ اَنۡتُمۡ وَاٰبَآؤُكُمۡ مَّاۤ اَنۡزَلَ اللّٰهُ بِهَا مِنۡ سُلۡطٰنٍ ؕ اِنِ الۡحُكۡمُ اِلَّا لِلّٰهِ ؕ اَمَرَ اَلَّا تَعۡبُدُوۡۤا اِلَّاۤ اِيَّاهُ ؕ ذٰلِكَ الدِّيۡنُ الۡقَيِّمُ	اے میرے قید خانہ کے ساتھیو! کیا بہت سے رب (آقاء ناظم حکام) بہتر ہیں یا صرف ایک اللہ غالب؟ تم اس کے سوا جن کی بندگی (غلامی) اختیار کرتے ہو (ان کی حقیقت اس سے زیادہ اور کیا ہے) کہ چند نام ہیں جو تم نے اور تمہارے آباؤ اجداد نے تجویز کر رکھے ہیں، اللہ نے

وَلٰكِنَّ اَكْثَرَ النَّاسِ لَا يَعْلَمُوْنَ ٥ (سورۃ یوسف آیت ۳۹، ۴۰)

تو ان کے متعلق کوئی سند نازل نہیں کی، بےشک وشبہ حاکم ماسوائے اللہ کے اور کوئی نہیں (حکومت صرف اللہ کی ہے) اور اس کا فرمان بھی یہی ہے کہ اس کے سوا کسی کی غلامی نہ کیا کرو، یہی سیدھا اور قائم دین ہے، لیکن اکثر لوگ اس حقیقت کا علم نہیں رکھتے۔

اللہ تعالیٰ کے اس قول اور اسی قسم کی دیگر آیات میں ذرا ٹھنڈے دل سے سوچ وتدبر کریں۔

اِنْ هِيَ اِلَّآ اَسْمَآءٌ سَمَّيْتُمُوْهَآ اَنْتُمْ وَاٰبَآؤُكُمْ مَّآ اَنْزَلَ اللّٰهُ بِهَا مِنْ سُلْطٰنٍ ؕ اِنْ يَّتَّبِعُوْنَ اِلَّا الظَّنَّ وَمَا تَهْوَى الْاَنْفُسُ ج وَلَقَدْ جَآءَهُمْ مِّنْ رَّبِّهِمُ الْهُدٰى ٥ (سورۃ النجم آیت ۲۳)

یہ کچھ نام ہیں جو تم نے اور تمہارے آباؤاجداد نے رکھ چھوڑے ہیں (جن کے پیچھے تم لگ گئے ہو ورنہ) اللہ نے تو ان کے متعلق کوئی سند نازل نہیں کی، وہ لوگ تو صرف اپنی گمانی باتوں (نظریات) اور خواہشات کی پیروی کرتے ہیں، حالانکہ ان کے پاس ان کے رب کے ہاں سے ہدایت آ چکی ہے۔

تاکہ کہیں ایسا نہ ہو کہ جن اسماء کا علم وہ بزعم خویش وہ علم سمجھ رہے ہیں جس کی وجہ سے آدم مسجودِ ملائکہ ٹھہرے اور اس کے حصول کیلئے سر دھڑ کی بازیاں لگا رہے ہوں کہیں وہ وہم وگمان کے بت نہ نکلیں، کہیں وہ حقیقت کھلنے پر وہ اسماء ثابت نہ ہوں جس میں سے کچھ تو ہم نے آباؤاجداد سے ورثہ میں حاصل کیے ہوں اور کچھ ہم نے خود گھڑ لیے ہوں اور اللہ تعالیٰ کے نزدیک محض افتراء کے علاوہ اور کچھ نہ ہوں۔

مسلمانوں کو تو خصوصاً مغربی اصطلاحات، نظریات اور قوانین کو اپنانے میں حد درجہ احتیاط برتنے کی ضرورت ہے کہ کافروں پر حقائق کا انکشاف حرام کیا گیا ہے، وہ نور نہیں بلکہ ظلمت کی طرف دوڑتے جا رہے ہیں۔ ان کے مقدر میں حیرانی، پریشانی اور سرگردانی کے علاوہ کچھ نہیں اس کا اندازہ لگانا کہ کون صحیح راہ پر گامزن ہے، تم سے بہتر

تمہارا رب ہی جانتا ہے، پس بہتر ہے کہ کفاءِ کی ظاہری چمک دمک سے دھوکا نہ کھاتے ہوئے اپنے رب کی باتیں قبول کرلو۔

لَا يَغُرَّنَّكَ تَقَلُّبُ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا فِي الْبِلَادِ مَتَاعٌ قَلِيْلٌ ثُمَّ مَاْوٰهُمْ جَهَنَّمُ وَ بِئْسَ الْمِهَادُ٥ (سورۃ آل عمران آیت ۱۹۶، ۱۹۷)	تجھے شہروں میں کافروں کا (اس شان وشوکت سے) چلنا پھرنا دھوکا نہ دے، یہ چندروزہ بہار ہے، پھر ان کا ٹھکانہ دوزخ ہے۔اور بہت ہی بُرا ٹھکانہ ہے۔

جس چمک دمک اور ترقی سے آپ مرعوب ہیں یہ تو کچھ بھی نہیں، آپ کا رب تو ان کو اس سے بڑھ چڑھ کر ترقی دیتا، اگر وہ اس سے رُکا ہوا ہے تو اپ کی خاطر۔ جب آپ کو ان کی اس معمولی سی ترقی نے اس قدر سحر زدہ کرلیا ہے تو واقعی اگر تمہارا رب ان کو وہ کچھ دے دیتا جس کے وہ خواہشمند ہیں تو تم میں سے کون نہ ہوتا جو کھلم کھلا ان کی راہوں پر چلنے کا اعلان نہ کرتا۔

وَلَوْ لَآ اَنْ يَّكُوْنَ النَّاسُ اُمَّةً وَّاحِدَةً لَّجَعَلْنَا لِمَنْ يَّكْفُرُ بِالرَّحْمٰنِ لِبُيُوْتِهِمْ سُقُفًا مِّنْ فِضَّةٍ وَّ مَعَارِجَ عَلَيْهَا يَظْهَرُوْنَ. وَلِبُيُوْتِهِمْ اَبْوَابًا وَّسُرُرًا عَلَيْهَا يَتَّكِئُوْنَ . وَزُخْرُفًا وَاِنْ كُلُّ ذٰلِكَ لَمَّا مَتَاعُ الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا وَالْاٰخِرَةُ عِنْدَ رَبِّكَ لِلْمُتَّقِيْنَ. وَمَنْ يَّعْشُ عَنْ ذِكْرِ الرَّحْمٰنِ نُقَيِّضْ لَهٗ شَيْطٰنًا فَهُوَ لَهٗ قَرِيْنٌ . وَاِنَّهُمْ لَيَصُدُّوْنَهُمْ عَنِ السَّبِيْلِ	اور اگر یہ بات نہ ہوتی کہ سب لوگ ہو جائیں ایک دین پر تو ہم دیتے ان لوگوں کو جو منکر ہیں رحمٰن سے ان کے گھروں کے واسطے چھت چاندی کی اور سیڑھیاں جن پر چڑھیں ۔ اور ان کے گھروں کے واسطے دروازے اور تخت جن پر تکیہ لگا کر بیٹھیں ۔ اور سونے کے اور یہ سب کچھ نہیں ہے مگر برتنا دنیا کی زندگانی کا اور آخرت تیرے رب کے یہاں انہی کے لئے ہی جوڈرتے ہیں ۔ اور جو کوئی آنکھیں چرائے رحمٰن کی یاد سے ہم اس پر مقرر کردیں ایک شیطان پھر وہ رہے اس کا ساتھی ۔ اور وہ ان کو روکتے رہتے ہیں راہ سے

وَيَحْسَبُوْنَ اَنَّهُمْ مُّهْتَدُوْنَ ۝
(سورۃ زخرف آیت ۳۳ تا ۳۷)

ان کو (صحیح) راہ سے روکتے ہیں اور وہ اپنے آپ کو راہِ راست پر تصور کرتے ہیں۔

سوچنے کا مقام ہے کہ کیا مغربی دنیا نے اللہ تعالیٰ کے کلام سے منہ موڑ رکھا ہے کہ نہیں اور اگر منہ موڑ رکھا ہے تو کیا ان کی راہ صحیح ہو سکتی ہے؟ راہ کی صحت کا دارو مدار اس بات پر نہ رکھیں کہ اس کے دونوں طرف دل خوش کن باغات ہیں، سایہ دار درخت ہیں، دل بہلانے کیلئے خوبصورت مناظر ہیں، کہیں ایسا نہ ہو کہ صیاد نے دام میں پھنسانے کیلئے یہ فریبی جال پھیلایا ہو، کہیں ایسا نہ ہو کہ اختتام پر پہنچکر واپسی ناممکن ہو جائے، کیا انسانیت کی موجودہ راہ کے اختتام پر آپ کو ایٹم بم، ہائیڈروجن بم، نیوٹران اور نیپام بم کے دھماکے سنائی نہیں دیتے، کیا یہ وہ صراطِ مستقیم ہے جس پر انسانیت ابدالآباد تک چلتی ہی جائے گی یا یہ وہ سڑک ہے جو بالآخر انسانیت کو صفحہ ہستی سے مٹا کر رکھ دے گی۔ کاش کہ امتِ مسلمہ ہی اپنی راہ کا تعین اپنے لیے اللہ تعالیٰ کے فرمودات کے مطابق کر لے، بہت ممکن ہے کہ اللہ تعالیٰ جو قادرِ مطلق ہے ان کو کفار کے انجامِ بد سے محفوظ کر دے، اِنَّ اللّٰهَ عَلٰى كُلِّ شَیْءٍ قَدِیْرٌ۔ کافروں کا انجام تو آپ جانتے ہی ہیں۔

اَللّٰهُ وَلِیُّ الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا یُخْرِجُهُمْ مِّنَ الظُّلُمٰتِ اِلَى النُّوْرِ ۬ؕ وَالَّذِیْنَ كَفَرُوْۤا اَوْلِیٰٓـُٔهُمُ الطَّاغُوْتُ یُخْرِجُوْنَهُمْ مِّنَ النُّوْرِ اِلَى الظُّلُمٰتِ ؕ اُولٰٓىٕكَ اَصْحٰبُ النَّارِ ۚ هُمْ فِیْهَا خٰلِدُوْنَ ۝
(سورۃ البقرہ آیت ۲۵۷)

اللہ تعالیٰ مومنوں کا دوست ہے اور انہیں اندھیروں سے نکال کر روشنی کی طرف لاتا ہے اور کافروں کے دوست طاغوت ہیں جو انہیں روشنی سے نکال کر اندھیروں کی طرف لاتے ہیں، یہی لوگ دوزخ میں رہنے والے ہیں، وہ اس میں ہمیشہ رہیں گے۔

اس سے پہلے سورہ زخرف کی آیات ۳۷، ۳۶ گذر چکی ہیں جن سے ظاہر ہوتا ہے کہ یہاں طاغوت ان شیاطین کو کہا گیا ہے جو انسان کو راہِ ہدایت سے بھٹکاتے رہتے ہیں ورنہ طاغوت میں ماسوائے اللہ ہر شے شامل ہے، یہ طاغوت ان کو نئی نئی اصطلاحات کا القاء کرتے ہیں، ان کو گمانی باتوں کی پیروی کی تلقین کرتے ہیں، ان کی

ان گمانی باتوں (نظریات) کی پیروی اپنے اور مریدوں سے بھی کرواتے ہیں۔

وَاِنَّ الشَّیٰطِیْنَ لَیُوْحُوْنَ اِلٰٓی اَوْلِیٰٓئِھِمْ ۔ (الانعام ۱۲۱)

اور بیشک شیاطین اپنے دوستوں کو وحی کرتے ہیں۔

اگر ان کے تجربات، مشاہدات اور تحقیقات کے دوران کوئی ایسا مقام بھی آجائے جو فرشتوں سے متعلق ہو تو ان فرشتوں کیلئے ان سے کچھ نام رکھ دیا لیتے ہیں، مثلاً فوٹان (Photon) میثان (Messon) مجازی ثقلی ذرات (Virtual gravitational particles) وغیرہ وغیرہ۔

اِنَّ الَّذِیْنَ لَا یُؤْمِنُوْنَ بِالْاٰخِرَةِ لَیُسَمُّوْنَ الْمَلٰٓئِکَةَ تَسْمِیَةَ الْاُنْثٰی ۝ وَمَا لَھُمْ بِهٖ مِنْ عِلْمٍ ؕ اِنْ یَّتَّبِعُوْنَ اِلَّا الظَّنَّ ج وَاِنَّ الظَّنَّ لَا یُغْنِیْ مِنَ الْحَقِّ شَیْئًا ۝ فَاَعْرِضْ عَنْ مَّنْ تَوَلّٰی ۙ عَنْ ذِکْرِنَا وَلَمْ یُرِدْ اِلَّا الْحَیٰوةَ الدُّنْیَا ۝ ذٰلِکَ مَبْلَغُھُمْ مِنَ الْعِلْمِ ؕ اِنَّ رَبَّکَ ھُوَ اَعْلَمُ بِمَنْ ضَلَّ عَنْ سَبِیْلِهٖ ۙ وَھُوَ اَعْلَمُ بِمَنِ اھْتَدٰی ۝ (سورۃ النجم آیت ۲۷ تا ۳۰)

یقیناً جو لوگ آخرت پر ایمان نہیں رکھتے تو وہ ملائکہ (تک کیلئے) زنانہ نام رکھ دیتے ہیں اگرچہ ان کو اس بات کا کچھ بھی علم نہیں ہوتا وہ تو اپنی ظنی باتوں کی پیروی کرتے ہیں، اگرچہ ظن حق کے مقابلہ میں کچھ بھی حقیقت نہیں رکھتا، پس تو بھی ان لوگوں سے منہ پھیر لے جنہوں نے ہمارے ذکر (قرآن مجید) سے منہ موڑ رکھا ہے اور ماسوائے دنیوی زندگی کے اور کسی شے کے خواہاں نہ ہوئے، ان کے علم کی انتہاء صرف یہاں تک ہی ہوئی، بیشک تیرا رب ہی خوب جانتا ہے کہ کون راہ سے بھٹکا اور کون راہِ ہدایت پر آیا۔

یہ چند ایک آیات اسلئے نقل کر دی ہیں کہ سائنسدانوں اور فلاسفروں کے نظریات اور اعتقادات صراط العزیز الحمید کے متلاشیوں کیلئے سدِراہ نہ ہوں نیز یہ کہ مسلمانوں کو کم از کم غیر مسلم سائنسدانوں اور فلاسفروں کے کچھ قرآنی نقوش سامنے کیے جائیں تاکہ وہ انکی صحیح تصویر دیکھنے کیلئے اپنے رب کے کلام [illegible] سائنس کی انگریزی کا لفظ ہے اسی طرح

فلسفہ بھی غیر عربی زبان کا لفظ ہے اور قرآن مجید عربی زبان میں ہے، اسلئے قرآن مجید میں سائنس کے لیے سحر، سائنسدانوں کیلئے یَظُنُّون اور فلاسفوں کیلئے خرّاصُون کے الفاظ استعمال ہوئے ہیں۔ اگر اللہ تعالیٰ نے توفیق بخشی اور یہ کام بھی مجھ سے لینا چاہا تو انشاء اللہ اس موضوع پر بھی کبھی قلم اٹھانے کی توفیق عطا کر دے گا۔

مَیں یا وہ

چونکہ مَیں نے یہاں لوگوں کی ایک بڑی دُکھتی ہوئی رگ کو دبایا ہے اسلیئے ردعمل کو کم کرنے کے لیے اس آیت کی طرف توجہ دلانا چاہتا ہوں کہ۔

اَلَمْ تَرَ اِلَی الَّذِیْنَ اُوْتُوْا نَصِیْبًا مِّنَ الْکِتٰبِ یُؤْمِنُوْنَ بِالْجِبْتِ وَالطَّاغُوْتِ وَیَقُوْلُوْنَ لِلَّذِیْنَ کَفَرُوْا ھٰٓؤُلَآءِ اَھْدٰی مِنَ الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا سَبِیْلًا٥ اُولٰٓئِكَ الَّذِیْنَ لَعَنَھُمُ اللّٰہُ ط وَمَنْ یَّلْعَنِ اللّٰہُ فَلَنْ تَجِدَلَهٗ نَصِیْرًا٥ (سورۃ النساء آیت ٥١،٥٢)	کیا نہ دیکھا تو نے ان لوگوں کو جنہیں کلام الٰہی کا کچھ حصہ بھی عطا کیا گیا ہے، پھر بھی جِبت اور طاغوت پر یقین رکھتے ہیں اور کافروں کے بارے میں کہتے ہیں کہ وہ مومنوں سے زیادہ صحیح راہ پر ہیں۔ یہ کہنے والے وہی ہیں جن پر اللہ کی لعنت ہوئی اور جن پر اللہ کی لعنت پڑے تو تُو ان کیلئے کوئی مددگار نہ پائے گا۔

پس ایک طرف وہ لوگ ہیں جنہوں نے نہ صرف وحی الٰہی کو پس پشت ڈال رکھا ہے بلکہ اس کے منکر ہیں اور دوسری طرف راقم الحروف ہے جو اپنے رب کی اس وحی پر نہ ہی صرف ایمان رکھتا ہے بلکہ اسی کی طرف لوگوں کو دعوت دیتا ہے اور اسی سے اپنے دلائل پیش کرتا ہے اور اللہ تعالیٰ پر جو ایمان وہ رکھتا ہے وہ اس کی موجودہ تحریر ہی سے ظاہر ہے، پس ایسی حالت میں، مندرجہ بالا آیات کی روشنی میں آپ کا رب آپ سے کیا چاہتا ہے کہ کون حق پر ہے؟ ”مَیں یا وہ۔“

پس اگر انسانی ذہن کی تراشیدہ اصطلاحیں (Terms) اور ان کے وہ نظریات (Theories & hypothesis) جن کی تائید وحی الٰہی سے نہ ہوتی ہو کو علوم کہا جائے۔

تو میں علیٰ وجہ البصیرت یہ کہہ سکتا ہوں کہ یہ علوم اللہ تعالیٰ اور اس کے بندوں کے درمیان حجاب ہیں اور ان حجابات کا اصل باعث بھی بندوں کی اپنی غفلت ہے، اگر وہ غفلت کی حالت میں کائنات کی طرف متوجہ نہ ہوتے تو محجوب نہ ہوتے اور اللہ تعالیٰ کے ہاں عقلمندوں میں ان کا شمار ہوتا، اس پر حق آشکار ہو جاتا، اپنے ربّ پر ایمان لا کر اس کے سامنے جھک جاتے۔

إِنَّ فِي خَلْقِ السَّمٰوٰتِ وَالْأَرْضِ وَاخْتِلَافِ الَّيْلِ وَالنَّهَارِ لَاٰيٰتٍ لِّأُولِي الْأَلْبَابِ ۚ الَّذِينَ يَذْكُرُونَ اللّٰهَ قِيٰمًا وَّقُعُودًا وَّعَلٰى جُنُوبِهِمْ وَيَتَفَكَّرُونَ فِي خَلْقِ السَّمٰوٰتِ وَالْأَرْضِ ۚ رَبَّنَا مَا خَلَقْتَ هٰذَا بَاطِلًا ۚ سُبْحٰنَكَ فَقِنَا عَذَابَ النَّارِ ۝ رَبَّنَا إِنَّكَ مَنْ تُدْخِلِ النَّارَ فَقَدْ أَخْزَيْتَهُ ۖ وَمَا لِلظّٰلِمِينَ مِنْ أَنْصَارٍ ۝ رَبَّنَا إِنَّنَا سَمِعْنَا مُنَادِيًا يُّنَادِي لِلْإِيمَانِ أَنْ آمِنُوا بِرَبِّكُمْ فَآمَنَّا ۚ رَبَّنَا فَاغْفِرْ لَنَا ذُنُوبَنَا وَكَفِّرْ عَنَّا سَيِّئَاتِنَا وَتَوَفَّنَا مَعَ الْأَبْرَارِ ۚ ۝ رَبَّنَا وَآتِنَا مَا وَعَدْتَنَا عَلٰى رُسُلِكَ وَلَا تُخْزِنَا يَوْمَ الْقِيٰمَةِ ۗ إِنَّكَ لَا تُخْلِفُ الْمِيعَادَ ۝

(سورۃ آل عمران آیت ۱۹۰ تا ۱۹۴)

یقیناً ارض و سمٰوٰت کی تخلیق اور دن اور رات کے اختلاف میں صاحبانِ دانش کیلئے بہت بڑی نشانیاں ہیں، یہ صاحبانِ بصیرت وہ لوگ ہیں جو کھڑے، بیٹھے اور لیٹے اللہ کو یاد رکھتے ہوئے ارض و سمٰوٰت کی تخلیق میں غور و فکر کرتے ہیں (اور حق آگاہ بن کر کہہ اٹھتے ہیں) اے ہمارے رب (واقعی) تو نے یہ سب کچھ عبث پیدا نہیں کیا، تیری ذات (ہر عیب سے) پاک ہے، پس تو ہمیں آگ کے عذاب سے بچا، اے ہمارے رب! جسے تو آگ میں داخل کر دیتا ہے اسے یقیناً ذلیل و خوار کر دیتا ہے اور ایسے ظالموں کا پھر کوئی مددگار نہیں ہوتا۔ اے ہمارے رب! ہم نے ایک ندا دینے والے کو سنا جو ایمان لانے کی طرف دعوت دے رہا تھا کہ اپنے پرورش کرنے والے پر ایمان لاؤ سو ہم ایمان لے آئے (پس) اے ہمارے رب ہمارے گناہ بخش دے اور رحم سے ہمارے گناہوں کے اثرات دور کر دے اور ہمیں نیک لوگوں کے زمرے میں ملا۔ اور اے ہمارے رب! ہمیں وہ سب کچھ دیدے جس کا تو نے اپنے ایلچیوں کے ذریعے سے وعدہ کیا ہے اور ہمیں قیامت کے دن رسوا نہ کر، بیشک تو اپنے وعدہ کے خلاف نہیں کرتا۔

پس جب غفلت کا پردہ ہٹ جاتا ہے اور قلبِ انسانی سے ذہنِ انسانی کے لگائے ہوئے قفل کھل جاتے ہیں تو انسان پکار اٹھتا ہے ۔

إِنِّي وَجَّهْتُ وَجْهِيَ لِلَّذِي فَطَرَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ حَنِيْفًا وَّمَآ اَنَا مِنَ الْمُشْرِكِيْنَ ﴿﴾ (سورۃ الانعام آیت ۸۰)	میں نے اپنا منہ اس ذات کی طرف پھیر دیا جو زمین اور آسمانوں کا فاطر (نیست سے ہست کرنے والا) ہے یکسو ہو کر اور میں شرک کرنے والوں میں سے نہیں ۔

اس پر حق منکشف ہو جاتا ہے، وہ حق آگاہ ہو جاتا ہے لیکن وہ اس کیفیت کے بیان کرنے سے قاصر رہتا ہے، لیکن پھر بھی وہ کوشش کرتا ہے کہ کسی طرح انسانوں کی توجہ اس حق کی طرف مبذول کروائے ۔ چنانچہ وہ ان کیفیات کو تحریر و تقریر کے احاطہ میں لانے کی کوشش کرتا ہے، اکثریت پر چونکہ وہ حال طاری نہیں ہوتا، اس لیے ان میں سے ہر ایک اپنی استعداد کے مطابق ان تحریرات اور تقریرات سے اللہ تعالیٰ کا ایک تصور قائم کرنے کی کوشش کرتا ہے، کبھی کوئی اَنا الحق کہہ کر اس حق کا اظہار کرتا ہے، کوئی وحدت الشہود سے اس ذاتِ یکتا کی طرف راہنمائی کرتا ہے اور کوئی وحدت الوجود سے اس حق کی طرف اشارہ کرتا ہے ۔

الغرض "حق" چونکہ ایک ہی ہے سب کو وہی ملتا ہے، چونکہ یہ حالی علم ہے قال میں منتقل نہیں کیا جا سکتا، اسلیئے ظاہر بین کو صوفیائے کرام کے کلام میں تناقص تک نظر آجاتا ہے ۔ دراصل اس حقیقت کے اظہار کے لیے وہ الفاظ ہی نہیں جس سے اس کا بیان ہو۔ اگر میں یہ کہہ دوں کہ دراصل ان سب نے یہ محسوس کیا کہ جس طرح انسان اپنے جسم میں روح کو محسوس کرتا ہے اسی طرح اس کائنات میں اللہ تعالیٰ کی روح کارفرما ہے، لیکن انسان جسم میں جو روح محسوس کرتا ہے اور جسے وہ اپنی روح کہہ کر پکارتا ہے تو وہ بھی وہی روح کل ہے نہ کہ یہ خود، لیکن باوجود اسکے جو کائنات ہم مادی آنکھوں سے دیکھ رہے ہیں وہ وہ ذات نہیں، اگر تمام انسان (بقول سائنسدانوں کے) ایکس رے (X-Ray) نظر سے کائنات کو دیکھیں تو ان کے لیے گوشت کا وجود ختم ہو کر رہ جائے ۔ پس جسے ہم گوشت کہہ کر پکارتے

ہیں اس کا اپنا کوئی وجود نہیں، اس کا وجود تب تک ہے جب تک کہ نگاہ کو سات رنگوں کی طیف تک محدود کیا جائے، اسی طرح اگر اللہ تعالیٰ مخلوق کی نگاہ کو اس حد تک تیز کر دے جس کو سائنسدانوں نے (Cosmic Radiation) کا نام دیا ہے، یا اس سے بھی زیادہ ارتعاش (Frequency) والی نگاہ بخش دے تو مادہ کا وجود ختم ہو کر رہ جائے، اگر اس طرح مادہ نظر نا ختم ہو جائے تب بھی اس قوت کا احساس باقی رہے گا، جس کا احساس ہمیں مادہ اجسام میں ہوتا ہے کیونکہ نظر آنے والا مادہ باطل ہے، لیکن قوت اس القوی ذات کی صفت ہے جو حق ہے اور اس وقت تک کارفرما رہے گی جب تک کہ وہ القوی چاہتا رہے گا۔ پس اگر کائنات سے ان جیسے دھوکوں کو ہٹا دیا جائے تب کائنات میں حق اور حق کے افعال رہ جائیں ۔ اب اگر نعرہ اَنَا الحق، نظریہ وحدت الشہود، نظریہ وحدت الوجود کا مندرجہ بالا تحریر کی روشنی میں بغور مطالعہ کیا جائے تو تینوں ایک نظر آئیں، اگرچہ ان میں تطبیق کی ایک صورت نکل آئے گی لیکن اس کا یہ مطلب بھی نہیں کہ جو کچھ میں نے پیش کر دیا وہ صحیح ہے، اس میں بھی کئی ایک خامیاں ہیں ۔ مثلاً یہ مثال اس وقت تک باطل ٹھہرے گی جب تک کہ انسان پر یہ واضح نہ ہو کہ روح، نفس اور جسم تین جدا چیزیں ہیں۔ روح اللہ تعالیٰ سے متعلق ہے، نفس انسان کی خودی سے اور جسم مادہ سے، پھر روح امرِ الٰہی میں سے ہے ۔

وَيَسْئَلُوْنَكَ عَنِ الرُّوْحِ ؕ قُلِ الرُّوْحُ مِنْ اَمْرِ رَبِّيْ وَمَآ اُوْتِيْتُمْ مِّنَ الْعِلْمِ اِلَّا قَلِيْلًا ٥ (سورۃ بنی اسرائیل آیت ۸۵)	اور یہ لوگ تجھ سے روح کی بابت پوچھتے ہیں، تو ان کو کہدے کہ روح میرے رب کے امر سے ہے، اور تمہیں جو کچھ علم دیا گیا ہے وہ بہت ہی تھوڑا ہے ۔

اسی طرح آیات ۱۶/۲، ۴۲/۵۲، ۱۵/۴۰ میں بھی روح کو مِنْ اَمْرِ رَبِّیْ کہا گیا ہے، اور جیسے خود آیت ۸۵/۷ سے ظاہر ہے کہ دنیاوی علم سے روح اور اس کا امرِ الٰہی میں سے ہونا نہیں سمجھا جا سکتا کیونکہ یہ ایک کیفیت ہے کہ جس کا قلب احساس تو کر سکتا ہے بیان نہیں کر سکتا ۔

اِنَّمَآ اَمْرُہٗٓ اِذَآ اَرَادَ شَیْئًا اَنْ یَّقُوْلَ لَہٗ کُنْ فَیَکُوْنُ ٥ (سورۃ یٰسٓ آیت ۸۲)	اس کا امر یہ ہے کہ جب وہ کسی شے کا ارادہ کرتا ہے تو اُسے کہہ دیتا ہے کہ ہو جا پس وہ ہو جاتی ہے۔

پھر اس کُنْ فَیَکُوْن کو سمجھنا ضروری ہو گا، جو پھر ایک حالی مسئلہ ہے کیونکہ ہم منہ اور زبان سے "ہو جا" کہا کرتے ہیں، کسی حکم کو جاری کرنے کیلئے ہم منہ اور زبان کے غلام ہیں، اللہ تعالیٰ منہ اور زبان کی احتیاج سے پاک ہے، وہاں تو ارادہ، توانائی، فعل سب بیک وقت ظہور پذیر ہوتے ہیں، یہ نہیں ہوتا کہ پہلے ارادہ کیا، پھر حکم دیا، پھر توانائی چلی، پھر کام انجام تک پہنچا۔ جہاں تک مخلوق کے علم کا تعلق ہے تو وہ اس امرِ الٰہی کو ایک توانائی یا قوتِ متحرکہ کے طور سے محسوس کرتے ہیں (تفصیلی بحث بعد میں ہو گی، انشاء اللہ) امرِ الٰہی تمام کائنات میں کار فرما ہے۔ اس امرِ ربی کا ایک حصہ یا گوشہ یا شائبہ (یہ صحیح لفظ کا استعمال ممکن نظر نہیں آتا) جو کسی سیارے میں کار فرما رہتا ہے روح سے تعبیر کیا جا سکتا ہے، اس روح کے بھی پھر مختلف شیئون ہیں، اس کے ایک درجے کو ہم "حیات بخش" کہہ سکتے ہیں، یہ روح کی انتہائی تنزلی شان ہے (یہاں تنزول اعلیٰ سے کمتر درجے کی طرف کے معنوں میں استعمال کیا گیا ہے) اس درجہ میں حیوان بھی انسانوں کے ساتھ برابر کے شریک ہیں۔

اس کو (Divine Energy) سے تعبیر کرتے ہیں کیونکہ اسی سے ہم "کام کرنے کی اہلیت" حاصل کرتے ہیں اور اس کا احساس بھی ہمیں قوت و حرکت کی شکل میں ہوتا ہے اگر کسی جسم سے نہ بیرونی حرکات سرزد ہوں اور نہ اندرونی حرکات کی کوئی نشاندہی ہو سکے تو سمجھ لیا جاتا ہے کہ اس جسم سے روح قبضہ میں کر لی گئی ہے (روح کا بھی تفصیلی جائزہ بتوفیقِ الٰہی بعد میں لیں گے) پس پہلے امرِ الٰہی کی حقیقت سے واقفیت ضروری ہو گی اس کے بعد روح سے کہ وہ من امرِ ربی ہے تاکہ خود روح کو ہی اللہ تعالیٰ سمجھ نہ لیا جائے بلکہ روح اللہ کے کام کرنے کی صلاحیت کا مظہر ہے، اس کا تعلق اللہ تعالیٰ کی ایک صفت سے تو جوڑا جا سکتا ہے، اور صفات اللہ تعالیٰ کی ذات سے الگ چیز تو نہیں

لیکن بہر حال ذات بھی نہیں، یہ مسئلہ خود ایک عالی مسئلہ ہے، کیونکہ ہم صرف ان اشیاء کا تصور کر سکتے ہیں جن کا وجود صفات سے ہو۔ اگر کسی مادہ شے سے اسکے خواص الگ کر دیئے جائیں تو وہ شے معدوم محض ہو جائے، مثلاً چوڑائی، موٹائی، لمبائی (Dimensions) مادہ اشیاء کی لازمی صفات ہیں، اگر آپ کسی مادہ شے سے اس کی یہ تینوں صفات لے لیں تو شے ختم ہو جائے، کیونکہ مادہ اشیاء کا دارومدار اس کے خواص (Characteristic) ہی پر ہوتا ہے۔ ان کا وجود ذاتی نہیں صفاتی ہے لیکن اگر اللہ تعالیٰ اپنے تمام اسماء الحسنیٰ کا ظہور نہ چاہے (جیسے ازل میں تھا) تب بھی وہ موجود رہے گا، یہ وہ مقام ہوگا جس کو ذات کہیں گے۔ ظاہر ہے کہ مقام ذات الٰہی میں مخلوق کا ہونا ناممکن ہے، مخلوق سب صفاتِ الٰہی ہی کے باعث ہیں، اور مقام ذاتِ الٰہی وہ ہے جہاں الٰہی صفات کا ظہور نہیں ہوا، پس مخلوق میں کسی بھی نوع کا (انسان، شیاطین، جنات، فرشتے) مقام ذاتِ الٰہی میں موجود ہونا ممکن ہی نہیں۔ یہی وجہ ہے کہ ذاتِ الٰہی کو سوچنا ہی ایک لایعنی فعل ہے۔ غور و فکر اللہ کی صفات میں چاہیئے، لیکن اس سے یہ مایوس کن نتیجہ بھی اخذ کرنا غلط ہوگا کہ ہم اپنے رب کی ملاقات سے فیضیاب نہ ہوں گے۔ لقاء ہمیشہ صفات میں ہوتا ہے۔ جب کوئی شخص اپنے کسی بہت ہی پیارے دوست سے ملاقات کرتا ہے، گلے ملتا ہے، اسے دیکھتا ہے، اسکی ملاقات سے لطف اندوز ہوتا ہے، تو اسکی رسائی صرف دوست کی صفات تک ہی ہوتی ہے وہ اپنے دوست کی ذات کو نہ تو دیکھ سکتا ہے، نہ چھو سکتا ہے اور نہ سمجھ سکتا ہے (حقیقت تو یہ ہے کہ ہم خود بھی اپنی ذات سے بے خبر ہیں اور اپنی صفات ہی کے واسطہ سے اپنے آپ سے متعارف ہیں) ہم اپنے دوست کے چہرے، اس کی باتوں اور اس کی محبت و خلوص اس کی حرکات و سکنات سے ملاقات کی تسلّی پاتا ہے اور ایسی تسلّی پاتا ہے کہ اسکے بعد مزید قرب (یعنی اس کی ذات کی کنہ و حقیقت تک رسائی) کی کوئی خواہش تک دل میں محسوس نہیں کرتا۔

چہرہ اس اضافی پردے کو کہتے ہیں جس کے پیچھے شنوائی، بینائی، سوچ اور کلام موجود ہو اور اسی پردے تک رسائی کو لقاء کا نام دیا گیا ہے۔ پس رب العالمین کا بھی ایک چہرہ

ہے جو رب العالمین کی ذات سے الگ ہوتے ہوئے بھی ہماری لقاء کی خواہش کی تکمیل کیلئے مکمل سامان فراہم کرے گا (انشاءاللہ) اسی طرح جسم کا عرفان بھی ضروری ہو گا کہ وہ:۔

(۱) نفسِ انسانی کیلئے محض ایک دلیل (Symbol) کا کام کرتا ہے یعنی اگر فلاں شخص کا جسم کہیں موجود ہو تو اس شخص کا نفس (یعنی وہ خود) بھی وہاں ہی موجود ہو گا۔

(۲) اسی جسم کے واسطے سے انسانی نفس الٰہی صفات سے مستفید ہوتے ہوئے صفاتِ الٰہی سے آگاہی حاصل کرتا ہے۔

(۳) یہی جسم نفس کے ارتقاء کے لیے ایسا ہی ضروری ہے جیسے پھل کے لیے درخت یا درخت کے لیے زمین۔

(۴) جسم خود ضعیف (یعنی بے قوت) ہے، اپنی حالتِ سکون یا حرکت کو تبدیل کرنے پر کچھ بھی قدرت نہیں رکھتا اور نہ بیرونی حالات میں کسی قسم کے تغیرات پیدا کرنے کا اہل ہے پھر "نفسِ انسانی" کا عرفان حاصل کرنا اشد ضروری ہو گا کہ یہ ہم خود ہیں۔ ہماری سرشت ضعف سے ہے، بے قوت ہیں، نہ خود اپنی حالتِ سکون و حرکت میں تغیرات پیدا کرنے کے اہل ہیں اور نہ ہی اپنے جسم اور اس کے اعضاء کو متحرک یا ساکن کرنے کی قدرت رکھتے ہیں، الٰہی صفات (سماعت، بصارت، قوت، تدبر وغیرہ وغیرہ) سے عاری ہیں۔ صرف خواہش، چاؤ، ارادے اور رغبت میں آزاد ہیں۔ حریص ہیں، کنجوس ہیں، خوش ہونا، خفا ہونا، غصہ ہونا ہماری صفات ہیں۔ راحت کے خواہاں ہیں، لذات کے دلدادہ ہیں، فرشتوں کے الہام اور شیطان کے القاء کو محسوس کرتے ہیں۔ کہہ سکتے ہیں کہ نفس کی سرشت احساسات سے ہے۔

پھر "نفس" کا عرفان ضروری ہو گا کہ "میں خود" ہوں۔ میں بھی ضعف کی صفت سے متصف ہوں، بے قوت ہوں، نہ خود متحرک ہو سکتا ہوں نہ ساکن، نہ ہی اپنے جسم کو متحرک یا ساکن کرنے کی سکت رکھتا ہوں، الٰہی صفات سے کسی بھی درجے میں متصف نہیں، خواہش، چناؤ، رغبت میں آزاد ہوں، حریص ہوں، کنجوس ہوں، خوش ہوتا ہوں، خفا ہوتا ہوں، غصہ ہوتا ہوں، تھک جایا کرتا ہوں، راحت کا خواہاں ہوں، لذات کا بندہ ہوں، فرشتوں کے الہام اور شیطان کے القاء کو محسوس کرتا ہوں۔

پس انسان صرف جسم اور رُوح کے امتزاج کا نام نہیں بلکہ تین چیزوں سے ترکیب پاتا ہے۔ ۱۔ جسم ۲۔ روح ۳۔ نفس۔ ان تینوں اشیاء کا جدا ہونا تو آپریشن تھیٹر میں ایک بیہوش آدمی ہی کی حالت سے ظاہر ہے۔ بیہوش آدمی میں روح موجود ہے اگر روح کا تعلق منقطع ہوجائے تو ڈاکٹر یہ کہہ کر آپریشن ترک کردیتا ہے کہ: "بیمار چل بسا" وہ اس وقت تک آپریشن جاری رکھے گا جب تک روح کا تعلق جسم سے جڑا ہوا ہو قلب متحرک ہے، دورانِ خون جاری ہے، وہ جسم بھی موجود ہے جس پر آپریشن کا عمل جاری ہے، لیکن نہ جسم کو اور نہ روح کو کسی قسم کے درد کا احساس ہوتا ہے۔ پس ظاہر ہے کہ وہ ایک تیسری چیز ہے جس میں احساسات ہوتے ہیں، اس تیسری شے کو "نفس" کے نام سے موسوم کیا گیا، جب یہ تیسری شے ہوش میں آتی ہے تو کہتی ہے کہ: "میں کہاں ہوں، کیا آپریشن ہوگیا؟ وغیرہ وغیرہ"۔ قرآنِ مجید نے نفس کے لیے مؤنث کا صیغہ استعمال کیا ہے۔ اسی لیے میں نے بھی اس کو مؤنث ہی رکھا۔ مثلاً موت کے بعد ایک نیک اور صالح نفس کو ربّ العالمین یوں مخاطب کرتا ہے کہ:

یٰۤاَیَّتُهَا النَّفْسُ الْمُطْمَئِنَّةُ ۙ ارْجِعِیْۤ اِلٰى رَبِّكِ رَاضِیَةً مَّرْضِیَّةً ۚ فَادْخُلِیْ فِیْ عِبٰدِیْ ۙ وَادْخُلِیْ جَنَّتِیْ ۚ (سورۃ الفجر آیت ۲۷ تا ۳۰)	اے اطمینان والی نفس، اپنے ربّ کی طرف لوٹ آ، تو اس سے راضی وہ تجھ سے راضی، پس داخل ہوجا میرے بندوں میں اور داخل ہوجا میری جنّت میں۔

آیتِ کریمہ سے صاف ظاہر ہے کہ لفظ "بندہ" کا اطلاق نفس کیلئے ہے نہ کہ جسم اور روح کے لیے، اور جنّتوں میں داخلے کا حکم بھی نفس ہی کو ہے۔

وَنَفْسٍ وَّمَا سَوّٰىهَا ۙ فَاَلْهَمَهَا فُجُوْرَهَا وَتَقْوٰىهَا ۙ قَدْ اَفْلَحَ مَنْ زَكّٰىهَا ۙ وَقَدْ خَابَ مَنْ دَسّٰىهَا ۗ (سورۃ الشمس آیت ۷ تا ۱۰)	قسم ہے نفس کی (جو ایک حقیقت ہے) اور اس کی جس نے اس کو درست کیا، پھر اس کو اس کی بدی اور نیکی الہام کردیں، بیشک وہ کامیاب ہوا جس نے نفس کا تزکیہ کیا

اور وہ نامراد ہوا جس نے اس کو آلودہ کیا۔

ان آیات سے بھی ظاہر ہے کہ نفس، جسم اور روح کے علاوہ ایک شے ہے جس کو اللہ نے حق کے ساتھ تخلیق کیا ہے اور اسی کے تزکیہ پر کامیابی کا دار و مدار ہے۔

ان آیات سے یہ بھی ظاہر ہے کہ قرآن مجید کائنات میں اس لیے نہیں آیا کہ لوگوں کو یہ بتلائے کہ نیک رہو، برائیوں سے پرہیز کرو، جھوٹ مت بولو، سچ بولنا بہتر ہے، بےحیائی مت کرو، ظلم مت کرو، رشوت مت لو، ڈاکے مت ڈالو، آپس میں پیار محبت سے رہو، ناحق کسی کو قتل مت کرو، وعدہ خلافی مت کرو، وغیرہ وغیرہ۔ کیونکہ یہ باتیں تو ہر ایک نفس کو الہامی طور پر سمجھا دی گئی ہیں۔ یہی وجہ ہے کہ ہر ایک دہریہ، سکھ، عیسائی، بُت پرست، غرض جو بھی ہے وہ اپنے بچے کو کبھی یہ نہیں کہتا کہ خوب جھوٹ بولا کرو، بے ایمانیاں کیا کرو، ڈاکے ڈالو، چوریاں کرو، وعدہ خلافی کرو، دنیا میں نفرت پھیلاؤ، وغیرہ وغیرہ۔ پس اگر قرآن مجید نیکیوں اور برائیوں کی تمیز سمجھانے نہیں آیا کیونکہ ہر نفس کو اس کی نیکیاں اور برائیاں سمجھا دی گئی ہیں، تو پھر یہ ضروری ہے کہ قرآن مجید کا مقصد کچھ اور ہی ہو گا اور وہ لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ کے سمجھنے کے علاوہ کیا ہو سکتا ہے؟

انسانی جسم بناوٹ کے لحاظ سے ارتقاء کی آخری منزل پر پہنچ چکا ہے اور جسم کی یہ انتہائی حالت اسی وقت سے ہے جس کو پیدائش آدمؑ سے موسوم کیا جاتا ہے۔ جسم انسانی کی انتہائی حالت کے بعد خود انسان یعنی نفسِ انسانی کے ارتقاء کی ابتداء ہوئی۔ اس کی ارتقائی منزل کی انتہاء "الرب" ہے:-

وَاَنَّ اِلٰى رَبِّكَ الْمُنْتَهٰى ۝ (النجم ۴۲)	اور یہ کہ سب کا منتہیٰ تیرے رب کی طرف ہے۔
يٰٓاَيُّهَا الْاِنْسَانُ اِنَّكَ كَادِحٌ اِلٰى رَبِّكَ كَدْحًا فَمُلٰقِيْهِ ۝ (انشقاق ۶)	اے انسان! تو اپنے رب کی طرف خوب کوشش کرتا ہے سو اس سے جا ملے گا۔

نفسِ انسانی کے ارتقاء کے لیے ضروری ہے کہ وہ اپنے رب کے قریب سے قریب تر ہوتا جائے تاکہ اللہ تعالیٰ کے اسماء الحسنیٰ سے اس کے نفس کو بالیدگی عطا ہو۔ نفس اپنی آلودگیوں سے پاک ہو جائے اور الٰہی صفات میں رنگتا جائے اور الٰہی صفات کو منعکس کرتا جائے، یہاں تک کہ اسکے دیکھتے ہی اللہ تعالیٰ یاد آجائے۔ بس اپنے ربّ اور اس کے

اسماء الحسنیٰ کا علم حاصل کرنا بہت ضروری ہوا تاکہ ان اسماء الحسنیٰ کو مستقل اقدار کے طور پر ہر وقت سامنے رکھا جائے۔ چونکہ اللہ رب اور اس کی صفات کا احاطہ عقلِ انسانی کیلئے ممکن نہ تھا اسلیئے وحی کا سلسلہ شروع کر دیا گیا تاکہ نفسِ آدم میں مضمر جو صلاحیتیں ہیں انکی نشوونما ہو اور وہ ترقی کی راہ پر گامزن ہو، اور موت سے پہلے اس کا نفس کم از کم اسی قدر بالیدگی اور استحکام ضرور حاصل کرے کہ بعد الموت کی منازل میں صُمٌّ بُکْمٌ عُمْیٌ اندھا، گونگا اور بہرہ نہ ہو۔ جس طرح عقل کے ذریعے بندر انسان نہیں بن سکتا اسی طرح ارتقا کے ایک مرحلہ سے دوسرے مرحلہ میں داخلہ عقل کے ذریعے ناممکن ہے، اب وحی الٰہی ہی انسان کو نئے ارتقائی حالات کے مطابق ڈھالتی رہے گی ـــــ یہاں سے قرآن مجید کی اہمیت بھی سمجھ آجاتی ہے۔ آج دنیا میں ماسوائے کلام پاک کے اور کوئی آسمانی کتاب اپنی نازل شدہ وحی کی زبان میں موجود نہیں، ان کی بابت انکے معتقدین بھی زیادہ سے زیادہ صرف یہی کہہ سکتے ہیں کہ وہ ان کی الہامی کتب کے تراجم ہیں، کسی الہامی کتاب کا ترجمہ اس وحی کو سمجھنے کی ایک انسانی کوشش ہوتی ہے اور وہ کوشش بھی ہر ایک کے اپنے علم اور استعداد کے مطابق ہوتی ہے جو کہ وحی الٰہی نہیں کہلائی جا سکتی اور ارتقائی منازل طے کرنے میں مددگار ثابت نہیں ہو سکتی۔ ارتقاء کے مختلف مراحل میں اگر کوئی وسیلہ ہے تو وہ وحی الٰہی ہے نہ کہ "ترجمہ وحی الٰہی"۔ پس آج نفسِ انسانی کے ارتقا کیلئے ماسوائے قرآن مجید کے اور کوئی کتاب نہیں۔

اَللّٰہُ یَتَوَفَّی الْاَنْفُسَ حِیْنَ مَوْتِھَا
وَالَّتِیْ لَمْ تَمُتْ فِیْ مَنَامِھَا فَیُمْسِکُ
الَّتِیْ قَضٰی عَلَیْھَا الْمَوْتَ وَیُرْسِلُ
الْاُخْرٰٓی اِلٰٓی اَجَلٍ مُّسَمًّی اِنَّ فِیْ
ذٰلِکَ لَاٰیٰتٍ لِّقَوْمٍ یَّتَفَکَّرُوْنَ ٥
(سورۃ الزمر آیت ۴۲)

یہ اللہ ہی ہے جو موت کے وقت نفس کو قابو میں کر لیتا ہے اور جو مرے ہوئے نہیں ہوتے ان کا نفس نیند کے وقت قبضہ میں کر لیتا ہے پھر جن پر موت کا حکم جاری ہو گیا ہوتا ہے ان کے نفوس کو تو روک لیتا ہے اور باقیوں کے نفوس کو اجل مسمّٰی تک واپس کر دیتا ہے، اس میں سوچ و بچار کرنے والی قوم کے لیے (اپنے رب کی) نشانیاں ہیں۔

مندرجہ بالا آیت سے بھی یہ صاف ظاہر ہے کہ نفس، جسم اور روح سے الگ شے ہے،

کیونکہ اس آیت میں جس شئے کا ذکر ہے، وہ موت اور نیند دونوں کے وقت گرفت میں لیا جاتا ہے اس لیے وہ "روح" نہیں ہو سکتا کیونکہ نیند کے وقت روح قبض نہیں کی جاتی۔ نیز نفس کے قبضہ میں کرنے کا مطلب یہ بھی نہیں ہو سکتا کہ اس کا تعلق جسم سے توڑ دیا گیا ہے۔ سوئے ہوئے شخص کے جسم میں اگر سوئی چبھوئی جائے تو اس کو درد کا احساس پیدا کر دے گا۔

فنا فی اللہ اور بقاء باللہ

یہاں صوفیائے کرام کے ایک اور قول کی طرف بھی توجہ دلانی ضروری ہے، یہ کہنا کہ "بقا صرف ان کو حاصل ہو گی جو صفاتِ الٰہی میں فنا کا مقام حاصل کر لیں" فنا فی اللہ کے علاوہ کسی کو بقا نہیں"، یہ قول اگر صحیح بھی ہے تو صرف آدھا۔ سب انسانوں کو بالآخر اسماء الٰہی میں بقا حاصل ہو گی، کافر بھی اسماء الٰہی میں بقا حاصل کریں گے لیکن ان اسماء الٰہی میں جن کا مظہر غضبِ الٰہی کی بھڑکتی ہوئی آگ ہے۔ جہنم کی آگ بھی اللہ ہی کے اسماء کا مظہر ہے، اسلیئے یہ کہنا قدرے زیادہ درست ہو تا کہ "حقیقی بقاء ان کو حاصل ہو گی جو اللہ تعالےٰ کے ان اسماء میں بقا حاصل کریں گے جو لطف، محبت اور مہربانی کا مظہر ہیں، جنہیں کی بقا کوئی بقا نہیں"۔ اس فنا فی اللہ (یا بقا باللہ) کی مثال یوں بیان کی جاتی ہے کہ "جیسے پانی کا قطرہ سمندر میں مل جاتا ہے، اسی طرح انسان کا نفس اللہ تعالیٰ کے نفس میں فنا ہو جاتا ہے"۔ یہ مثال یا اس جیسی اور مثالیں جو قلب کی ایک محسوس کردہ کیفیت کیلئے استعمال میں لائی جاتی ہیں درست نہیں، کیونکہ اس طرح کم فہم لوگوں میں شرک کی طرف رجحان پیدا ہو گا۔ ایک پانی کا قطرہ (یعنی انسان) اور دوسرا پانی کا سمندر (یعنی اللہ)۔ اگر عام حالات میں پانی کے قطرے کو سمندر سے باہر اور بعد فنا کے سمندر کے اندر تسلیم کیا جائے تو مطلب یہ ہو گا کہ مخلوقات اللہ تعالیٰ کا جزء ٹھہرے گی اور آخر کار جزء اپنے کل سے مل جائے گا، یہ یقیناً ایک غلط بات ہے اور شرکِ عظیم ہے، اللہ تعالیٰ کی ذات ایک ایسی کلی حقیقت ہے کہ جس سے کسی چیز کا نکلنا یا اس میں واپس جانا دور کی گمراہی ہے۔

وَجَعَلُوا لَهُ مِنْ عِبَادِهِ جُزْءًا ۚ إِنَّ الْإِنسَانَ | اور لوگوں نے اس کے بندوں کو اس کا جزء

لَكَفُوْرٌ مُّبِيْنٌ ۝ (سورۃ زخرف ۱۵)	قرار دیا، بیشک انسان صریح ناشکرا ہے۔

خالق و مخلوق ایک دوسرے کی ضد ہیں

انسان اللہ تعالیٰ یا اس کے اسماء کا جزء ہونا تو درکنار وہ تو الٰہی صفات کی ضد ہے۔

اگر اللہ تعالیٰ خالق ہے ——— تو انسان مخلوق

اگر اللہ تعالیٰ حق ہے ——— تو انسان باطل

اگر اللہ تعالیٰ علم والا ہے ——— تو انسان جاہل

اگر اللہ تعالیٰ دینے والا ہے ——— تو یہ لینے والا

اللہ تعالیٰ قوی ہے ——— تو یہ ضعیف

اللہ تعالیٰ شکور ہے ——— تو یہ کفور

اللہ تعالیٰ مالک ہے ——— تو یہ غلام

اللہ تعالیٰ لامحدود ہے ——— تو یہ محدود

اللہ تعالیٰ کبیر ہے ——— تو یہ صغیر

اللہ تعالیٰ پاک ہے ——— تو یہ گندہ و غلیظ

اللہ تعالیٰ رؤف ہے ——— تو یہ ظالم

اللہ تعالیٰ کی صفات اور انسان کی صفات ایک دوسرے کی ضد ہیں۔
اللہ تعالیٰ نے جہاں انسان کا ذکر کیا ہے تو وہاں اس کی ذاتی کمزوریوں کی طرف توجہ دلائی ہے۔

خُلِقَ الْاِنْسَانُ ضَعِيْفًا۔ (النساء ۲۸)	انسان کی خلقت ضعف سے ہے۔
اِنَّهٗ لَيَئُوْسٌ كَفُوْرٌ ۝ (ہود ۹)	مایوس ہونے والا ناشکرا
اِنَّهٗ لَفَرِحٌ فَخُوْرٌ ۝ (ہود ۱۰)	اترانے والا، شیخی خورا
اِنَّ الْاِنْسَانَ لَظَلُوْمٌ كَفَّارٌ ۝ (ابراہیم ۳۴)	انسان بڑا ظالم اور جاہل ہے۔
وَيَدْعُ الْاِنْسَانُ بِالشَّرِّ دُعَآءَهٗ	اور انسان بھلائی کی بجائے شر کو آوازیں

بِالْخَيْرِ وَكَانَ الْإِنْسَانُ عَجُولًا ۝ (بنی اسرائیل ۱۱)	دے کر بلاتا رہتا ہے اور انسان بڑا جلد باز ہے۔
وَكَانَ الْإِنْسَانُ كَفُورًا ۝ (بنی اسرائیل ۶۷)	اور انسان ناشکرا ہے۔
وَكَانَ الْإِنْسَانُ قَتُورًا ۝ (بنی اسرائیل ۱۰۰)	اور انسان بڑا کنجوس ہے۔
وَكَانَ الْإِنْسَانُ أَكْثَرَ شَيْءٍ جَدَلًا ۝ (الکہف ۵۴)	اور انسان اکثر باتوں میں جھگڑتا رہتا ہے۔
خُلِقَ الْإِنْسَانُ مِنْ عَجَلٍ (الانبیاء ۳۷)	انسان جلد بازی سے بنا ہے۔
إِنَّ الْإِنْسَانَ كَفُورٌ ۝ (الحج ۶۶)	یقیناً انسان ناشکرا ہے۔
إِنَّهُ كَانَ ظَلُومًا جَهُولًا۔ (الاحزاب ۷۲)	انسان بڑا ظالم اور جاہل ہے۔
فَإِذَا هُوَ خَصِيمٌ مُبِينٌ ۝ (یٰس ۷۷)	پس بڑا ہی جھگڑالو ہے۔
وَاللّٰهُ الْغَنِيُّ وَأَنْتُمُ الْفُقَرَاءُ (محمد ۳۸)	اللہ غنی ہے اور تم فقیر ہو۔
إِنَّ الْإِنْسَانَ خُلِقَ هَلُوعًا (المعارج ۱۹)	کچھ شک نہیں کہ انسان کم حوصلہ پیدا ہوا ہے۔
قُتِلَ الْإِنْسَانُ مَا أَكْفَرَهُ (عبس ۱۷)	قتل ہو یہ انسان کتنا بڑا ناشکرا ہے۔
مَا قَدَرُوا اللّٰهَ حَقَّ قَدْرِهِ إِنَّ اللّٰهَ لَقَوِيٌّ عَزِيزٌ ۝ (الحج ۷۴)	اللہ کی وہ قدر ہی نہ کی جو کہ اسکی قدر کا حق ہے بیشک اللہ قوی اور عزیز ہے۔
بِأَنَّ اللّٰهَ هُوَ الْحَقُّ وَأَنَّ مَا يَدْعُونَ مِنْ دُونِهِ الْبَاطِلُ (لقمان ۳۰)	صرف اللہ ہی حق ہے اور اسکے علاوہ جس چیز کو بھی پکارا جائے وہ باطل ہے۔

انسان کی صفات کا الٰہی صفات کی ضد ہونے میں کوئی برائی نہیں بلکہ بہتری ہی بہتری ہے، اس مادہ کائنات میں انسان کا مشاہدہ یہی ہے کہ منفی جمع کی طرف کھنچتا ہے، عورت مرد کی طرف کشش کرتی ہے، جمع جمع کو دھکیلتا ہے، مرد کی مرد کی طرف رغبت غیر فطری ہے۔ اسی طرح جب انسان کو اپنی بے بصیرتی پر اطلاع ملتی ہے تو وہ "البصیر" کے سامنے جھکتا ہے، جب اس کو اپنی جہالت پر آگاہی حاصل ہوتی ہے تو وہ "العلیم" کے سامنے سجدہ ریز ہوتا ہے، جب اس پر اپنی ضعف کا راز آشکارا ہوتا ہے تو "القوی" کی بنا ۝

کا خواہشمند ہوتا ہے، علیٰ ھٰذا القیاس! اس طرح وہ اپنے رب کے اور قریب ہو کر اس کی صفات سے مزید بہرہ مند ہوتا ہے۔

اگر ایک مقناطیس کے قریب لوہا رکھ دیا جائے تو مقناطیس اس لوہے کو بھی اپنے رنگ میں رنگ دے گا، اس سے بھی مقناطیسی خاصیتیں ظاہر ہونے لگیں گی، لوہے چون کو کھینچے گا، شمالاً جنوباً رخ کرے گا وغیرہ وغیرہ، لیکن اگر مقناطیس کو قریب سے ہٹا دیا جائے تو لوہا اپنی پہلی حالت پر آجائے گا۔ اسی طرح جب اللہ تعالیٰ کا کوئی بندہ اللہ تعالیٰ کے قریب ہوتا ہے تو اللہ تعالیٰ کی صفات میں رنگا جاتا ہے، اسکی اپنی صفات دب جاتی ہیں، پھر وہ ایک شاکر، صابر، غنی، رحیم، کریم، وہاب، ودود نظر آنے لگتا ہے اور اس کی یہ حالت اُس وقت تک قائم رہتی ہے جب تک کہ وہ اللہ تعالیٰ سے متعلق رہتا ہے۔ نیز جس قدر وہ اللہ تعالیٰ کے قریب ہوتا جاتا ہے اسی قدر اس سے الٰہی صفات کا ظہور ہوتا ہے اور اس کو دیکھنے سے اللہ تعالیٰ یاد آجاتا ہے۔ اور اللہ تعالیٰ سے قربت کا دارومدار اس شخص کی اپنی منفی صفات اور اللہ تعالیٰ کی مثبت صفات کے زیادہ سے زیادہ احساس کا مرہونِ منت ہے۔

دنیا میں سائنسدانوں کا مشاہدہ ہے کہ جہاں بھی کسی قسم کی حرکت ہوگی تو وہاں فرق (Difference) ضرور ہوگا۔

پانی اونچی سطح سے نیچی سطح کی طرف رواں رہتا ہے، اگر سطحوں کے فرق کو مٹا دیا جائے تو پانی کی روانگی ختم ہو جائے۔

جب کسی دو مقامات پر ہوا کے دباؤ (Pressure) میں فرق پیدا ہو جائے تو ہوائیں حرکت میں آجائیں گی، جہاں ہوا کا دباؤ برابر ہوا ہواؤں کا چلنا بند ہو جائے گا۔

بجلی کے تار میں بجلی یا الیکٹرون (Electron) کی حرکت کا دارومدار پوٹنشل ڈفرنس یا برقی رو کے فرق (P.D) پر ہے، اگر تار کے دونوں سروں پر یہ فرق ہے تو بجلی کی روانگی عمل میں آئے گی اور اگر یہ فرق نہیں ہے تو بجلی کی روانگی بھی نہیں۔

اسی طرح علمِ معاشیات (Economics) کا طالب علم جانتا ہے کہ پیسہ کو حرکت (Circulation) میں رہنے کیلئے غریب و دولتمند کا فرق ضروری ہے، سب یکساں دولتمند یا

یکساں غریب ہوئے تو دولت کی حرکت ختم ہو جائیگی اور ملک کا معاشی نظام تباہ ہو جائے گا۔

اشیاء تب ہی نیچے کو گرتی ہیں جب اوپر کے مقام اور نیچے کے مقام میں ثقلی یعنی (Gravitational) فرق ہوتا ہے۔ چیزیں (High Potential) سے Low Potential کی طرف حرکت کرتی ہیں، جہاں یہ فرق نہ ہوگا وہاں چیزیں نہیں گریں گی، جیسے کہ باہر کی فضاء میں (No gravitational Zone)

تنبیہ: ایک معتدل اور خوشگوار حرکت کیلئے "فرق" کو زیادہ بھی نہیں ہونا چاہئے۔ اور قانونِ فطرت کے مطابق فرق کی کمی کی کوشش کرنی چاہیئے لیکن کسی حالت میں بھی اس کو صفر نہیں ہونے دینا چاہیئے۔ اگر اوپر کی مثالوں میں کسی دو مقامات پر پانی کی سطح میں بہت زیادہ فرق پیدا ہو جائے تو سیلاب کی تباہ کاریوں سے واسطہ پڑ جائے کیسی دو مقامات پر ہوا کے دباؤ میں فرق بڑھ جائے تو تباہ کن آندھیوں کا سامنا کرنا پڑ جائے، تار کے سروں میں برقی دباؤ حد سے بڑھ جائے تو خطرے کا باعث بن جائے، آسمانی بجلی کا گرنا بھی اسی فرق کی زیادتی کے باعث ہے، اگر غریب اور مالدار کا فرق بڑھ جائے تو عوام اور خواص میں خطرناک حد تک کشمکش شروع ہو جائے، اسی طرح مرد اور عورت کے فرق کو قائم رکھنا بھی ضروری ہے، اور فرق کو بہت زیادہ ہونے بھی نہیں دینا چاہیئے **غرض** اللہ تعالیٰ کے اسی قانون کی روشنی میں زندگی کے تمام مسائل کا حل بڑی آسانی سے ڈھونڈا جا سکتا ہے۔

پس انسان کو اپنی کم مائیگی اور اللہ تعالیٰ کی لامحدود قوتوں کا جس قدر احساس ہوگا اسی تیزی سے اللہ تعالیٰ کی وہ صفات اس کو اپنی آغوش میں لینے کیلئے بڑھیں گی جس قدر انسان میں اپنی جہل کا احساس بڑھے گا، اور اللہ کے "علیم" ہونے کو پہچانے گا اُسی مقدار سے وہ اللہ تعالیٰ سے علم حاصل کرے گا۔ یہاں یہ جاننا بھی ضروری ہے کہ انسان اپنی ہی صفات کا مکمل مظہر اسی وقت ہوگا جبکہ اللہ تعالیٰ کی صفات سے اس کا تعلق بالکل ہی منقطع ہو جائے، اس جہان میں اللہ تعالیٰ نے ہر انسان سے کسی قدر تعلق ضرور جوڑ رکھا ہے، یہ اس تعلق کو جتنا بڑھائے گا اتنا ہی بہتر اوصاف کا مظہر بنتا جائے گا، اور جس قدر اس تعلق کو گھٹائے گا اسی قدر اپنی ہی گھٹیا صفات کو بروئے کار لائے گا، اسی ٹسٹ کو سامنے رکھ کر ہر انسان اپنا اندازہ خود بھی لگا

سکتا ہے کہ وہ اللہ کے قریب ہو رہا ہے یا اس سے دُور، اور یہ کہ کب اس کا تعلق اللہ تعالیٰ سے جڑا رہتا ہے اور کب کٹ جاتا ہے، بے صبری اللہ تعالیٰ سے دور ہونے اور صبر اللہ تعالیٰ کے قریب ہونے کی نشانی ہے، صبر سے کام لینا چاہتے ہو تو اللہ تعالیٰ کے قریب ہونا پڑے گا کیونکہ صبر اللہ تعالیٰ کی صفت ہے جو بغیر اس کی قربت کے حاصل نہیں ہوگا، تب ہی تو اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے:۔

وَاصْبِرْ وَمَا صَبْرُكَ إِلَّا بِاللّٰهِ (النحل ۱۲۷) | صبر کر اور تیرا صبر ماسوائے اللہ کے نہیں ہو سکتا۔

اور یہی حالت باقی اسماء الحسنیٰ کی ہے۔

نیز خالق و مخلوق کی صفات کا یہ اضداد اللہ تعالیٰ کی معرفت (شناخت، پہچان) کیلئے بھی بہت ضروری ہے۔ اشیاء اپنی ضد سے پہچانی جاتی ہیں، کنجوسی کی صفت جاننے کیلئے سخاوت کا علم ضروری ہے، بزدلی کی معرفت کیلئے دلاوری ضروری ہے۔ علم نہ ہوتا تو جہل کو جاننا ناممکن ہوتا، رات کی غیر موجودگی میں دن کا کچھ مطلب نہ ہوتا۔ عَلٰی هٰذَا القیاس اللہ تعالیٰ کی ذات و صفات لامحدود ہیں، ایک محدود دماغ کیلئے اس کا احاطہ کرنا ناممکن تھا، اگر صفات کا یہ تضاد نہ ہوتا تو انسان کبھی بھی کسی طرح سے بھی اپنے رب کو نہ پہچان سکتا۔ اس کا ضعف ہی کسی القوی ذات کی موجودگی کا پتہ دیتی ہے۔ انسان کو اپنے رب کی معرفت حاصل کرنے کیلئے اللہ تعالیٰ کی لامحدود صفات کا احاطہ کرنا ضروری نہیں، ضروری صرف اس قدر ہے کہ اپنی محدود صفات کا احاطہ کرلے، ان کو سمجھ لے، اور جب ان صفات کو الگ کر دیا تو باقی "الحی والقیوم" رب رہ جائے گا۔ اور اس قول: مَنْ عَرَفَ نَفْسَهٗ فَقَدْ عَرَفَ رَبَّهٗ (جس نے اپنے نفس کو پہچانا اُس نے اپنے رب کو پہچانا) میں یہی راز مضمر ہے، نعوذ باللہ اس کا یہ مطلب ہرگز نہیں کہ نفس بھی ایک چھوٹا اللہ ہے کہ جس کی معرفت حاصل کرنے سے وہ بڑا اللہ سمجھ میں آجائے گا۔ اگر اس کا یہ مطلب لے لیا جائے تو پھر دنیا میں شرک کا وجود ہی ختم ہو جائے، کیونکہ اس سے عظیم شرک کا تصور ہی ناممکن ہے۔ فرعون نے بھی صرف چھوٹے پیمانے پر ملکِ مصر کے بادشاہ، مالک، رب اور اللہ ہونے کا دعویٰ کیا تھا۔

وَنَادٰى فِرْعَوْنُ فِيْ قَوْمِهٖ قَالَ يٰقَوْمِ اَلَيْسَ لِيْ مُلْكُ مِصْرَ وَهٰذِهِ الْاَنْهٰرُ تَجْرِيْ مِنْ تَحْتِيْ ۚ اَفَلَا تُبْصِرُوْنَ ۝ اَمْ اَنَا خَيْرٌ مِّنْ هٰذَا الَّذِيْ هُوَ مَهِيْنٌ ۝ وَّلَا يَكَادُ يُبِيْنُ ۝ (سورۃ الزخرف آیت ۵۱، ۵۲)

اور فرعون نے اپنی قوم میں منادی کر کے کہہ دیا کہ اے میری قوم کیا مصر کی بادشاہت میری نہیں، اور کیا یہ نہریں میری ماتحتی میں نہیں بہتیں؟ پھر تم کیوں نہیں سمجھتے، کیا میں اس سے بہتر نہیں ہوں جو ذلیل ہے، اور صاف صاف بات بھی نہیں کر سکتا۔

صاف ظاہر ہے کہ وہ کائنات تو کیا دنیا کی ملکیت کا بھی دعویدار نہیں، اس کو نہریں پیدا کرنے کا نہیں بلکہ اسکی ماتحتی میں ہونے کا دعویٰ ہے اور وہ بھی دنیا بھر کی نہروں کا نہیں صرف مصر میں بہنے والی نہروں کا، اس کو تو تمام دنیا کے انسانوں سے بہتر ہونے کا بھی دعویٰ نہیں وہ تو اپنی رعایا سے کہہ رہا ہے کہ اَنَا رَبُّكُمُ الْاَعْلٰى، میں ہی (اس ملک میں) تمہارا منتظم اعلیٰ ہوں، سب سے بڑا پرورش کرنے والا ہوں ـــ اس نے کبھی بھی ایسا دعویٰ نہیں کیا تھا کہ میں کائنات کا خالق و مالک یا رب و اللہ ہوں۔

نیز جیسے تفصیلاً بتوفیق اللہ تعالیٰ بعد میں ثابت کیا جائے گا کہ اسماء الحسنیٰ میں کسی بھی اسم کا اقرار اس وقت تک ایمان قرار نہیں دیا جا سکتا جب تک کہ تمام مخلوق کے لیے اس اسم کا انکار بھی نہ کیا جائے۔

آج اگر یہودی اور عیسائی کو مشرک ٹھہرایا گیا ہے تو اس وجہ سے کہ وہ خالق کی بعض صفات مخلوق میں اور مخلوق کی بعض صفات اللہ تعالیٰ میں سمجھ رہے ہیں، مثلاً تولید مخلوق کی صفت ہے وہ خالق کے لیے اس کا اقرار کر رہے ہیں، اور اسی طرح عزیر علیہ الصلوٰۃ والسلام اور عیسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام کے لیے الوہیت کی صفات ثابت کرتے ہیں۔

اکثر اوقات کسی مسئلہ کی سچائی ثابت کرنے کیلئے یہ طریقہ بھی استعمال کیا جاتا ہے کہ اس مسئلہ کی ضد کی نفی کر دی جاتی ہے۔ مثلاً اگر کسی مثلث کے زاویہ A کو زاویہ B سے بڑا ثابت کرنا مطلوب ہو اور ایسا کرنا ممکن نہ ہو تو اتنا ثابت کرنا بھی کافی ہوگا کہ زاویہ B نہ تو زاویہ A کے برابر ہو سکتا ہے اور نہ اس سے بڑا، پس اگر زاویہ B نہ تو زاویہ A کے برابر ہو سکتا ہے اور

نہ اس سے بڑا، تو لامحالہ صرف ایک ہی نتیجہ باقی رہ جاتا ہے کہ زاویہ A بڑا ہے زاویہ B سے۔

اگر انسانی دماغ لامحدود کو احاطہ نہیں کر سکتا تو وہ محدود کو جان کر لامحدود کی معرفت حاصل کر سکتا ہے، ایسا کیا بھی گیا ہے اور ایسا ہو بھی رہا ہے، اور لامحدود کو سمجھنے کے لیے ہے بھی یہی واحد طریقہ۔ اور ہر وہ شخص غلطی پر ہے جو یہ سمجھ بیٹھا ہے کہ لامحدود کو سمجھنے کے لیے ہر کوشش ایک سعی لاحاصل ہے۔

جیسے عرض کیا جا چکا ہے کہ جمع چارج دوسرے جمع چارج کو دھکیلتا ہے، جب انسان اللہ تعالیٰ کی صفات میں سے کسی بھی صفت کا دعویدار بنتا ہے تو وہ اللہ تعالیٰ سے دور دھکیل دیا جاتا ہے، جس طرح ایک بڑے جمع بار (Positive Charge) کے قریب ایک چھوٹا جمع بار لایا جائے تو وہ چھوٹا بار دھکیل دیا جاتا ہے۔ اگر مقناطیس کے شمالی قطب کے قریب کسی دوسرے مقناطیس کا شمالی قطب لایا جائے تو وہ دونوں ایک دوسرے کو دھکیل دیں گے، غالب بڑی طاقت والا قطب ہی آئے گا۔ اگر کوئی بہت ہی خوبصورت لڑکی کسی لڑکے کے قریب آئے تو اس کا دل اس کی طرف مائل ہو گا، اس کی قربت کا خواہاں ہو گا، لیکن جب وہی لڑکی اس سے بات کرے اور اس کی آواز مردانہ نکلے تو اس لڑکے کے قلب کو ایک دھکا لگے گا جیسے وہ دھکیل دیا گیا ہو۔ فرعون اللہ تعالیٰ کی صفتِ الوہیت کا شریک بنا تو دُور گمراہی میں پھینک دیا گیا، ابلیس جب اللہ تعالیٰ کی صفتِ اَلْمُتَکَبِّر میں شریک ہوا تو راندۂ درگاہ ہوا، قارون نے اپنے آپ کو اللہ تعالیٰ کی صفت اَلْعَلِیْم میں شریک جانا اور یہ کہا کہ دولت تو میں نے اپنے علم سے حاصل کی ہے، تو اللہ تعالیٰ کی رحمت سے دور ہوا اور زمین میں دھنسایا گیا۔ صحابۂ کرامؓ کو جب اپنی افرادی قوت پر گھمنڈ ہوا تو شکست اور خواری کا سامنا کرنا پڑا۔

ہماری گزشتہ اور موجودہ تاریخ کا اگر جائزہ لیا جائے تو یہ بات روزِ روشن کی طرح عیاں نظر آتی ہے کہ جب بھی کسی فرد، گروہ یا قوم نے الٰہی صفات میں شرکت کا دعویٰ کیا تو نیست و نابود اور ذلیل و خوار ہوا۔ اَلْقَوِیُّ اللہ تعالیٰ کی ذات ہے، آج بھی بہت سے ممالک کو قوت (Power) ہونے کا دعویٰ ہے اور بعض تو قوت کا سرچشمہ عوام کو سمجھ رہے ہیں، اگر ان لوگوں کی بروقت اصلاح نہ ہوئی اور اپنے اس نعرے سے باز نہ آئے تو عنقریب وہ دن دیکھیں گے کہ اپنی اور عوام

کی بے بسی کو ابدالآباد تک روتے رہیں گے، اس لیے اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ:۔

إِنَّ اللَّهَ لَا يَغْفِرُ أَنْ يُشْرَكَ بِهِ وَيَغْفِرُ مَا دُونَ ذَٰلِكَ لِمَنْ يَشَاءُ (النساء آیت ۴۸)

اللہ تعالیٰ یہ کبھی نہ بخشے گا کہ اسکے ساتھ شرک کیا جائے اور شرک کے علاوہ جو کچھ بھی ہو وہ جس کے لیے چاہے معاف فرما دے۔

اس کے برعکس جب کبھی کوئی اپنی بے بسی، ضعیفی، عاجزی، کم ظرفی کے احساس کے ساتھ اس رب العالمین کے در پر جھکا اللہ کے ساتھ بلند ہوا، قوی ہوا، غنی ہوا۔

إِنَّ الَّذِينَ آمَنُوا وَعَمِلُوا الصَّالِحَاتِ وَأَخْبَتُوا إِلَىٰ رَبِّهِمْ أُولَٰئِكَ أَصْحَابُ الْجَنَّةِ ۖ هُمْ فِيهَا خَالِدُونَ ۝ (سورہ ھود آیت ۲۳)

بیشک جو ایمان لائے اور (پھر) نیک اعمال کئے اور اپنے رب کے سامنے عاجزی کی وہ جنت والے ہیں جن (جنتوں) میں کہ وہ ہمیشہ رہیں گے۔

نوح علیہ الصلوٰۃ والسلام نے عاجزی کی تو آپ کو سلامتی اور برکت سے نوازا گیا دشمنوں کے خلاف مدد کی گئی اور کرب عظیم سے بچایا گیا۔

وَنُوحًا إِذْ نَادَىٰ مِنْ قَبْلُ فَاسْتَجَبْنَا لَهُ فَنَجَّيْنَاهُ وَأَهْلَهُ مِنَ الْكَرْبِ الْعَظِيمِ ۝ وَنَصَرْنَاهُ مِنَ الْقَوْمِ الَّذِينَ كَذَّبُوا بِآيَاتِنَا ۚ إِنَّهُمْ كَانُوا قَوْمَ سَوْءٍ فَأَغْرَقْنَاهُمْ أَجْمَعِينَ ۝ (الانبیاء ۷۶، ۷۷)

اور جب نوح نے ہمیں پکارا تو ہم نے ان کی دعا قبول فرمائی اور ان کو اور ان کے ساتھیوں کو کرب عظیم سے نجات دی اور جو لوگ ہماری نشانیوں کو جھٹلاتے تھے ان پر نصرت بخشی بیشک وہ بُرے لوگ تھے سو ہم نے ان سب کو غرق کر دیا۔

وَإِلَّا تَغْفِرْ لِي وَتَرْحَمْنِي أَكُنْ مِنَ الْخَاسِرِينَ ۝ قِيلَ يَا نُوحُ اهْبِطْ بِسَلَامٍ مِنَّا وَبَرَكَاتٍ عَلَيْكَ وَعَلَىٰ أُمَمٍ مِمَّنْ مَعَكَ ۚ (ھود ۴۷، ۴۸)

(نوح علیہ السلام نے کہا) اگر تو مجھے نہیں بخشے گا اور مجھ پر رحم نہیں فرمائے گا تو نقصان اٹھانے والوں میں سے ہو جاؤں گا، کہا گیا کہ اے نوح علیہ الصلوٰۃ والسلام (ہماری طرف سے سلامتی اور برکتوں کیساتھ جو تم پر اور تمہارے ساتھ والوں پر رہیں گی (کشتی سے) اُترو۔

حضرت سلیمان علیہ الصلوٰۃ والسلام کے رعب و دبدبے اور گوناگوں انعامات کی وجہ بھی اپنے رب کے سامنے ہر وقت کی عاجزی ہی تھی۔ جب تختِ بلقیس کے لانے کی بجائے سلیمان علیہ السلام کے آپ کے ایک مصاحب کو توفیق بخشی گئی تو بجائے شکوہ و شکایت اور غرور و تکبر کے یہ کہہ بارگاہ الٰہی میں جُھک گئے کہ:

هٰذَا مِنْ فَضْلِ رَبِّيْ ۖ لِيَبْلُوَنِيْٓ ءَاَشْكُرُ اَمْ اَكْفُرُ ۖ (سورۃ النمل آیت ۴۰)

یہ میرے رب کا فضل ہے تاکہ مجھے آزمائے کہ میں شکر کرتا ہوں یا کفرانِ نعمت (ناشکری) کرتا ہوں۔

اور جب وادی نمل کے لوگوں پر سلیمان علیہ الصلوٰۃ والسلام اور آپ کی افواج کا رعب طاری ہو گیا تو بجائے غرور و تکبر کے اپنے رب سے یوں گویا ہوئے:۔

رَبِّ اَوْزِعْنِيْٓ اَنْ اَشْكُرَ نِعْمَتَكَ الَّتِيْٓ اَنْعَمْتَ عَلَيَّ وَعَلٰي وَالِدَيَّ وَاَنْ اَعْمَلَ صَالِحًا تَرْضٰىهُ وَاَدْخِلْنِيْ بِرَحْمَتِكَ فِيْ عِبَادِكَ الصّٰلِحِيْنَ ۝ (سورۃ النمل آیت ۱۹)

اے رب العزت! مجھے توفیق عنایت کر کہ جو انعام تو نے مجھ پر اور میرے ماں باپ پر کیے ہیں ان کا شکر کروں اور ایسے نیک کام کروں کہ تو ان سے خوش ہو جائے اور مجھے اپنی رحمت سے صالحین میں داخل فرما۔

اور جب آپ کو آپ کے رب نے آزمائش میں ڈالا تو یوں گویا ہوئے:۔

وَلَقَدْ فَتَنَّا سُلَيْمٰنَ وَاَلْقَيْنَا عَلٰي كُرْسِيِّهٖ جَسَدًا ثُمَّ اَنَابَ ۝ قَالَ رَبِّ اغْفِرْ لِيْ وَهَبْ لِيْ مُلْكًا لَّا يَنْۢبَغِيْ لِاَحَدٍ مِّنْۢ بَعْدِيْ ۚ اِنَّكَ اَنْتَ الْوَهَّابُ ۝ سورہ صٓ آیت ۳۴، ۳۵

اور ہم نے سلیمانؑ کی آزمائش کی اور ان کے تخت پر ایک جسم کو بٹھایا، پھر انہوں نے (اللہ کی طرف) رجوع کیا (اور کہا اے رب! مجھے معاف کر اور مجھ کو ایسی بادشاہی عطا کر جو کسی کو میرے بعد شایان نہ ہو بے شک تو بڑا عطا فرمانے والا ہے۔

پس جب آپؑ نے بجائے سرکشی کے ایک شکر گذار بندے کا شیوہ اپنایا تو رب العٰلمین نے بھی آپ پر ہر قسم کے دینی و دنیاوی انعامات کی بارش کی اور نِعْمَ الْعَبْدُ ۭ اِنَّهٗٓ اَوَّابٌ ۝ (صٓ ۳۰)۔ (بہت خوب بندے تھے اور رجوع کرنے والے تھے) جیسے پیارے الفاظ سے یاد فرمایا۔

فَسَخَّرْنَا لَهُ الرِّيْحَ تَجْرِيْ بِاَمْرِهٖ
رُخَآءً حَيْثُ اَصَابَ ۙ وَالشَّيٰطِيْنَ
كُلَّ بَنَّآءٍ وَّغَوَّاصٍ ۙ وَّاٰخَرِيْنَ مُقَرَّنِيْنَ
فِي الْاَصْفَادِ ۝ هٰذَا عَطَآؤُنَا فَامْنُنْ
اَوْ اَمْسِكْ بِغَيْرِ حِسَابٍ ۝ وَاِنَّ
لَهٗ عِنْدَنَا لَزُلْفٰى وَحُسْنَ مَاٰبٍ ۝
(سورۃ ص آیت ۳۶ تا ۴۰)

پھر ہم نے ہوا کو ان کے زیرِ فرمان کر دیا کہ جہاں وہ بھیجنا چاہتے ان کے حکم سے نرم نرم چلنے لگتی اور شیاطین کو بھی ان کے زیرِ فرمان کیا) یہ سب عمارتیں بنانے والے اور غوطہ مارنے والے تھے، اور اوروں کو بھی جو زنجیروں میں جکڑے ہوئے تھے، یہ ہمارا تحفۂ انعام ہے اس کو بلا حساب اپنے پاس رکھ چھوڑو اور بے شک ان کے لیے ہمارے ہاں قرب اور عمدہ مقام ہے۔

وَلَقَدْ اٰتَيْنَا دَاوٗدَ وَسُلَيْمٰنَ عِلْمًا ۚ
وَقَالَا الْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِيْ فَضَّلَنَا عَلٰى
كَثِيْرٍ مِّنْ عِبَادِهِ الْمُؤْمِنِيْنَ ۝ وَوَرِثَ
سُلَيْمٰنُ دَاوٗدَ وَقَالَ يٰۤاَيُّهَا النَّاسُ
عُلِّمْنَا مَنْطِقَ الطَّيْرِ وَاُوْتِيْنَا مِنْ كُلِّ
شَيْءٍ ؕ اِنَّ هٰذَا لَهُوَ الْفَضْلُ
الْمُبِيْنُ ۝ وَحُشِرَ لِسُلَيْمٰنَ جُنُوْدُهٗ
مِنَ الْجِنِّ وَالْاِنْسِ وَالطَّيْرِ فَهُمْ
يُوْزَعُوْنَ ۝ (النمل ۱۵ تا ۱۷)

اور ہم نے داؤد اور سلیمان کو علم بخشا اور انہوں نے کہا کہ اللہ کا شکر ہے جس نے ہمیں اپنے بہت سے مومن بندوں پر فضیلت دی، اور سلیمان داؤد کے وارث تھے اور کہنے لگے اے لوگو ہمیں پرندوں کی بولی سکھائی گئی ہے اور ہر چیز عنایت فرمائی گئی ہے، بیشک یہ صریح فضل ہے، اور سلیمان کیلئے جنوں، انسانوں اور پرندوں کے لشکر جمع کیے جاتے پھر ان کی جماعتیں بنائی جاتیں۔

وَكُلًّا اٰتَيْنَا حُكْمًا وَّعِلْمًا ۡ وَّسَخَّرْنَا
مَعَ دَاوٗدَ الْجِبَالَ يُسَبِّحْنَ وَالطَّيْرَ ؕ
وَكُنَّا فٰعِلِيْنَ ۝ وَعَلَّمْنٰهُ صَنْعَةَ لَبُوْسٍ
لَّكُمْ لِتُحْصِنَكُمْ مِّنْۢ بَاْسِكُمْ ۚ فَهَلْ
اَنْتُمْ شٰكِرُوْنَ ۝ وَلِسُلَيْمٰنَ
الرِّيْحَ عَاصِفَةً تَجْرِيْ بِاَمْرِهٖٓ

اور ہم نے (داؤد اور سلیمان علیہما السلام میں سے) ہر ایک کو حکمت اور علم دیا تھا اور ہم نے داؤد کے ساتھ پہاڑ اور پرند تابع کیے جو تسبیح کیا کرتے تھے اور یہ سب کچھ کرنیوالے ہم ہی تھے، اور ہم نے انہیں تمہارے لیے زرہیں بنانا سکھایا تاکہ

إِلَى الْأَرْضِ الَّتِي بٰرَكْنَا فِيهَا ۭ وَكُنَّا بِكُلِّ شَيْءٍ عٰلِمِينَ ۝ وَمِنَ الشَّيٰطِينِ مَنْ يَّغُوصُونَ لَهٗ وَيَعْمَلُونَ عَمَلًا دُونَ ذٰلِكَ ۚ وَكُنَّا لَهُمْ حٰفِظِينَ ۝

(سورۃ الانبیاء آیت ۷۹ تا ۸۲)

تمہیں لڑائی میں محفوظ رکھیں پھر کیا تم شکرگذار بنتے ہو، اور سلیمانؑ کیلئے وہ زوردار ہوا تابع کردی جو اُن کے حکم سے اُس زمین کی طرف چلتی جس کو ہم نے برکت دی ہے، اور ہم ہر چیز کا علم رکھتے ہیں اور کچھ ایسے جن تھے جو دریا میں اُنکے واسطے غوطہ لگاتے تھے اور اسکے سوا اور کام بھی کرتے تھے اور ہم ہی ان کی حفاظت کرنے والے تھے۔

داؤد علیہ الصلوٰۃ والسلام پر بھی اللہ تعالیٰ کے انعامات اُن کی عاجزی ہی کی وجہ سے تھے۔

وَظَنَّ دَاوُدُ أَنَّمَا فَتَنّٰهُ فَاسْتَغْفَرَ رَبَّهٗ وَخَرَّ رَاكِعًا وَّأَنَابَ ۩ فَغَفَرْنَا لَهٗ ذٰلِكَ ۭ وَإِنَّ لَهٗ عِنْدَنَا لَزُلْفٰى وَحُسْنَ مَاٰبٍ ۝ يٰدَاوُدُ إِنَّا جَعَلْنٰكَ خَلِيفَةً فِي الْأَرْضِ فَاحْكُمْ بَيْنَ النَّاسِ بِالْحَقِّ۔

(سورۃ ص آیت ۲۴ تا ۲۶)

اور داؤد نے خیال کیا کہ ہم نے ان کو آزمایا ہے تو انہوں نے اپنے رب سے مغفرت مانگی اور جھک کر گر پڑے اور اللہ کی طرف رجوع کیا تو ہم نے ان کو بخش دیا اور بیشک اُن کیلئے ہمارے ہاں قرب اور عمدہ مقام ہے، اے داؤد! ہم نے تم کو زمین کا خلیفہ بنایا ہے، تو لوگوں میں حق کے ساتھ فیصلے کیا کرو۔

إِنَّا سَخَّرْنَا الْجِبَالَ مَعَهٗ يُسَبِّحْنَ بِالْعَشِيِّ وَالْإِشْرَاقِ ۝ وَالطَّيْرَ مَحْشُورَةً ۭ كُلٌّ لَّهٗ أَوَّابٌ ۝ وَشَدَدْنَا مُلْكَهٗ وَاٰتَيْنٰهُ الْحِكْمَةَ وَفَصْلَ الْخِطَابِ ۝

(سورۃ ص آیت ۱۸ تا ۲۰)

ہم نے پہاڑوں کو ان کے لیے مسخر کر دیا تھا کہ صبح و شام ان کے ساتھ تسبیح کیا کرتے تھے اور پرندوں کو بھی کہ جمع رہتے تھے، سب ان کی طرف رجوع کرتے تھے اور ہم نے انکی بادشاہی کو مستحکم کیا اور ان کو حکمت اور فصل الخطاب عطا فرمائے۔

دونوں باپ بیٹا مُلک، دولت، حکومت، حکمت اور علم کو اللہ تعالیٰ کی طرف سے سمجھتے تھے، وہ ان تمام نعمتوں کو اپنی ذاتی کاوش اور علم کا نتیجہ نہ سمجھتے تھے اسکے برخلاف

جب قارون نے اللہ تعالیٰ کی عطا کردہ دولت وحشمت کو اللہ تعالیٰ کی عطا کی بجائے اپنی ذاتی لیاقت کا ثمرہ سمجھا اور کہا کہ۔

قَالَ اِنَّمَآ اُوْتِيْتُهٗ عَلٰى عِلْمٍ عِنْدِيْ۔ (سورۃ القصص آیت ۷۸)	(قارون بولا رمال) مجھے میرے علم کی وجہ سے ملا ہے۔

تو مع مال و دولت کے غرق کر دیا گیا۔

فَخَسَفْنَا بِهٖ وَبِدَارِهِ الْاَرْضَ فَمَا كَانَ لَهٗ مِنْ فِئَةٍ يَّنْصُرُوْنَهٗ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ وَمَا كَانَ مِنَ الْمُنْتَصِرِيْنَ۝ (سورۃ القصص آیت ۸۱)	پس ہم نے (قارون) کو اور اس کے گھر کو زمین میں دھنسا دیا تو اللہ کے سوا کوئی جماعت اس کی مددگار نہ ہوسکی اور نہ وہ ان میں سے ہوا جو اپنے آپ کو بچا سکا۔

اور جب ایوب علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اس ذات یکتا کو عاجزی سے پکارا تو وہ

وَاَيُّوْبَ اِذْ نَادٰى رَبَّهٗٓ اَنِّيْ مَسَّنِيَ الضُّرُّ وَاَنْتَ اَرْحَمُ الرّٰحِمِيْنَ۝ (سورۃ الانبیاء آیت ۸۳)	اور جب ایوبؑ نے اپنے رب کو پکارا کہ مجھے روگ لگ گیا ہے (اور اے رب) تو تو رحم کرنے والوں میں سے سب سے

زیادہ رحم کرنے والا ہے (پس مجھ پر بھی رحم فرما)۔

اللہ تعالیٰ کی رحمت آگے بڑھی اور آپؑ کی تمام تکالیف کا ازالہ ہوگیا۔

فَاسْتَجَبْنَا لَهٗ فَكَشَفْنَا مَا بِهٖ مِنْ ضُرٍّ وَّاٰتَيْنٰهُ اَهْلَهٗ وَمِثْلَهُمْ مَّعَهُمْ رَحْمَةً مِّنْ عِنْدِنَا وَذِكْرٰى لِلْعٰبِدِيْنَ۝ (سورۃ الانبیاء آیت ۸۴)	پس ہم نے اس کی دعا قبول کی اور اُسے جو بھی تکلیف تھی وہ دُور کردی اور اُسے اس کے گھر والے (بھی) دیئے اور اتنا ہی اپنی رحمت سے اور بھی دیا اور اس میں میرے بندوں کیلئے یاددہانی ہے

اسی طرح جب یونس علیہ الصلوٰۃ والسلام کو اپنی غلطی کا احساس ہوا اور عاجزی سے اللہ تعالیٰ کی طرف متوجہ ہوئے تو نہ صرف اس غم سے نجات حاصل ہوئی بلکہ اللہ تعالیٰ نے اپنے فضل وکرم سے ایک لاکھ سے زیادہ لوگوں کی طرف انہیں اپنا رسول بنا کر بھیجا۔

وَذَا النُّوْنِ اِذْ ذَّهَبَ مُغَاضِبًا فَظَنَّ	اور (یاد کرو) اس مچھلی والے کو جب غصہ

اَنْ لَّنْ نَّقْدِرَ عَلَيْهِ فَنَادٰى فِى
الظُّلُمٰتِ اَنْ لَّآ اِلٰهَ اِلَّآ اَنْتَ
سُبْحٰنَكَ ۖ اِنِّىْ كُنْتُ مِنَ
الظّٰلِمِيْنَ ۚ فَاسْتَجَبْنَا لَهٗ ۙ وَ
نَجَّيْنٰهُ مِنَ الْغَمِّ ۭ وَكَذٰلِكَ
نُنْجِى الْمُؤْمِنِيْنَ ۝

(سورۃ الانبیاء آیت ۸۷، ۸۸)

ہو کر چلے گئے، پھر خیال کیا کہ ہم اسے نہیں
پکڑیں گے پھر پکارا اندھیروں میں (کہ لے اللہ)
تیرے سوا کوئی فاعل نہیں (جو مجھے نجات دے
سکے) تو (ہر عیب سے) پاک ہے اور میں ظالموں
میں سے تھا، پھر ہم نے اس کی دعا قبول کی
اور اسے غم سے نجات دیدی اور ہم مومنوں
کو اسی طرح نجات دیا کرتے ہیں۔

اور جب زکریا علیہ الصلوٰۃ والسلام بڑھاپے کی عمر کو پہنچے، بیوی بوڑھی ہو چکی، بیٹے کی پیدائش سے مایوس ہو گئے تو نہایت عاجزی سے اس واحد القہار کے سامنے ہاتھ پھیلائے اور اللہ تعالیٰ کی رحمت سے اپنی مراد کو پہنچے۔

ذِكْرُ رَحْمَتِ رَبِّكَ عَبْدَهٗ زَكَرِيَّا ۖ ۚ
اِذْ نَادٰى رَبَّهٗ نِدَآءً خَفِيًّا ۝ قَالَ
رَبِّ اِنِّىْ وَهَنَ الْعَظْمُ مِنِّىْ وَاشْتَعَلَ
الرَّاْسُ شَيْبًا وَّلَمْ اَكُنْۢ بِدُعَآئِكَ
رَبِّ شَقِيًّا ۝ وَاِنِّىْ خِفْتُ الْمَوَالِىَ
مِنْ وَّرَآءِىْ وَكَانَتِ امْرَاَتِىْ
عَاقِرًا فَهَبْ لِىْ مِنْ لَّدُنْكَ وَلِيًّا ۙ
يَّرِثُنِىْ وَيَرِثُ مِنْ اٰلِ يَعْقُوْبَ ۖ
وَاجْعَلْهُ رَبِّ رَضِيًّا ۝

(سورۃ مریم آیت ۲ تا ۶)

یہ تیرے رب کی اس رحمت کا ذکر ہے جو
اس کے بندے زکریا پر ہوئی جب اس نے
اپنے رب کو خفیہ آواز سے پکارا، کہا کہ اے
میرے رب! میری ہڈیاں کمزور ہو گئی ہیں اور
سر میں بڑھاپا چمکنے لگا (یعنی بال سفید ہو گئے)
اور اے میرے رب! میں تو تجھ سے مانگ کر کبھی
بھی محروم نہیں رہا، اور اس میں شک نہیں کہ
میں اپنے بعد اپنے رشتہ داروں کے بارے
میں خوف رکھتا ہوں اور میری بیوی بانجھ
ہو چکی ہے پس تو اپنے ہاں سے ایک وارث عطا
کر جو میرا اور یعقوبؑ کے خاندان کا وارث بنے اور اے میرے رب! تو اسے پسندیدہ بنا۔

وَزَكَرِيَّآ اِذْ نَادٰى رَبَّهٗ رَبِّ لَا
تَذَرْنِىْ فَرْدًا وَّاَنْتَ خَيْرُ الْوٰرِثِيْنَ ۚ ۖ

اور زکریا کو یاد کرو) جب اس نے اپنے
رب کو پکارا کہ اے رب! مجھے اکیلا نہ چھوڑ

فَاسْتَجَبْنَا لَهٗ ز وَوَهَبْنَا لَهٗ يَحْيٰى وَاَصْلَحْنَا لَهٗ زَوْجَهٗ ط اِنَّهُمْ كَانُوْا يُسٰرِعُوْنَ فِى الْخَيْرٰتِ وَيَدْعُوْنَنَا رَغَبًا وَّرَهَبًا ط وَكَانُوْا لَنَا خٰشِعِيْنَ ہ (سورۃ الانبیاء آیت ۸۹-۹۰)

اور تو سب سے بہتر وارث ہے پھر ہم نے اس کی دُعا قبول کی اور اسے یحییٰ عطاء کیا اور اس کیلئے اس کی بیوی کو درست کیا' بیشک یہ بھلائیوں کے حاصل کرنے میں تیز تھے' اور ہمیں رغبت اور ڈر (کے ملے جلے جذبات) کے ساتھ پکارتے تھے اور ہمارے سامنے عاجزی کرنے والے تھے۔

اللہ تعالیٰ ہمیں بھی توفیق دے کہ اللہ کے واحد الٰہ ہونے کو سمجھیں' اس کو کارساز' راہنما اور حاکم سمجھیں، اپنی اور تمام مخلوق کی (بے ثباتی) سے آگاہ ہوں اور بے چون و چرا اپنے اسی ایک مالک کے سامنے ایسے ہی سر تسلیم خم کر دیں جیسے ہمارے جدِ امجد سیدنا حضرت ابراہیم علیہ الصلوٰۃ والسلام نے کیا۔

اِذْ قَالَ لَهٗ رَبُّهٗٓ اَسْلِمْ لا قَالَ اَسْلَمْتُ لِرَبِّ الْعٰلَمِيْنَ ہ (سورۃ البقرۃ آیت ۱۳۱)

جب اس کے رب نے اسے (یعنی ابراہیم علیہ السلام کو) کہا کہ سر رکھ تو کہہ دیا کہ میں نے اپنا سر رب العالمین کے سامنے رکھ دیا۔

اَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطٰنِ الرَّجِيْمِ ط بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ ہ

اَلْخَالِقُ — اَلْبَدِيْعُ — اَلْفَاطِرُ — اَلْبَارِئُ —

اَلْمُصَوِّرُ — اَلْمُبْدِئُ — اَلْمُعِيْدُ —

کائنات کی تخلیق

چونکہ مادہ (Matter) توانائی ہی کی ایک شکل ہے اس لیے مادہ کائنات کا وجود توانائی (Energy) سے ہے، جب کچھ نہیں تھا تو توانائی تھی یعنی کام کرنے کی اہلیت موجود تھی، کیا وہ کام کرنے کی اہلیت (Ability to do work) ایک مردہ فطرت میں تھی؟ اگر یہ صلاحیت مردہ، اندھی اور بے شعور فطرت میں تھی تو اس میں کام کرنے کی

خواہش کیسے پیدا ہوئی؟ کام کرنے کا ارادہ کیسے کیا؟ اور پھر وہ کام کیسے کیا؟ کیونکہ خواہش، ارادہ اور کام کرنا تو ایک زندہ ذات کی صفات ہیں۔ پھر اگر یہ توانائی ایک اندھی اور بے شعور فطرت میں ہوتی تو یہ کائنات اس فطرت سے یونہی بغیر کسی ارادے، بلا غرض، خود بخود ہی عمل میں آئی؟ تو کیا یہ عبث و بیکار، بے مقصد و بے معنی، بے غرض و غایت نہ ہوتی؟ اور کیا جب سائنسدان اس کائنات کا مطالعہ کرتے ہیں تو انہیں اس کائنات میں کوئی بدنظمی، کوئی بے اصولی، کوئی غلطی، کوئی کمی، کوئی خرابی نظر آتی ہے؟ کیا ان سائنسدانوں کے عمر بھر کے تجربات و مشاہدات اور تحقیق و تفتیش اس بات کو جھٹلا سکتے ہیں کہ اس کائنات کی کوئی بھی چیز فضول، عبث و بیکار نہیں؟ پس اس کائنات کو معرضِ وجود میں لانے والا نہ صرف یہ کہ ایک زندہ، بالارادہ سمجھ بوجھ رکھنے والی ذات تھی بلکہ الحکیم بھی تھی کہ جو کچھ کیا بہت حکمت سے کیا، العلیم بھی تھی کہ مکمل علم کے بغیر ایسی کاملیت (Perfection) ناممکن تھی، پس وہ توانائی ایک اندھی فطرت (Blind Nature) میں نہیں تھی، بلکہ وہ کام کرنے کی اہلیت ایک زندہ، بالارادہ ذات میں تھی جسے اللہ کے نام سے یاد کیا جاتا ہے۔

جب یہ کارخانۂ حیات ابھی محسوس اور مرئی پیکر میں نہیں آیا تھا، جب مادہ تخلیق نہیں ہوا تھا، اور بقول سائنسدان توانائی ابھی مخفی حالت میں تھی۔ تو اس مرحلہ کو "عالم امر" کے نام سے پکارا جاتا ہے۔ عالمِ امر میں اللہ (یعنی کام کرنے کی اہلیت رکھنے والی ذات) نے اپنی الوہیت کا اظہار چاہا (یعنی کام کرنے کا ارادہ کیا) اور اس کارگہ عالم کو پیدا کرنے اور اس کے نظم و نسق کو قائم رکھنے، اس کو مختلف مراحل سے گذارنے، مختلف اشیا کے خواص اور ان کے اندازے، فرشتے، ابلیس، انسان، چرندے، پرندے، درندے اور انکے کام اور مختلف ظاہری و باطنی استعداد غرضیکہ اس کائنات کی پیدائش سے تا ابد تک کے پروگرام کو، جیسے چاہا، سوچا اور ارادہ فرمایا۔ اس کے بعد جو کچھ محسوس اور مرئی پیکر میں سامنے آیا وہ "عالمِ خلق" کہلاتا ہے۔

اَلَا لَهُ الْخَلْقُ وَالْاَمْرُ (الاعراف ۵۴)	یاد رکھو کہ خلق اور امر سب اسی کے لیے ہے۔

"اللہ تعالیٰ نے جو کچھ سوچا" سے یہ مطلب نہیں کہ اس نے یہ سب کچھ ماضی میں کیا۔ خلقت وقت کی قید میں ہے، لیکن اللہ تعالیٰ ہر بندش سے آزاد ہے۔ ماضی، حال و مستقبل مخلوق کے لحاظ سے ہیں، خالق تو صرف حال (Now) جانتا ہے، کائنات کا ماضی، حال و مستقبل سب اس کے سامنے ہے۔ اس کیلئے نہ کوئی واقعہ گذر چکا ہے اور نہ ہی کوئی ایسا واقعہ ہے جو ابھی گذرنے والا ہے۔ یہ پھر ایک حالی مسئلہ ہے جو مکمل طور سے ہمارے احاطۂ ادراک سے باہر ہے لیکن پھر بھی انسان اپنے اب تک کے مشاہدات اور تجربات کی بناء پر غور و فکر کر کے اس نتیجہ پر ضرور پہنچ سکتا ہے کہ کم از کم کائنات میں اب تک کے رونما ہونے والے واقعات میں کوئی بھی چھوٹا یا بڑا ایسا حادثہ یا واقعہ نہیں جو اللہ تعالیٰ جل شانہ کے مشاہدہ میں نہ ہو۔

سائنسدانوں کا مشاہدہ ہے کہ روشنی ایک لاکھ چھیاسی ہزار میل فی سیکنڈ کی رفتار سے مسافت طے کرتی ہے، سائنسدان اس فاصلے کو جو روشنی ایک سال میں طے کرے "ایک نوری سال" کہتے ہیں جو تقریباً (1,86,000 x 60x60x24x365) میل ہے۔

سائنسدانوں کا مشاہدہ ہے کہ آسمان کی بلندیوں میں نظر آنے والے ان چھوٹے چھوٹے ستاروں اور سیاروں کے درمیان فاصلے اتنے عظیم ہیں کہ ان فاصلوں کو ناپنے کے لیے "نوری سال" کی اکائی فیل ہو گئی ہے۔

اشیاء روشنی کی وجہ سے نظر آتی ہیں جب ہم کسی نزدیکی شئے کی طرف نظر کرتے ہیں تو اس سے روشنی فوراً ہماری آنکھوں تک پہنچتی ہے اسلئے وہ شئے فوراً نظر آجاتی ہے اگر کوئی شئے ہم سے اتنی دور ہو کہ روشنی کو وہاں پہنچنے میں ایک سال لگ جائے تو وہ شئے ہمیں ایک سال بعد دکھائی دے گی۔ سورج ہم سے تقریباً ۵۰۰ سیکنڈ یعنی ۸ منٹ اور ۲۰ سیکنڈ نوری مسافت پر واقع ہے، یعنی سورج کی روشنی ہم تک پہنچنے میں ۸ منٹ اور ۲۰ سیکنڈ لیتی ہے، یعنی جس وقت ہم سورج کو دیکھ رہے ہوتے ہیں تو حقیقت میں اس سورج کو نہیں دیکھ رہے ہوتے جو وہاں موجود ہے بلکہ اصلی سورج کے اس عکس کو دیکھ رہے ہوتے ہیں جو ۸ منٹ اور ۲۰ سیکنڈ پہلے وہاں موجود تھا، اسلئے اصلی سورج اس نظر آنے والے سورج کے مقام سے بہت دور چلا گیا ہوگا۔

فرض کریں کہ مختلف اشخاص الف، ب، ج، د کو سورج سے بالترتیب ۲، ۴، ۶ اور ۸ منٹ

ا	ب	ج	د	زمین
طوفانِ نوح	خانہ کعبہ کی تعمیر	جنگِ بدر	واقعہ کربلا	موجودہ وقت

نوری مسافت پر کھڑا کر دیا جائے تو سورج میں رونما ہونے والا ہر واقعہ الف کو دو منٹ کے بعد، ب کو چار منٹ کے بعد، ج کو چھ منٹ کے بعد اور د کو آٹھ منٹ کے بعد نظر آئے گا۔ چھ منٹ بعد وہ واقعہ ج کے لیے حال ہو گا، الف اور ب کیلئے وہ واقعہ ماضی کا بن گیا ہو گا اور د کے لیے ابھی وہ واقعہ مستقبل میں ظہور پذیر ہو گا۔

اب فرض کر لیتے ہیں کہ ہماری زمین سے دُور چند سیارے ہیں' الف' ب' ج اور د' ہم سے سیارہ الف اتنے نوری سال دُور ہے جتنا کہ طوفانِ نوحؑ کا واقعہ' ب سیارہ ہم سے اتنے نوری سال دُور ہے جتنا کہ ابراہیم علیہ الصلوٰۃ والسلام کا وہ وقت جب وہ خانہ کعبہ کی تعمیر میں مصروف تھے' ج سیارہ ہم سے اتنے نوری سال دُور ہے جتنے سال کہ واقعہ بدر کو گذرے ہیں اور د سیارہ ہم سے اتنے نوری سال کی مسافت پر ہے جتنے سال کہ واقعہ کربلا کو ہوئے ہیں۔

فرض کریں کہ ان تمام سیاروں میں سائنسدان موجود ہیں اور وہ زمین پر ہونے والے تمام حالات کا بغور مطالعہ کر رہے ہیں' اور ایسا کرنے کیلئے انہیں وہ تمام آلات میسر ہیں جن کی انہیں ضرورت ہے' پس اس وقت سیارہ الف کے سائنسدان طوفانِ نوحؑ کے دلخراش واقعات دیکھ رہے ہوں گے' سیارہ ب والے حضرت اسماعیل علیہ الصلوٰۃ والسلام اور ان کے والدِ محترم حضرت ابراہیم علیہ الصلوٰۃ والسلام کو خانہ کعبہ کی تعمیر میں مصروف دیکھ رہے ہوں گے' سیارہ ج کے سائنسدان جنگِ بدر میں حق کی فتح اور باطل کی شکست سے لطف اندوز ہو رہے ہوں گے۔ سیارہ د کے حضرات حق و صداقت کی خاطر حضرت امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور ان کے ساتھ والوں کے دلسوز اور دل خراش مناظر دیکھتے ہوئے ہلکان ہو رہے ہوں گے' اور یہ سب کچھ اب اور اسی وقت ہو جبکہ آپ یہ سطور پڑھ رہے ہوں تو اہلِ زمین کیلئے سب واقعات ماضی کی داستانیں ہوں گی' سیارہ ج کیلئے طوفانِ نوح اور خانہ کعبہ کی تعمیر تو ماضی کی داستان بن چکی ہو گی' جنگِ بدر حال ہو گا' جبکہ واقعہ کربلا ابھی ان کیلئے رونما نہیں ہوا ہو گا۔

اب آپ یہ سب کچھ رب العالمین کی نظر سے دیکھیں جس کی نظر مکان و لامکان کو گھیرے ہوئے ہے' جس طرح آپ کی نظر میرے ڈالے ہوئے دائروں پر محیط ہے' آپ ایک ہی وقت میں سب دائرے دیکھ رہے ہیں۔ اسی طرح رب العالمین کائنات کے سب واقعات

اسی وقت دیکھ رہا ہے، اس کے نزدیک نہ کوئی واقعہ گذر چکا ہے اور نہ کوئی واقعہ ایسا ہے
جس کی بابت اللہ تعالیٰ کو خیال گذرے کہ یہ واقعہ تو ابھی ہونا ہے، اس کے نزدیک تمام واقعات
اب ہو رہے ہیں، کائنات تخلیق نہیں ہوئی، تخلیق ہو رہی ہے، اب بھی نیستی ہستی میں تبدیل
ہو رہی ہے اور ہستی نیستی میں۔ پس توانائی کی وہ حالت جو مشاہدے کی حالت میں ہے خلق
(Matter) ہے اور جو مشاہدے میں نہیں وہ امر (Energy) ہے۔ کُن امر ہے اور فیکون
خلق۔ کُن فیکون کی صدا جاری ہے، مادہ اور توانائی ہی کائنات اور اس کی سرگرمی
ہے (Matter and energy are both at work) —— (Matter) بھی کام
کرنے کی اہلیت، (Energy) بھی کام کرنے کی اہلیت، پس کام کرنے کی اہلیت سرگرم کام ہے۔
اَلَا لَهُ الْخَلْقُ وَالْاَمْرُ (الاعراف ۵۴)

جہاں تک انسان کی نیستت سے تعلق ہے تو تخلیق کے مراحل میں سب سے پہلا
مرحلہ امر کا تھا، امر سے توانائی حرکت میں آئی، یعنی کام کرنے کی اہلیت میں جنبش ہوئی۔
(The Potential energy became dynamic) —— اللہ کی صفات الخالق،
البدیع، الفاطر، الباری، المصور، المبدی اور المعید کا ظہور ہوا اور تخلیق کا عمل شروع ہوا۔

البدیع کے معنی ہیں "ابتداء کرنے والا۔" اور الفاطر کے معنی ہیں "نیست کو ہست
کرنے والا۔" اور چونکہ اتنا تو آج ہر کوئی جانتا ہے کہ توانائی تخلیق نہیں کی جاسکتی۔
(Energy cannot be created) اس لیے وہی توانائی (یعنی کام کرنے کی اہلیت)
جو پہلے سے موجود تھی اسی نے کام کی ابتداء کی، اور چونکہ مخلوق کی خلقت سے پہلے
مخلوق تھی ہی نہیں اس لیے البدیع اور الفاطر ماسوائے اللہ کے اور کوئی نہیں،
فَلِلّٰهِ الْحَمْدُ (سب تعریف اللہ ہی کے لیے ہے)

"کام کرنے کی اہلیت" (Energy) کا ظہور محسوس مادہ شکل میں ہوا — اور
(Energy materialized) مادہ کے وہ ذرّات بھی وجود میں آئے جن کو ہم نے الیکٹرون،
پروٹون، نیوٹرون وغیرہ وغیرہ کے نام دیئے ہیں، اور وہ ذرّات بھی جن کا ابھی تک انسانوں
کو صحیح علم نہیں اور ان الیکٹرون، پروٹون اور نیوٹرون سے ایٹم اور ایٹموں سے مالیکیول

اور مالیکیول سے عناصر (Elements) اور عناصر سے مرکبات معرضِ وجود میں آئے، اور جو منتشر دخان (Nabula) کی حالت میں تھے اور ان سے تمام ارض و سما کی تخلیق ہوئی اور ظاہر ہے کہ یہ سب کچھ اس اللہ نے تن تنہا کیا جو کام کرنے کی اہلیت رکھتا تھا، جو اللہ تھا۔

قُلْ اَئِنَّكُمْ لَتَكْفُرُوْنَ بِالَّذِيْ خَلَقَ الْاَرْضَ فِيْ يَوْمَيْنِ وَتَجْعَلُوْنَ لَهٗٓ اَنْدَادًا ۭ ذٰلِكَ رَبُّ الْعٰلَمِيْنَ ۝ وَجَعَلَ فِيْهَا رَوَاسِيَ مِنْ فَوْقِهَا وَبٰرَكَ فِيْهَا وَقَدَّرَ فِيْهَآ اَقْوَاتَهَا فِيْٓ اَرْبَعَةِ اَيَّامٍ ۭ سَوَاۗءً لِّلسَّاۗىِٕلِيْنَ ۝ ثُمَّ اسْتَوٰٓى اِلَى السَّمَاۗءِ وَهِىَ دُخَانٌ فَقَالَ لَهَا وَلِلْاَرْضِ ائْتِيَا طَوْعًا اَوْ كَرْهًا ۭ قَالَتَآ اَتَيْنَا طَاۗىِٕعِيْنَ ۝ فَقَضٰىهُنَّ سَبْعَ سَمٰوَاتٍ فِيْ يَوْمَيْنِ وَاَوْحٰى فِيْ كُلِّ سَمَاۗءٍ اَمْرَهَا ۭ وَزَيَّنَّا السَّمَاۗءَ الدُّنْيَا بِمَصَابِيْحَ ڰ وَحِفْظًا ۭ ذٰلِكَ تَقْدِيْرُ الْعَزِيْزِ الْعَلِيْمِ ۝

(سورۃ حٰمٓ السجدۃ آیت ۹ تا ۱۲)

تو کہہ دے کہ کیا تم اس اللہ (کی نعمتوں) کے ناشکرے بنتے ہو اور اسکے ساتھ ہمسر ٹھہراتے ہو جس نے زمین کو دو دوریں پیدا کیا (اور جو) سارے جہانوں کا پرورش کرنے والا ہے اور جس نے زمین ہی میں سے زمین کی سطح پر پہاڑ کھڑے کر دیئے اور اس میں برکت رکھدی اور اسکی غذاؤں کا اندازہ کیا (اور یہ سب کچھ) چار دوروں میں ہوا جو ضرورتمندوں کی ضرورت کے مطابق ہے۔ بعد اس کے (وہ) آسمان کی طرف متوجہ ہوا اور وہ دھویں کی حالت میں تھا پس اسے اور زمین کو کہا گیا کہ آؤ خواہ خوشی سے یا جبر سے، پس دونوں نے کہا کہ ہم بخوشی حاضر ہیں۔ پس دو دوریں سات آسمان درست کیے گئے اور ہر آسمان میں امر کو وحی کی گئی اور (نیز) ہم نے دنیاوی آسمان کو ستاروں سے مزین کیا اور اس کی حفاظت کی، یہ ہیں اندازے اس غالب اور علم والے کے۔

ان آیات سے یہ ثابت ہوتا ہے کہ جن لوگوں کا یہ کہنا ہے کہ: "خارجی کائنات میں ہر شے کیلئے جو راہ مقرر کی گئی ہے یا بقول انکے تم ان اشیاء کیلئے جو قوانین مقرر کیے گئے ہیں ان پر وہ مجبور کیے گئے ہیں یا بالفاظ دیگر ان راہوں کے بدلنے کی خواہش تک سے مجبور ہیں۔" ایسا بالکل نہیں

کائنات کی اشیاء اپنی مرضی سے نہ کہ جبر سے اللہ تعالیٰ کی اطاعت میں مصروف ہیں، وہ اپنی خواہشات کو اللہ تعالیٰ کی رضا کے سامنے ترک کر چکی ہیں۔ کائنات کے ذرّے ذرّے میں نفس موجود ہے، کائنات میں ایسی کوئی جگہ نہیں جہاں اللہ تعالیٰ اپنی کامل صفات کے ساتھ موجود نہ ہو، اس لیے کسی بھی جگہ کو بغیر حیات یا نفس کے تصور کرنا غلطی ہے، کائنات کی اشیاء پر اللہ تعالیٰ کے خوف کا غلبہ ثابت ہے۔

وَاِنَّ مِنَ الْحِجَارَةِ لَمَا يَتَفَجَّرُ مِنْهُ الْاَنْهٰرُ ؕ وَاِنَّ مِنْهَا لَمَا يَشَّقَّقُ فَيَخْرُجُ مِنْهُ الْمَآءُ ؕ وَاِنَّ مِنْهَا لَمَا يَهْبِطُ مِنْ خَشْيَةِ اللّٰهِ ؕ (سورۃ البقرہ آیت ۷۴)

اور پتھروں میں سے ایسے پتھر بھی ہیں جن سے نہریں پھوٹ پڑتی ہیں، اور ایسے بھی ہیں جن سے پھٹتے ہی پانی نکل آتا ہے اور بعض ایسے بھی ہیں جو اللہ کے ڈر سے گر پڑتے ہیں۔

نہ صرف یہ کہ مادہ اشیاء میں نفس موجود ہے بلکہ ان میں سمجھ بوجھ اور یادداشت کا مادہ بھی موجود ہے، اگر رب ان کو بولنے کی اجازت دے تو یہ سب اپنی آپ بیتی بیان کر دیں، مثلاً سورۃ الزلزال کی آیت ۱ تا ۵ میں زمین کا بعد وحی کے بولنا ثابت ہے:۔

اِذَا زُلْزِلَتِ الْاَرْضُ زِلْزَالَهَا ۙ وَاَخْرَجَتِ الْاَرْضُ اَثْقَالَهَا ۙ وَقَالَ الْاِنْسَانُ مَا لَهَا ۚ يَوْمَئِذٍ تُحَدِّثُ اَخْبَارَهَا ۙ بِاَنَّ رَبَّكَ اَوْحٰى لَهَا ؕ (سورۃ الزلزال آیت ۱ تا ۵)

اور جب زمین بڑے زور سے ہلا دی جائے گی اور زمین اپنا بوجھ نکال پھینکے گی اور انسان کہے گا کہ اس کو کیا ہو گیا، اس دن وہ اپنی خبریں بیان کرے گی اس لیے کہ آپ کا رب اس کو ایسا کرنے کا وحی کرے گا۔

اسی طرح انسان کے اپنے اعضاء کا قیامت کے دن بولنا ثابت ہے۔

اَلْيَوْمَ نَخْتِمُ عَلٰٓى اَفْوَاهِهِمْ وَتُكَلِّمُنَآ اَيْدِيْهِمْ وَتَشْهَدُ اَرْجُلُهُمْ بِمَا كَانُوْا يَكْسِبُوْنَ ۝ (یٰس آیت ۶۵)

آج ہم انکے مونہوں پر مہر لگا دیں گے اور ہمارے ساتھ ان کے ہاتھ بولیں گے اور انکے پاؤں ان کے کیے ہوئے اعمال کی گواہی دیں گے۔

وَيَوْمَ يُحْشَرُ اَعْدَآءُ اللّٰهِ اِلَى النَّارِ فَهُمْ يُوْزَعُوْنَ ۝ حَتّٰٓى اِذَا مَا جَآءُوْهَا

اور جس دن اللہ کے دشمن دوزخ کی طرف ہانکے جائیں گے تو وہ روک لیے جائیں گے

شَهِدَ عَلَيْهِمْ سَمْعُهُمْ وَاَبْصَارُهُمْ وَجُلُوْدُهُمْ بِمَا كَانُوْا يَعْمَلُوْنَ ۝ وَقَالُوْا لِجُلُوْدِهِمْ لِمَ شَهِدْتُّمْ عَلَيْنَا ؕ قَالُوْٓا اَنْطَقَنَا اللّٰهُ الَّذِیْٓ اَنْطَقَ كُلَّ شَیْءٍ وَّهُوَ خَلَقَكُمْ اَوَّلَ مَرَّةٍ وَّاِلَيْهِ تُرْجَعُوْنَ ۝ وَمَا كُنْتُمْ تَسْتَتِرُوْنَ اَنْ يَّشْهَدَ عَلَيْكُمْ سَمْعُكُمْ وَلَآ اَبْصَارُكُمْ وَلَا جُلُوْدُكُمْ وَلٰكِنْ ظَنَنْتُمْ اَنَّ اللّٰهَ لَا يَعْلَمُ كَثِيْرًا مِّمَّا تَعْمَلُوْنَ ۝ وَذٰلِكُمْ ظَنُّكُمُ الَّذِیْ ظَنَنْتُمْ بِرَبِّكُمْ اَرْدٰىكُمْ فَاَصْبَحْتُمْ مِّنَ الْخٰسِرِيْنَ ۝

(سورۃ حٰمٓ السجدہ آیت ۱۹ تا ۲۳)

یہانتک کہ جب وہ اس کے پاس آپہنچیں گے تو ان کی سماعت اور بینائی اور ان کی اپنی کھالیں ان کے کیے ہوئے اعمال کی گواہی دیں گی اور وہ اپنی کھالوں کو مخاطب کر کے کہیں گے کہ آخر تم نے ہمارے خلاف گواہی کیوں دی؟ وہ جواب دیں گی کہ ہمیں اس اللہ نے گویا کیا جس نے ہر چیز کو گویائی بخشی ہے۔ اسی نے تمہاری خلقت کی ابتدا کی تھی اور اسی کی طرف لوٹائے جاؤ گے، اور تم پرواہ نہ کرتے تھے کہ تمہاری سماعت، بینائی اور جلدیں تم پر گواہی دیں گی، بلکہ تمہارا یہ خیال تھا کہ اللہ تمہارے بہت سے اعمال کا علم ہی نہیں رکھتا اور تمہارے اسی خیال نے جو تم نے اپنے رب کے حق میں کیا تھا تمہیں برباد کیا، پھر تم نقصان اٹھانے والوں میں سے ہو گئے۔

زمین و آسمان پر اللہ تعالیٰ کا امانت پیش کرنا اور ان کا ڈرنا اور معذوری ظاہر کرنا بھی اس بات پر دلالت کرتی ہے کہ اشیاء بے حس، بے ادراک اور بے سمجھ نہیں۔

اِنَّا عَرَضْنَا الْاَمَانَةَ عَلَى السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ وَالْجِبَالِ فَاَبَيْنَ اَنْ يَّحْمِلْنَهَا وَاَشْفَقْنَ مِنْهَا۔ (الاحزاب ۷۲)

ہم نے امانت کو آسمانوں، زمین اور پہاڑوں پر پیش کیا انہوں نے اس کے اٹھانے سے معذوری ظاہر کی اور ڈر گئے۔

تمام اشیاء اللہ تعالیٰ کی تسبیح اور حمد کرتی ہیں۔

تُسَبِّحُ لَهُ السَّمٰوٰتُ السَّبْعُ وَالْاَرْضُ وَمَنْ فِيْهِنَّ ؕ وَاِنْ مِّنْ شَیْءٍ اِلَّا يُسَبِّحُ

سات آسمان، زمین اور ان میں جو بھی ہیں سب اللہ تعالیٰ کی تسبیح کرتی ہیں اور ایسی کوئی بھی شے

بِحَمْدِهٖ وَلٰکِنْ لَّا تَفْقَهُوْنَ تَسْبِيْحَهُمْ ؕ اِنَّهٗ كَانَ حَلِيْمًا غَفُوْرًا ۝ (سورۃ بنی اسرائیل آیت ۴۴)

نہیں جو اللہ تعالیٰ کی حمد اور تسبیح نہ کرتی ہو لیکن تم ان کی تسبیح کو نہیں سمجھتے، اللہ تعالیٰ بردباری والا اور بخشنے والا ہے۔

اگرچہ ہم ان کی تسبیحات نہیں سمجھتے لیکن وہ اپنی تسبیحات کو سمجھتے ہیں۔

اَلَمْ تَرَ اَنَّ اللّٰهَ يُسَبِّحُ لَهٗ مَنْ فِى السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ وَالطَّيْرُ صٰٓفّٰتٍ ؕ كُلٌّ قَدْ عَلِمَ صَلَاتَهٗ وَتَسْبِيْحَهٗ ؕ وَاللّٰهُ عَلِيْمٌۢ بِمَا يَفْعَلُوْنَ ۝ (سورہ نور آیت ۴۱)

کیا تم نے نہیں دیکھا کہ جو بھی آسمانوں اور زمین میں ہیں سب اللہ کی تسبیح کرتے ہیں اور پر پھیلائے اڑتے ہوئے پرندے بھی، ہر ایک نے اپنی صلوٰۃ اور تسبیح سمجھ رکھی ہے اور اللہ ان کے اعمال کا علم رکھتا ہے۔

سورۃ رحمٰن کی اس آیت سے کہ وَالنَّجْمُ وَالشَّجَرُ يَسْجُدٰنِ ۝ (الرحمٰن ۶) (یعنی ستارے اور درخت اللہ کو سجدہ کرتے ہیں) یہ بھی ظاہر ہے کہ وہ سوچ سمجھ کر اللہ تعالیٰ کے سامنے سجدہ ریز ہیں۔

کتب احادیث کے مطابق اُحد پہاڑ کا حضورؐ سے محبت رکھنا، حضورؐ کیلئے نیا منبر بننے کے بعد کھجور کے اُس تنا کا پھوٹ پھوٹ کر روتا جس پر حضور صلی اللہ علیہ وسلم خطبہ جمعہ کے وقت ٹیک لگاتے، اُس پہاڑ کا باقی پہاڑوں پر فخر کرنا جس پر اللہ تعالیٰ کا ذکر کیا جائے، نبوت سے پہلے ایک پتھر کا حضورؐ کو سلام کرنا، حجر اسود کا اُن لوگوں کے حق میں ایمان کی گواہی دینا جو اُسے حق کے ساتھ بوسہ دیں، وغیرہ وغیرہ ثابت ہیں جو اس بات کی نشاندہی کرتے ہیں کہ اشیاء میں حس و ادراک موجود ہے۔

علم النباتات کے سائنسدانوں نے بھی بہت سی ایسی باتیں دیکھی ہیں جن سے نباتات میں حس و ادراک کا پتہ چلتا ہے، اور وہ دن دور نہیں کہ ان کی مزید تحقیقات پتھر اور باقی مادی اشیاء میں بھی حس و ادراک کی نشاندہی کریں۔ انسان اور ان اشیاء میں یہ فرق بھی ہے کہ وہ خوشی خوشی (طوعًا) اللہ تعالیٰ کے احکامات کے سامنے سر جھکائے ہوئے ہیں۔ جبکہ انسانوں میں ایک کثیر تعداد ہر دور میں کڑھتے ہوئے (کرھًا) اللہ تعالیٰ کی طرف رواں رہتی ہے۔

اَلَمْ تَرَ اَنَّ اللّٰهَ يَسْجُدُ لَهٗ مَنْ فِى السَّمٰوٰتِ وَمَنْ فِى الْاَرْضِ وَالشَّمْسُ وَالْقَمَرُ وَالنُّجُوْمُ وَ الْجِبَالُ وَالشَّجَرُ وَالدَّوَآبُّ وَكَثِيْرٌ مِّنَ النَّاسِ ؕ وَكَثِيْرٌ حَقَّ عَلَيْهِ الْعَذَابُ ؕ وَمَنْ يُّهِنِ اللّٰهُ فَمَا لَهٗ مِنْ مُّكْرِمٍ ؕ اِنَّ اللّٰهَ يَفْعَلُ مَا يَشَآءُ ۩ السجدہ
(سورۃ الحج آیت ۱۸)

کیا تم نے نہیں دیکھا کہ جو کچھ آسمانوں میں ہے یا زمین میں، اور سورج چاند، ستارے پہاڑ، درخت، چوپائے اور انسانوں میں بھی ایک کثیر تعداد اللہ کو سجدہ کرتے ہیں، اور (انسانوں میں بہت سے ایسے بھی ہیں) جن پر عذاب مقرر ہو چکا ہے، اور جسے اللہ ذلیل کرتا ہے پھر اسے کوئی عزت نہیں دے سکتا، بے شک اللہ جو چاہتا ہے کرتا ہے۔

اور اس نے یہی کیا ہے کہ جو کوئی بھی اس کی طاقت، قوت اور کبریائی کا قائل ہوتا ہے اور بغیر چون و چرا، خوشی خوشی، غیر مشروط طور پر اس واحد القہار قادرِ مطلق اللہ کے سامنے ہتھیار ڈال دیتا ہے تو وہ اسے عزت دیتا ہے اور صراط العزیز الحمید پر چلا کر اپنے انعامات سے نوازتا جاتا ہے، اور جو اسکی قدرتِ مطلقہ میں اوروں کو شریک ٹھہراتا ہے اور اس ذاتِ یکتا کے سامنے ہتھیار نہیں ڈالتا تو اُسے ذلیل کر کے بالآخر جہنم رسید کر دیتا ہے۔

جب کوئی ذات تخلیق کرے اور پھر اس تخلیق میں دہرائے جانے کے مراحل بھی رکھ دے تو وہ بیک وقت البدیع۔ الفاطر، الخالق، الباری، المصور، المبدئ اور المعید ٹھہرے گا، کیونکہ:۔

البدیع

البدیع کہتے ہیں ابتدا کرنیوالے کو، موجد، شروع کرنیوالا (Originator) اور چونکہ اس ذات نے ہی خلقت کا عمل شروع کیا اس لیے البدیع ٹھہرا، اور البدیع صرف ایک اللہ ہی ہو سکتا ہے۔ کیونکہ جس میں کام کرنے کی صلاحیت بذاتِ خود موجود نہ ہو وہ تخلیق کی ابتداء کیسے کرے گا؟ پس البدیع صرف وہ اللہ ہی ہو سکتا ہے، جس کے بغیر کوئی اور اللہ نہیں۔

زمین و آسمان کی ابتداء اللہ ہی نے کی:

بَدِيْعُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ۔ (الانعام ۱۰۱)

(اللہ ہی) آسمانوں اور زمین کی ابتداء کرنیوالا ہے۔

بَدِیْعُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ ۭ وَاِذَا قَضٰٓی اَمْرًا فَاِنَّمَا یَقُوْلُ لَهٗ كُنْ فَیَكُوْنُ ۝
(سورۃ البقرہ آیت ۱۱۷)

(اللہ ہی) آسمانوں اور زمین کا موجد ہے جب وہ کسی امر کے متعلق فیصلہ کر لیتا ہے تو وہ صرف اتنا کہتا ہے کہ ہو جا اور وہ ہو جاتا ہے۔

انسان کی ابتداء بھی اُسی نے کی؛

اَلَّذِیْٓ اَحْسَنَ كُلَّ شَیْءٍ خَلَقَهٗ وَبَدَاَ خَلْقَ الْاِنْسَانِ مِنْ طِیْنٍ ۝ (سجدہ ۷)

(اللہ وہ ہے) جس نے جو چیز بھی بنائی تو خوب بنائی اور انسان کی پیدائش مٹی سے شروع کی۔

تمام خلقت کی ابتدا اُسی نے کی؛

قُلْ سِیْرُوْا فِی الْاَرْضِ فَانْظُرُوْا كَیْفَ بَدَاَ الْخَلْقَ ثُمَّ اللّٰهُ یُنْشِئُ النَّشْاَةَ الْاٰخِرَةَ ۭ اِنَّ اللّٰهَ عَلٰی كُلِّ شَیْءٍ قَدِیْرٌ ۝
(العنکبوت آیت ۲۰)

انہیں کہہ دو کہ زمین میں گھوم پھر کر دیکھو کہ اس نے کس طرح مخلوق کی ابتدا کی پھر آخری دفعہ بھی وہی پیدا کرے گا بے شک اللہ ہر شے پر قدرت رکھتا ہے۔

پس اللہ تعالیٰ ہی البدیع (ORIGINATOR) ہے۔

الفاطر

البدیع ہی کے قریب المعنیٰ الفاطر بھی ہے۔ یہ اسم سورۃ یوسف میں یوسف علیہ السلام نے اللہ تعالیٰ سے دعا کے وقت استعمال کیا تھا۔

فَاطِرَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ ۣ اَنْتَ وَلِیّٖ فِی الدُّنْیَا وَالْاٰخِرَةِ ۚ تَوَفَّنِیْ مُسْلِمًا وَّاَلْحِقْنِیْ بِالصّٰلِحِیْنَ ۝
(سورۃ یوسف ۱۰۱)

اے آسمانوں اور زمین کی ابتداء کرنے والے تو ہی دنیا و آخرت میں میرا کارساز ہے، تو مجھے مسلمان کی موت دے اور مجھے صالحین کے گروہ میں شامل کر۔

سورۃ الانعام میں بھی اس اسم کا استعمال ہوا ہے۔

قُلْ اَغَیْرَ اللّٰهِ اَتَّخِذُ وَلِیًّا فَاطِرِ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ وَهُوَ یُطْعِمُ وَلَا یُطْعَمُ ۭ

کہہ دو کہ کیا میں اس اللہ کے سوا اوروں کو اپنا دوست (مددگار) بنا لوں جو آسمانوں اور

قُلْ اِنِّیْٓ اُمِرْتُ اَنْ اَکُوْنَ اَوَّلَ مَنْ اَسْلَمَ وَلَا تَکُوْنَنَّ مِنَ الْمُشْرِکِیْنَ ○ (الانعام ۱۴)

زمین کا فاطر (ابتداء کرنے والا) ہے اور جو سب کو کھلاتا ہے اور اُسے کوئی نہیں کھلاتا کہہ دو کہ مجھے تو سب سے پہلے فرمانبردار (بندہ) بننے کا حکم دیا گیا ہے اور (یہ کہ) تو ہرگز مشرکوں میں سے نہ ہونا۔

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ فَاطِرِ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ جَاعِلِ الْمَلٰٓئِکَةِ رُسُلًا اُولِیْٓ اَجْنِحَةٍ مَّثْنٰی وَثُلٰثَ وَرُبٰعَ ؕ یَزِیْدُ فِی الْخَلْقِ مَا یَشَآءُ ؕ اِنَّ اللّٰهَ عَلٰی کُلِّ شَیْءٍ قَدِیْرٌ ○

(سورۃ الفاطر آیت ۱)

سب تعریفیں اسی اللہ کے لیے ہیں جو آسمانوں اور زمین کی ابتداء کرنے والا ہے اور جو ان فرشتوں سے رسالت کا کام لیتا ہے جن کے دو دو، تین تین اور چار چار پر ہیں' وہ اپنی خلقت میں اپنی چاہت کے مطابق زیادتی کرتا رہتا ہے، یقیناً اللہ ہر شے پر قادر ہے۔

چونکہ اس میں کوئی شک نہیں کہ کائنات کی ابتداء ہوئی ہے اور یہ ابتداء اسی اللہ نے کی جو تن تنہا الٰہ (توانائی کا مالک) ہے، پس اللہ تعالیٰ ہی البدیع اور الفاطر ہے اور چونکہ کائنات کی ابتداء سے پہلے کسی قسم کی مخلوق ابھی پیدا ہی نہیں ہوئی تھی، پس البدیع اور الفاطر اللہ تعالیٰ کے علاوہ کوئی اور ہے بھی نہیں۔

الخالق۔ الباری۔ المصوّر

البدیع اور الفاطر کے بعد اللہ تعالیٰ کی جو صفات ترتیب وار سامنے آتی ہیں وہ ہیں

الخالق ـــ الباری ـــ المصوّر ـــ

الخالق خلق کے معنی ہیں کسی شے کا اندازہ کرنا، پھر اس شے کو اندازے اور پیمانے کے مطابق بنانا، چونکہ خلقت نے اپنی خلقت کے لیے نہ تو خود اندازے مقرر کیے اور نہ ہی خود اپنے آپ کو کسی مقررہ اندازوں اور پیمانوں کے مطابق بنایا، اور خالق کے معنی ہوں گے: مختلف عناصر کو نئی نئی ترکیبیں دینا اور اس طرح ان سے اور

چیزیں پیدا کرنا۔ مثلاً اگر اللہ تعالیٰ نے اپنی صفت البدیع کا اظہار بنیادی ذرات (Fundamental Particles) الیکٹرون، پروٹون اور نیوٹرون پیدا کر کے کیا۔ تو پھر ان ذرات کیلئے مختلف اندازے اور پیمانے مقرر کر کے ان سے مختلف عناصر (Elements) کو وجود میں لانے اور ان عناصر سے پھر مختلف پیمانوں کے مطابق گوناگوں مرکبات (Compound) پیدا کرنے سے الخالق ہونے کا ثبوت دیا۔

الباری | باری کا مادہ ب را (ب رأ) ہے جس کے بنیادی معنی ہیں کسی چیز کا ان چیزوں سے الگ ہو جانا جو اس کی غیر ہوں سورہ توبہ میں ہے: بَرَآءَةٌ مِّنَ اللّٰهِ وَرَسُوْلِهٖ (التوبہ ۱) یہ اللہ اور اس کے رسول کی طرف سے (مشرکین مکہ سے) الگ ہونے کا اعلان ہے۔

اِذْ تَبَرَّاَ الَّذِيْنَ اتُّبِعُوْا مِنَ الَّذِيْنَ اتَّبَعُوْا - (البقرہ آیت ۱۶۶)

جب وہ لوگ بیزار ہو جائیں گے جن کی پیروی کی گئی تھی اُن لوگوں سے جنہوں نے پیروی کی تھی۔

جب لیڈر اپنے پیروکاروں سے الگ ہو جائیں، بیزار ہو جائیں۔ سورۃ البقرہ میں ہے کہ:

وَاِذْ قَالَ مُوْسٰى لِقَوْمِهٖ يٰقَوْمِ اِنَّكُمْ ظَلَمْتُمْ اَنْفُسَكُمْ بِاتِّخَاذِكُمُ الْعِجْلَ فَتُوْبُوْٓا اِلٰى بَارِئِكُمْ فَاقْتُلُوْٓا اَنْفُسَكُمْ ؕ ذٰلِكُمْ خَيْرٌ لَّكُمْ عِنْدَ بَارِئِكُمْ ؕ فَتَابَ عَلَيْكُمْ ؕ اِنَّهٗ هُوَ التَّوَّابُ الرَّحِيْمُ ۝ (سورۃ البقرہ آیت ۵۴)

اور (یاد کرو) جبکہ موسیٰ (علیہ الصلوٰۃ والسلام) نے اپنی قوم سے کہا کہ اے میری قوم اس بچھڑے کو اختیار کر کے آپ نے بلاشک و شبہ اپنی جانوں پر ظلم کیا ہے، سو اپنے "الباری" کی طرف متوجہ ہو جاؤ اور اپنی جانوں کو قتل کرو، کہ یہی تمہارے لیے تمہارے "الباری" کے نزدیک بہتر ہے، پھر وہ (اللہ) تمہاری طرف متوجہ ہوا اور وہ ہے ہی توبہ کرنے والا رحم کرنے والا۔

چونکہ موسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام کی اُمت میں دو گروہ ہو گئے تھے، ایک بچھڑے کو پوجنے والے مشرک اور دوسرے اللہ کی بندگی پر قائم رہنے والے موحد۔ اور موحدوں کو

اپنے میں سے مشرکوں کو الگ کرنے اور ختم کرنے کا حکم تھا۔ تو اس موقعہ کی مناسبت سے اللہ تعالیٰ کے اسم "الباری" کی طرف متوجہ کرنے میں ایک حکمت بھی تھی کہ یہ اللہ تعالیٰ جل شانہٗ کی "الباری" ہی صفت ہے جو موزوں سے غیر موزوں کو، کسی شے کو اس کی غیر سے علیحدگی کا خواہاں ہے۔

اسی "الگ" ہونے کے معنوں کے باعث کبھی کبھی اس طرف بھی خیال جاتا ہے کہ اللہ تعالیٰ کو "الباری" اس لحاظ سے بھی کہہ سکتے ہیں کہ وہ مخلوق سے الگ بلکہ مخلوق کا غیر ہے۔ نہ اللہ میں مخلوق کی صفات ہیں اور نہ مخلوق میں اللہ کی صفات، لیکن اگر سورۃ الحشر کی آخری آیت کی ترتیب کو ملحوظ خاطر رکھیں، یعنی

هُوَ اللّٰهُ الْخَالِقُ الْبَارِئُ الْمُصَوِّرُ لَهُ الْاَسْمَآءُ الْحُسْنٰى۔ (الحشر ۲۴)

تو یوں لگتا ہے جیسے تخلیقِ اشیاء کے تین مراحل کا ترتیب وار ذکر کیا گیا ہے۔ پہلے خلقت یعنی بنیادی ذرات سے عناصر مرکبات اور اشیاء کی تخلیق جو الخالق کی صفت کو ظاہر کرتی ہے، پھر برأۃ یعنی ہر عنصر کو دوسرے عنصر سے الگ رکھنا۔ یعنی ہر عنصر کا دوسرے عنصر سے تمام طبعی (Physical) اور کیمیائی (Chemical) خواص (Properties) میں جدا جدا ہونا، جو "الباری" صفت کی نشاندہی کرتی ہے، اور آخر میں مصوریت یعنی انہیں ایک متعین شکل وصورت (Shape) یا نقشہ (Form) عطا کرنا، جو المصور کی صفت کی طرف راہنمائی کرتی ہے۔

اَلْمُصَوِّرُ

اَلصُّوْرَۃُ کے معنی ہیں شکل، ہیئت یا وہ خدوخال جس سے ایک انسان یا شے کو پہچانا جائے اور امتیاز کیا جائے۔ صَوَّرَ کے معنی ہیں صورت بنانا اور اَلْمُصَوِّرُ کے معنی ہوں گے صورت بنانے والا، صورت گری کرنے والا۔ اللہ ہی المصور ہے۔

هُوَ اللّٰهُ الْخَالِقُ الْبَارِئُ الْمُصَوِّرُ (سورۃ الحشر ع ۲۴)	وہی اللہ خالق بھی ہے، باری بھی ہے اور مصور بھی۔

یعنی اسی نے کائنات اور کائنات کی تمام اشیاء کو تخلیق بھی کیا، اسی نے

ہر شے میں جدا جدا خواص بھی رکھے اور اسی نے ہر شے کی "صورت گری" بھی کی۔
ظاہر ہے کہ یہ سب کچھ اس قادرِ مطلق کے علاوہ کسی نے نہیں کیا جو توانائی کا منبع اور سرچشمہ ہے جس میں کام کرنے کی اہلیت ہے اور جو کام کرنے کی اس اہلیت کو بروئے کار بھی لا سکتا ہے۔

هُوَ الَّذِي يُصَوِّرُكُمْ فِي الْأَرْحَامِ كَيْفَ يَشَاءُ ۚ لَا إِلَٰهَ إِلَّا هُوَ الْعَزِيزُ الْحَكِيمُ ○ (آل عمران ع ۶)	(اللہ) وہی ہے جو جس طرح چاہتا ہے ارحام (ماں کے پیٹ) میں تمہیں صورتیں دیتا ہے، اس کے سوا کوئی الٰہ نہیں، وہ (بڑا ہی) زبردست ہے (اور بڑی ہی) حکمت والا ہے۔
خَلَقَ السَّمَاوَاتِ وَالْأَرْضَ بِالْحَقِّ وَصَوَّرَكُمْ فَأَحْسَنَ صُوَرَكُمْ ۖ وَإِلَيْهِ الْمَصِيرُ ○ (سورة التغابن ع ۳)	اسی (اللہ) نے آسمانوں اور زمین کو حق کے ساتھ تخلیق کیا، اور تمہاری صورتیں بنائیں اور (کیا ہی) اچھی صورتیں بنائیں اور تمہیں اس کی طرف لوٹ کر جانا ہے۔
وَلَقَدْ خَلَقْنَاكُمْ ثُمَّ صَوَّرْنَاكُمْ ثُمَّ قُلْنَا لِلْمَلَائِكَةِ اسْجُدُوا لِآدَمَ (سورة الاعراف آیت ۱۱)	اور ہم ہی نے تمہیں پیدا کیا پھر تمہاری صورتیں بنائیں، پھر ملائکہ کو کہا کہ آدم کو سجدہ کرو۔

اسی نے زمین اور آسمان کو تخلیق کیا:

وَمِنْ آيَاتِهِ خَلْقُ السَّمَاوَاتِ وَالْأَرْضِ وَاخْتِلَافُ أَلْسِنَتِكُمْ وَأَلْوَانِكُمْ ۚ إِنَّ فِي ذَٰلِكَ لَآيَاتٍ لِلْعَالِمِينَ ○ (سورة الروم آیت ۲۲)	اور اس کی نشانیوں میں سے ارض و سمٰوات کی تخلیق بھی ہے اور تمہاری زبانوں اور رنگوں کا اختلاف بھی (لیکن) یقیناً یہ نشانیاں علم رکھنے والوں کے لیے ہیں۔
تَنْزِيلًا مِمَّنْ خَلَقَ الْأَرْضَ وَالسَّمَاوَاتِ الْعُلَى ○ (سورة طٰہٰ ع ۲)	(یہ کلام) اس کی طرف سے نازل ہوا ہے جس نے زمین اور بلند آسمانوں کو پیدا کیا۔

اُس نے زمین و آسمان کو چھ دور میں تخلیق کیا

وَهُوَ الَّذِیْ خَلَقَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ فِیْ سِتَّةِ اَیَّامٍ وَّكَانَ عَرْشُهٗ عَلَى الْمَآءِ لِیَبْلُوَكُمْ اَیُّكُمْ اَحْسَنُ عَمَلًا ط (سورۃ ھود آیت ۷)	(اللہ) وہی ہے جس نے آسمانوں اور زمین کو چھ دور میں تخلیق کیا اور جبکہ اس کا عرش پانی پر تھا تاکہ تمہیں آزمائے کہ تم میں سے کون اچھے عمل کرتا ہے۔
وَلَقَدْ خَلَقْنَا السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ وَمَا بَیْنَهُمَا فِیْ سِتَّةِ اَیَّامٍ ق وَّمَا مَسَّنَا مِنْ لُّغُوْبٍ ۝ (سورۃ قٓ آیت ۳۸)	اور بیقیناً ہم نے ارض و سمٰوٰت اور جو کچھ ان کے درمیان ہے ان سب کو چھ دور میں پیدا کیا اور ہمیں تھکان نے چھوا تک نہیں۔
اَللّٰهُ الَّذِیْ خَلَقَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ وَمَا بَیْنَهُمَا فِیْ سِتَّةِ اَیَّامٍ ثُمَّ اسْتَوٰى عَلَى الْعَرْشِ ط (سورۃ السجدہ آیت ۴)	اللہ وہی تو ہے جس نے ارض و سمٰوٰت کو اور جو کچھ ان کے درمیان ہے ان سب کو چھ دور میں پیدا کیا اور پھر عرش پر مستوی ہوا (تاکہ اس نظام کائنات کی ربوبیت کرے)۔

رات دن، شمس و قمر (نور و ظلمات) کا خالق بھی وہی ہے:

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِیْ خَلَقَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ وَجَعَلَ الظُّلُمٰتِ وَالنُّوْرَ ۵ (سورۃ الانعام آیت ۱)	سب تعریف اس اللہ ہی کے لیے ہے جس نے آسمانوں اور زمین کو تخلیق کیا اور اندھیرا اور اجالا بنایا۔
وَهُوَ الَّذِیْ خَلَقَ الَّیْلَ وَالنَّهَارَ وَالشَّمْسَ وَالْقَمَرَ ط (الانبیاء ۳۳)	(اللہ) وہی تو ہے جس نے رات اور دن اور سورج اور چاند تخلیق کیے۔
وَمِنْ اٰیٰتِهِ الَّیْلُ وَالنَّهَارُ وَالشَّمْسُ وَالْقَمَرُ ط لَا تَسْجُدُوْا لِلشَّمْسِ وَلَا لِلْقَمَرِ	اور رات اور دن اور سورج اور چاند اس کی نشانیوں میں سے ہیں، سو نہ سورج کو سجدہ

وَاسْجُدُوْا لِلّٰهِ الَّذِیْ خَلَقَهُنَّ
اِنْ كُنْتُمْ اِیَّاهُ تَعْبُدُوْنَ ۝
(سورہ حٰمٓ السجدہ آیت ۳۷)

کرو اور نہ چاند کو بلکہ اُس اللہ کو سجدہ کرو جس نے ان کو پیدا کیا ہے، اگر تم اس کی بندگی (غلامی) اختیار کیے ہوئے ہو۔

موت و حیات کا خالق بھی وہی ہے:

نِ الَّذِیْ خَلَقَ الْمَوْتَ وَالْحَیٰوةَ
لِیَبْلُوَكُمْ اَیُّكُمْ اَحْسَنُ عَمَلًا ط
(سورۃ الملک آیت ۲)

(اللہ وہی ہے جس نے موت و حیات کو پیدا کیا تاکہ تمہاری آزمائش کرے کہ تم میں حسن اعمال والا کون ہے۔

جنّات کا خالق بھی وہی ہے:

وَجَعَلُوْا لِلّٰهِ شُرَكَآءَ الْجِنَّ وَ
خَلَقَهُمْ ۔ (الانعام ۱۰۰)

اور لوگ اللہ کے ساتھ جنّوں کو شریک کرتے ہیں حالانکہ وہ ان کا خالق ہے۔

آسمان بھی ایک دو نہیں پورے سات تخلیق کئے ہیں، انہیں بے ستون کھڑا کیا اور ان میں کوئی نقص و فتور نہیں۔

هُوَ الَّذِیْ خَلَقَ لَكُمْ مَّا فِی الْاَرْضِ
جَمِیْعًا ق ثُمَّ اسْتَوٰۤی اِلَی السَّمَآءِ
فَسَوّٰهُنَّ سَبْعَ سَمٰوٰتٍ ط
وَهُوَ بِكُلِّ شَیْءٍ عَلِیْمٌ ۝
(سورۃ البقرہ آیت ۲۹)

(اللہ) وہی تو ہے جس نے زمین میں جو کچھ بنایا تمہارے ہی لیے بنایا پھر آسمان کی طرف متوجہ ہوا تو انہیں سات آسمان بنایا اور اسے (اپنی تخلیق کا) مکمل علم ہے۔

وَبَنَیْنَا فَوْقَكُمْ سَبْعًا شِدَادًا ۝
وَّجَعَلْنَا سِرَاجًا وَّهَّاجًا ۝
(سورۃ النبأ آیت ۱۲، ۱۳)

اور ہم ہی نے تمہارے اوپر سات مضبوط آسمان بنائے، اور ہم نے (اس میں) ایک روشن چراغ (سورج) بنایا۔

اَلَّذِیْ خَلَقَ سَبْعَ سَمٰوٰتٍ طِبَاقًا ط

(وہ اللہ بابرکت ہے) جس نے سات آسمان

مَا تَرٰى فِیْ خَلْقِ الرَّحْمٰنِ مِنْ تَفٰوُتٍ ؕ فَارْجِعِ الْبَصَرَ ۙ هَلْ تَرٰى مِنْ فُطُوْرٍ ○ ثُمَّ ارْجِعِ الْبَصَرَ كَرَّتَیْنِ یَنْقَلِبْ اِلَیْكَ الْبَصَرُ خَاسِئًا وَّ هُوَ حَسِیْرٌ ○ وَلَقَدْ زَیَّنَّا السَّمَآءَ الدُّنْیَا بِمَصَابِیْحَ (سورۃ الملک آیت ۳ تا ۵)

اوپر تلے پیدا کئے، تو اللہ کی خلقت میں کوئی خلل نہ دیکھے گا، سو تو پھر نگاہ ڈال کر دیکھ، کیا کہیں تجھے کوئی خلل نظر آتا ہے، پس بار بار نگاہ ڈال کر دیکھ آخر کار تیری نگاہ ذلیل و درماندہ ہو کر تیری طرف لوٹ آئے گی۔ دکیونکہ یہ ایک اندھی فطرت کا کارنامہ نہیں بلکہ ایک حی و قیوم خالق کی تخلیق ہے) اور ہم نے قریب کے آسمان کو چراغوں (ستاروں) سے آراستہ کیا ہوا ہے۔

وَلَقَدْ خَلَقْنَا فَوْقَكُمْ سَبْعَ طَرَآئِقَ ۖ وَمَا كُنَّا عَنِ الْخَلْقِ غٰفِلِیْنَ ○ (المومنون ۱۷)

اور ہم نے تمہارے اوپر سات راستے بنائے اور ہم اپنی خلقت سے غافل نہ تھے۔

اَللّٰهُ الَّذِیْ رَفَعَ السَّمٰوٰتِ بِغَیْرِ عَمَدٍ ۔ (سورۃ الرعد ۲)

اللہ وہی تو ہے جس نے آسمانوں کو بغیر ستون کے بلند کیا۔

اِس کے علاوہ کوئی بھی کچھ پیدا نہیں کر سکتا

وَاتَّخَذُوْا مِنْ دُوْنِهٖۤ اٰلِهَةً لَّا یَخْلُقُوْنَ شَیْئًا وَّهُمْ یُخْلَقُوْنَ وَلَا یَمْلِكُوْنَ لِاَنْفُسِهِمْ ضَرًّا وَّلَا نَفْعًا وَّلَا یَمْلِكُوْنَ مَوْتًا وَّلَا حَیٰوةً وَّلَا نُشُوْرًا ○ (سورۃ الفرقان آیت ۳)

اور انہوں نے اللہ تعالیٰ کے علاوہ اور الٰہ اختیار کر رکھے ہیں (اور سمجھتے ہیں کہ وہ بھی کام کرنے کی اہلیت رکھتے ہیں حالانکہ حقیقت یہ ہے کہ) وہ کوئی شے بھی تخلیق نہیں کر سکتے اور وہ خود مخلوق ہیں وہ تو اپنی ذات کیلئے بھی نفع و نقصان کے مالک نہیں (تو پھر تمہیں نفع و نقصان پہنچائیں گے) نہ موت انکی ملکیت ہے، نہ حیات اور نہ حیات بعد الممات۔

هٰذَا خَلْقُ اللّٰهِ فَاَرُوْنِیْ مَاذَا

یہ سب کچھ تو اللہ کی تخلیق ہے، ذرا بتاؤ

خَلَقَ الَّذِيْنَ مِنْ دُوْنِهٖ ؕ بَلِ الظّٰلِمُوْنَ فِيْ ضَلٰلٍ مُّبِيْنٍ ۝ ع

(سورہ لقمٰن ۔ ۱۱)

تو سہی کہ اس کے علاوہ اوروں نے کیا پیدا کیا ہے بلکہ یہ ظالم دُور کی گمراہی میں پڑے ہوئے ہیں۔

قُلْ اَرَءَيْتُمْ شُرَكَآءَكُمُ الَّذِيْنَ تَدْعُوْنَ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ ؕ اَرُوْنِيْ مَاذَا خَلَقُوْا مِنَ الْاَرْضِ اَمْ لَهُمْ شِرْكٌ فِي السَّمٰوٰتِ ج

(سورۃ الفاطر آیت ۴۰)

بھلا بتاؤ تو وہ لوگ جن کو تم اللہ کے ساتھ (صفات میں) شریک کرتے ہو اور ان کو اللہ کے سوا پکارتے ہو ذرا مجھے بتاؤ تو سہی کہ انہوں نے زمین کا کونسا ٹکڑا بنایا ہے یا آسمانوں کے کسی حصے میں وہ میرے شریک ہیں۔

قُلْ اَرَءَيْتُمْ مَّا تَدْعُوْنَ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ اَرُوْنِيْ مَاذَا خَلَقُوْا مِنَ الْاَرْضِ اَمْ لَهُمْ شِرْكٌ فِي السَّمٰوٰتِ ؕ اِيْتُوْنِيْ بِكِتٰبٍ مِّنْ قَبْلِ هٰذَآ اَوْ اَثٰرَةٍ مِّنْ عِلْمٍ اِنْ كُنْتُمْ صٰدِقِيْنَ ۝

(سورۃ الاحقاف آیت ۴)

بھلا بتلاؤ تو وہ لوگ جن کو تم اللہ کے سوا پکارتے ہو ذرا مجھے دکھاؤ تو سہی کہ انہوں نے زمین کا کونسا ٹکڑا بنایا ہے یا آسمانوں کے کسی حصے میں شرکت رکھتے ہیں، کوئی کتاب ہی لاؤ جو اس (قرآن) سے پہلے کی ہو یا آثارِ علمیہ میں سے کوئی اور چیز (ہی لے آؤ) اگر تم (اپنے قول میں) سچے ہو تو!

وَالَّذِيْنَ يَدْعُوْنَ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ لَا يَخْلُقُوْنَ شَيْـًٔا وَّهُمْ يُخْلَقُوْنَ ۝ؕ (سورۃ النحل آیت ۲۰)

اور جن کو یہ لوگ اللہ کے سوا پکارتے ہیں انہوں نے کسی چیز کو تخلیق نہیں کیا وہ تو خود کسی کی تخلیق ہیں۔ (یعنی اللہ کی)

اِنَّ الَّذِيْنَ تَدْعُوْنَ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ لَنْ يَّخْلُقُوْا ذُبَابًا وَّلَوِ اجْتَمَعُوْا لَهٗ ؕ وَاِنْ يَّسْلُبْهُمُ الذُّبَابُ شَيْـًٔا لَّا يَسْتَنْقِذُوْهُ مِنْهُ ؕ ضَعُفَ الطَّالِبُ

بیشک جن کو تم اللہ کے سوا پکارتے ہو وہ تو ایک مکھی بھی پیدا نہیں کر سکتے (اور) خواہ سب کے سب (ایک مکھی کے بنانے پر) اکٹھے مل کر ہی کوشش کیوں نہ کریں (حتیٰ کہ) اگر ایک مکھی ان سے کچھ چھین لیجائے تو (ان میں اتنی

وَالْمَطْلُوْبُ ۝ (سورۃ الحج ۷۳) | قدرت بھی نہیں کہ اسے اس چیز کو واپس لے سکیں سو

کس قدر بے بس ہیں طالب (مانگنے والے) اور مطلوب (جن سے مانگا جا رہا ہے) سب بے قوت ہیں۔

يٰٓاَيُّهَا النَّاسُ اذْكُرُوْا نِعْمَتَ اللّٰهِ عَلَيْكُمْ ؕ هَلْ مِنْ خَالِقٍ غَيْرُ اللّٰهِ يَرْزُقُكُمْ مِّنَ السَّمَآءِ وَالْاَرْضِ ؕ لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ ؗ فَاَنّٰى تُؤْفَكُوْنَ ۝ (سورۃ الفاطر آیت ۳)

اے لوگو! اللہ کی نعمتوں کو یاد کرو جو اس نے تم پر کی ہیں، کیا اللہ کے سوا زمین میں اور آسمانوں میں کوئی اور خالق بھی ہے جو تمہیں رزق دیتا ہو؟ اس کے سوا کوئی الٰہ نہیں، پھر تم کدھر پھرے جا رہے ہو؟

اسی نے خلقت کی ابتداء کی ہے اور وہی اس کا اعادہ کر رہا ہے

یعنی وہی المبدی (پہلی بار پیدا کرنیوالا) اور وہی المعید (اعادہ کرنے والا) ہے

اَللّٰهُ يَبْدَؤُا الْخَلْقَ ثُمَّ يُعِيْدُهٗ ثُمَّ اِلَيْهِ تُرْجَعُوْنَ ۝ (سورۃ الروم آیت ۱۱)

اللہ ہی نے خلقت کی ابتداء کی اور وہی اسے دہراتا ہے (اور یہ دہرائے جانے کا عمل ابدالآباد تک جاری نہیں رہے گا بلکہ ایک دن) اسی کی طرف تم سب کو لوٹنا ہے۔

وَهُوَ الَّذِيْ يَبْدَؤُا الْخَلْقَ ثُمَّ يُعِيْدُهٗ وَهُوَ اَهْوَنُ عَلَيْهِ ؕ (سورۃ الروم آیت ۲۷)

اسی کی ذات ہے جو خلقت کی ابتداء کرتی ہے اور پھر اس کو دہراتی رہتی ہے، اور یہ سب کچھ اس پر بہت آسان ہے

اَوَلَمْ يَرَوْا كَيْفَ يُبْدِئُ اللّٰهُ الْخَلْقَ ثُمَّ يُعِيْدُهٗ ؕ اِنَّ ذٰلِكَ عَلَى اللّٰهِ يَسِيْرٌ ۝ (سورۃ العنکبوت آیت ۱۹)

کیا یہ نہیں دیکھتے کہ اللہ نے خلقت کی ابتداء کیسے کی اور وہ کس طرح اسے دہراتا ہے؟ یقیناً یہ سب کچھ اللہ کے لیے آسان ہے۔

قُلْ هَلْ مِنْ شُرَكَآئِكُمْ مَّنْ يَّبْدَؤُا الْخَلْقَ ثُمَّ يُعِيْدُهٗ ؕ قُلِ

ان سے پوچھو کہ آیا جن کو تم (اللہ کی صفات میں) شریک قرار دیتے ہو، کیا ان میں سے کوئی ایسا

اللّٰہِ یَبۡدَؤُا الۡخَلۡقَ ثُمَّ یُعِیۡدُہٗ فَاَنّٰی تُؤۡفَکُوۡنَ ۝
(سورہ یونس آیت ۳۴)

بھی ہے جس نے خلقت کی ابتداء کی ہو اور پھر اس کا اعادہ کرتا ہو؟ (اور آپ تو بانگِ دہل) کہہ دیجئے کہ اللہ ہی نے خلقت کی ابتداء کی ہے

اور وہی اس کا اعادہ کرتا ہے سو تم پھر کہاں (حق سے) پھرے جاتے ہو؟

اتنا تو ان سب کو اقرار ہے کہ زمین، آسمان، سورج، چاند ستارے سب اللہ نے پیدا کیے ہیں۔

وَلَئِنۡ سَاَلۡتَہُمۡ مَّنۡ خَلَقَ السَّمٰوٰتِ وَالۡاَرۡضَ لَیَقُوۡلُنَّ خَلَقَہُنَّ الۡعَزِیۡزُ الۡعَلِیۡمُ ۙ (سورۃ الزخرف ۹)

اگر ان سے پوچھو کہ آسمانوں اور زمین کو کس نے پیدا کیا، تو وہ یقیناً یہی کہیں گے کہ اسے العزیز اور العلیم ذات نے پیدا کیا۔

وَلَئِنۡ سَاَلۡتَہُمۡ مَّنۡ خَلَقَہُمۡ لَیَقُوۡلُنَّ اللّٰہُ فَاَنّٰی یُؤۡفَکُوۡنَ ۙ
(سورۃ الزخرف ۸۷)

اگر ان سے پوچھو کہ انہیں کس نے پیدا کیا ہے تو کہہ دیں گے کہ اللہ نے، تو پھر یہ لوگ کدھر بھٹکے جا رہے ہیں۔

وَلَئِنۡ سَاَلۡتَہُمۡ مَّنۡ خَلَقَ السَّمٰوٰتِ وَالۡاَرۡضَ لَیَقُوۡلُنَّ اللّٰہُ ؕ
(لقمٰن ۲۵، الزمر ۳۸)

اگر ان سے پوچھو کہ آسمانوں اور زمین کا پیدا کرنے والا کون ہے؟ تو کہہ دیں گے کہ اللہ (ہی ہے)۔

وَلَئِنۡ سَاَلۡتَہُمۡ مَّنۡ خَلَقَ السَّمٰوٰتِ وَالۡاَرۡضَ وَسَخَّرَ الشَّمۡسَ وَالۡقَمَرَ لَیَقُوۡلُنَّ اللّٰہُ ۚ فَاَنّٰی یُؤۡفَکُوۡنَ ۝
(سورۃ العنکبوت آیت ۶۱)

اگر ان سے پوچھو کہ آسمانوں اور زمین کا خالق کون ہے، اور کون ہے جس نے شمس و قمر کو مسخر کیا ہوا ہے؟ تو کہدیں گے کہ اللہ، تو پھر یہ کدھر پھرے جا رہے ہیں؟

اور پھر یہ کیوں نہیں سمجھتے کہ چھوٹے چھوٹے پیمانے پر اگر کوئی تخلیقی کام ہو رہا ہے تو وہ بھی اللہ تعالیٰ کے سوا اور کوئی نہیں کر رہا۔ جو کام ان کی پیدائش سے پہلے ہو چکا ہے اُسے تو اللہ تعالیٰ کی طرف سے سمجھ رہے ہیں، اور جو کچھ تخلیقی عمل پیدائش آدم کے بعد ہے تو اس کو یہ اللہ کے غیر کی طرف لوٹا رہے ہیں، اور اس طرح یہ

لوگوں کو اللہ تعالٰی کے تخلیقی پروگرام میں شریک سمجھتے ہیں۔ حالانکہ حقیقت یہ ہے کہ اسی نے آسمانوں اور زمین کی تخلیق کے بعد زمین پر پہاڑ پیدا کیے، زمین کی سطح پر چلنے پھرنے کے لیے کشادہ راہیں پیدا کیں، اسی نے زمین میں برکت رکھ دی، اسی نے زمین سے پھل، پھول، سبزیاں، گھاس پھوس اگائی تاکہ اس کی زندہ مخلوق اس سے فیض یاب ہوتی رہے۔

وَجَعَلْنَا فِی الْاَرْضِ رَوَاسِیَ اَنْ تَمِیْدَ بِهِمْ ص وَجَعَلْنَا فِیْهَا فِجَاجًا سُبُلًا لَّعَلَّهُمْ یَهْتَدُوْنَ ٥ وَجَعَلْنَا السَّمَآءَ سَقْفًا مَّحْفُوْظًا ۚ وَّهُمْ عَنْ اٰیٰتِهَا مُعْرِضُوْنَ ٥ وَهُوَ الَّذِیْ خَلَقَ الَّیْلَ وَالنَّهَارَ وَالشَّمْسَ وَالْقَمَرَ ط كُلٌّ فِیْ فَلَكٍ یَّسْبَحُوْنَ ٥ (الانبیاء ۳۱ تا ۳۳)

اور ہم نے زمین میں اسلیئے پہاڑ بنائے کہ زمین ان کو لے کر اِدھر اُدھر جھکنے نہ پائے (For stability sake) اور ہم نے زمین میں کشادہ رستے بنائے تاکہ وہ لوگ راہ پائیں، اور ہم نے آسمان کو مثل ایک محفوظ چھت کے بنادیا اور یہ لوگ آسمان کی نشانیوں سے اعراض کیے ہوئے ہیں اور (اللہ) وہ ہے جس نے رات اور دن اور سورج اور چاند بنائے، اور تمام کے تمام اپنے اپنے مداروں میں مصروفِ چکر ہیں۔

اَمَّنْ خَلَقَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ وَاَنْزَلَ لَكُمْ مِّنَ السَّمَآءِ مَآءً ۚ فَاَنْۢبَتْنَا بِهٖ حَدَآئِقَ ذَاتَ بَهْجَةٍ ۚ مَا كَانَ لَكُمْ اَنْ تُنْۢبِتُوْا شَجَرَهَا ۗ ءَاِلٰهٌ مَّعَ اللّٰهِ ط بَلْ هُمْ قَوْمٌ یَّعْدِلُوْنَ ٥

(سورۃ النمل آیت ۶۰)

بھلا کس نے آسمان اور زمین بنائے اور تمہارے لیے آسمان سے پانی اتارا پھر ہم نے اس سے رونق والے باغ اگائے، ان درختوں کا اگانا تم سے تو نہ ہو سکتا تھا۔ کیا ہے پھر اللہ کے ساتھ کوئی اور الٰہ؟ بلکہ یہ ایک کج رو قوم ہے۔

وَاَلْقٰی فِی الْاَرْضِ رَوَاسِیَ اَنْ تَمِیْدَ بِكُمْ وَبَثَّ فِیْهَا مِنْ كُلِّ دَآبَّةٍ ط وَاَنْزَلْنَا مِنَ السَّمَآءِ مَآءً فَاَنْۢبَتْنَا فِیْهَا مِنْ

اور زمین میں پہاڑ رکھ دیئے تاکہ وہ تمہیں لے کر ڈانواں ڈول نہ ہونے لگے، اور اس میں ہر قسم کے جانور پھیلا دیئے اور ہم نے اوپر

كُلِّ زَوْجٍ كَرِيْمٍ ۝
(سورہ لقمٰن آیت ۱۰)

سے پانی برسایا پھر اسی زمین میں ہر طرح کی عمدہ قسم کی اشیاء اُگائیں۔

خالق اللہ ہے، اس کے سوا کوئی خالق نہیں

اَمْ جَعَلُوْا لِلّٰهِ شُرَكَآءَ خَلَقُوْا كَخَلْقِهٖ فَتَشَابَهَ الْخَلْقُ عَلَيْهِمْ ۭ قُلِ اللّٰهُ خَالِقُ كُلِّ شَيْءٍ وَّهُوَ الْوَاحِدُ الْقَهَّارُ ۝
(سورۃ الرعد آیت ۱۶)

جن کو یہ اللہ کے ساتھ شریک ٹھہراتے ہیں کیا انہوں نے بھی اللہ کی مخلوق کی مانند کچھ تخلیق کیا ہے کہ یہ خلقت ان پر مشتبہ ہو گئی ہو (کہ اللہ نے کیا بنایا ہے اور ان کے شرکاء نے کیا کیا؟) کہہ دو کہ ہر شے کا خالق صرف اللہ ہے اور وہ یگانہ اور غالب ہے۔

يٰٓاَيُّهَا النَّاسُ ضُرِبَ مَثَلٌ فَاسْتَمِعُوْا لَهٗ ۭ اِنَّ الَّذِيْنَ تَدْعُوْنَ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ لَنْ يَّخْلُقُوْا ذُبَابًا وَّلَوِ اجْتَمَعُوْا لَهٗ ۭ وَاِنْ يَّسْلُبْهُمُ الذُّبَابُ شَيْـــًٔا لَّا يَسْتَنْقِذُوْهُ مِنْهُ ۭ ضَعُفَ الطَّالِبُ وَالْمَطْلُوْبُ ۝ مَا قَدَرُوا اللّٰهَ حَقَّ قَدْرِهٖ ۭ اِنَّ اللّٰهَ لَقَوِيٌّ عَزِيْزٌ ۝
(سورۃ الحج آیت ۷۳، ۷۴)

اے لوگو! ایک مثال بیان کی جاتی ہے ذرا غور سے سنو جن کو تم اللہ کے سوا پکارتے ہو وہ تو ایک مکھی بھی پیدا نہیں کر سکتے (اور خواہ سب کے سب (ایک مکھی کے بنانے پر) اکٹھے مل کر ہی کوشش کیوں نہ کریں (حتی کہ) اگر ایک مکھی ان سے کوئی شے چھین کر لے جائے تو (ان میں اتنی بھی قدرت نہیں کہ) اس سے اس چیز کو واپس لے سکیں، سو کس قدر بے بس ہیں طالب (مانگنے والے) اور مطلوب (جن سے مانگا جا رہا ہے) سب بے قوت ہیں، انہوں نے تو اللہ کی وہ قدر ہی نہ کی جس قدر کا کہ وہ مستحق تھا، یقیناً اللہ تعالیٰ قوت والا زبردست ہے۔

اَفَمَنْ يَّخْلُقُ كَمَنْ لَّا يَخْلُقُ ۭ

کیا وہ جو تخلیق کی قدرت رکھتا ہے اسکی

أَفَلَا تَذَكَّرُونَ ۝
(سورۃ النحل آیت ۱۷)

مانند ہو سکتا ہے جو کچھ بھی پیدا نہیں کر سکتا، کیا اتنی سی بات بھی نہیں سمجھتے۔

پس حقیقت یہ ہے کہ اللہ کے علاوہ کوئی اور ایک ذرہ تک نہیں بنا سکتا۔ یہ تو لوگ اب خود تسلیم کرنے لگے ہیں کہ کوئی شے یا شخص توانائی تخلیق نہیں کر سکتا، اور یہ بھی جانتے ہیں کہ کسی شے یا ذرے کی تخلیق کے لیے توانائی کی ضرورت ہوتی ہے پس اگر اللہ کی تمام تر مخلوق ایک ذرہ بھی پیدا کر سکے تو اس کا مطلب یہ ہوگا کہ اس نے توانائی تخلیق کی جو اس کے علم کے مطابق بھی ایک ناممکن بات ہے۔ ان کو مغالطہ اپنے ہی خود ساختہ مفروضہ سے ہوا کہ "انسان اللہ تعالیٰ کے تخلیقی پروگرام میں اس کا شریک اور رفیق ہے، اللہ تعالیٰ رفیقِ اعلیٰ اور انسان رفیقِ ادنیٰ ہے"۔ اگرچہ اللہ تعالیٰ کا کوئی ادنیٰ رفیق بھی نہیں اور نہ ہی اس کو اس کی ضرورت ہے کیونکہ اپنی تخلیق سے تھک نہیں گیا تھا کہ:۔

وَلَقَدْ خَلَقْنَا السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ وَمَا بَیْنَهُمَا فِیْ سِتَّةِ اَیَّامٍ ۖ وَّمَا مَسَّنَا مِنْ لُّغُوْبٍ ۝ (سورۃ ق ۳۸)

اور یقیناً ہم نے آسمانوں اور زمین کو چھ دوروں میں پیدا کیا اور ہمیں تھکان نے چھوا تک نہیں۔

اَفَعَیِیْنَا بِالْخَلْقِ الْاَوَّلِ ۚ بَلْ هُمْ فِیْ لَبْسٍ مِّنْ خَلْقٍ جَدِیْدٍ ۝
(سورہ ق ۱۵)

کیا ہم پہلی بار پیدا کرنے کے بعد تھک گئے ہیں جو یہ لوگ دوسری پیدائش (خلق جدید) سے شک میں ہیں؟

اَوَلَمْ یَرَوْا اَنَّ اللّٰهَ الَّذِیْ خَلَقَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ وَلَمْ یَعْیَ بِخَلْقِهِنَّ بِقٰدِرٍ عَلٰۤى اَنْ یُّحْیِ َۧ الْمَوْتٰى ؕ بَلٰۤى اِنَّهٗ عَلٰى كُلِّ شَیْءٍ قَدِیْرٌ ۝
(سورۃ الاحقاف آیت ۳۳)

کیا یہ نہیں دیکھتے کہ اللہ وہ ہے جس نے آسمانوں اور زمین کو پیدا کیا اور وہ ان کو پیدا کرنے سے تھک نہیں گیا، کیا وہ اس پر قادر نہیں کہ مردوں کو زندہ کر دے، یقیناً وہ ہر شے پر قادر ہے۔

وَقُلِ الْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِیْ لَمْ یَتَّخِذْ

اور کہہ دو کہ تمام تعریف صرف اللہ کیلئے

وَلَدًا وَّلَمْ يَكُنْ لَّهٗ شَرِيْكٌ فِی الْمُلْكِ وَلَمْ يَكُنْ لَّهٗ وَلِیٌّ مِّنَ الذُّلِّ وَكَبِّرْهُ تَكْبِيْرًا ۝ (سورۃ بنی اسرائیل آیت ۱۱۱)	ہے جس نے نہ کسی کو بیٹا بنایا اور نہ اس کی بادشاہت میں کوئی اس کا شریک ہے اور نہ کمزوری کے باعث اس کا کوئی مددگار ہے اور اس کی کبریائی کا تذکرہ کیا کر۔

اس کی شان اب بھی ایسی ہے کہ

اَللّٰهُ لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ ۚ اَلْحَیُّ الْقَيُّوْمُ ۚ لَا تَاْخُذُهٗ سِنَةٌ وَّلَا نَوْمٌ ؕ لَهٗ مَا فِی السَّمٰوٰتِ وَمَا فِی الْاَرْضِ ؕ مَنْ ذَا الَّذِیْ يَشْفَعُ عِنْدَهٗۤ اِلَّا بِاِذْنِهٖ ؕ يَعْلَمُ مَا بَيْنَ اَيْدِيْهِمْ وَمَا خَلْفَهُمْ ۚ وَلَا يُحِيْطُوْنَ بِشَیْءٍ مِّنْ عِلْمِهٖۤ اِلَّا بِمَا شَآءَ ۚ وَسِعَ كُرْسِيُّهُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ ۚ وَلَا يَئُوْدُهٗ حِفْظُهُمَا ۚ وَهُوَ الْعَلِیُّ الْعَظِيْمُ ۝ (سورۃ البقرہ آیت ۲۵۵)	اللہ کے سوا کوئی الٰہ نہیں، وہ زندہ ہے وہی قائم رکھنے والا ہے (ہر شے اور تمام کائنات کو) نہ اس کو اونگھ دبا سکتی ہے اور نہ نیند آسمانوں اور زمین میں جو کچھ بھی ہے، اس کا ہے ایسا کون ہے جو آسکے اِذن کے بغیر اس کے ہاں کسی کی سفارش کر سکے، وہ ان کے تمام حاضر و غائب حالات کا علم رکھتا ہے اور یہ ذرہ بھر علم پر بھی احاطہ نہیں کر سکتے، مگر جس قدر وہ (اللہ ان کیلئے) چاہے، آسمان اور زمین اس کی کرسی کے ماتحت ہیں، ان دونوں کی حفاظت

اس کے لیے گراں (مشکل) نہیں، وہ عالیشان اور عظیم ہے۔

اَتَدْعُوْنَ بَعْلًا وَّتَذَرُوْنَ اَحْسَنَ الْخَالِقِيْنَ ۙ (الصّٰفّٰت ۱۲۵)	کیا تم بعل کو پکارتے ہو اور احسن الخالقین کو چھوڑ رہے ہو۔

حقیقت یہ ہے کہ انسان اللہ تعالیٰ جل شانہٗ کے ساتھ اس کے تخلیقی پروگرام میں شریک یا اس کا رفیق نہیں بلکہ اللہ تعالیٰ نے اس کو اپنے بعض تخلیقی پروگراموں کی تکمیل کے لیے ایک بندے (غلام) کی حیثیت سے پیدا کیا ہے۔

وَمَا خَلَقْتُ الْجِنَّ وَالْاِنْسَ اِلَّا لِيَعْبُدُوْنِ ۝ (الذّٰریٰت ۵۶)

اور ہم نے جن وانس کو ماسوائے اپنی غلامی (بندگی) کے اور کسی مقصد کیلئے پیدا نہیں کیا۔

جب اللہ تعالیٰ نے اپنی خلقت کا ارادہ کیا تو بعض پروگراموں کو بالواسطہ رکھا اور بعض کو بلاواسطہ۔ "علم" اللہ ہی کی صفت ہے، اور جیسے انشاء اللہ بعد میں تفصیل سے "العلیم" اسم کی وضاحت کے تحت بیان کیا جائے گا کہ یہ علم کبھی خود بخشتا ہے، کبھی فرشتوں کی معرفت اور کبھی کسی استاد یا قلم کے واسطہ سے۔ اسی طرح تخلیق بھی الٰہی فعل ہے، خواہ وہ تخلیقی فعل چھوٹا ہو یا بڑا، انسانی گنتی کے حساب سے کروڑوں سال پر پھیلا ہوا ہو یا سیکنڈ کے کروڑویں حصہ میں انجام پذیر ہو رہا ہو، خواہ وہ کام وہ بذاتِ خود بلا شرکتِ غیر کر رہا ہو، یا وہ کام ملائکہ، شیاطین و جن و انس سے لے رہا ہو۔ آخر بندہ یا غلام سے مطلب بغیر اس کے اور ہوتا ہی کیا ہے کہ وہ مالک کے احکام کو پایۂ تکمیل تک پہنچائے۔ انسان جب کوئی مشین ایجاد کرتا ہے، انسان صرف یہ سمجھتا ہے کہ اس نے ایجاد کیا، ورنہ حقیقت یہ ہے کہ اس مشین کا ایجاد کرنے والا بھی اللہ تعالیٰ ہی ہوتا ہے (اور انسانی ضروریات کے مطابق اس کے ذہن میں خیال ڈالتا ہے، اور اس خیال کو مشہود شکل میں لانے کے لیے قوت، توانائی، بصارت، سوچ مہیا کر دیتا ہے) تو پھر اپنی ایجاد کردہ مشین سے صرف کام ہی تو لیتا ہے۔ اسی طرح انسان بھی اللہ تعالیٰ کی ایک مشین ہی تو ہے جس کو اس نے اپنے بعض تخلیقی پروگرام کو تیز کرنے کیلئے پیدا کیا۔ انسانی مشین اور الٰہی مشین میں یہ فرق ہے کہ الٰہی مشین اللہ کے کسی فعل کو دیکھتے ہوئے، سنتے ہوئے، سمجھتے ہوئے یا تو طوعاً (خوشی خوشی) ادا کرتی ہے۔ جس حالت میں اپنی مزدوری سے بڑھ کر مزدوری پاتا ہے، اور یا آزادیٔ چناؤ کو غلط استعمال کرتے ہوئے وہ کام یا تو انجام نہ دینے یا مکمل نہ کرنے یا اس کے برعکس الٹا کام کرنے یا صحیح طور سے نہ کرنے یا غلط طریقے سے کرنے کو سوچتا ہے۔ اور یا اس کام کو کڑھتے ہوئے (کرھاً) سرانجام دیتا ہے۔ جن حالتوں میں وہ اپنی مزدوری ضائع کر دیتا ہے اور اپنے مالک کے عتاب کو دعوت دیتا ہے۔

فرشتے، شیاطین، جنّ وانس اسی کے بندے اور غلام ہیں

اللہ ہی نے سب کو تھاما ہوا ہے اور اللہ ہی ان سے کام لے رہا ہے

اس کے لیے مندرجہ ذیل آیات کا بغور مطالعہ کافی ہوگا۔

وَلَوْ تَرٰۤى اِذِ الظّٰلِمُوْنَ فِىْ غَمَرٰتِ الْمَوْتِ وَالْمَلٰٓئِكَةُ بَاسِطُوْۤا اَيْدِيْهِمْ اَخْرِجُوْۤا اَنْفُسَكُمْ (الانعام ۹۳)

جس وقت ظالم موت کی سختیوں میں ہوں گے اور فرشتے اپنے ہاتھ بڑھانے والے ہوں گے کہ اپنی نفوس نکالو....

وَلِلّٰهِ يَسْجُدُ مَا فِى السَّمٰوٰتِ وَمَا فِى الْاَرْضِ مِنْ دَآبَّةٍ وَّالْمَلٰٓئِكَةُ وَهُمْ لَا يَسْتَكْبِرُوْنَ ۝ يَخَافُوْنَ رَبَّهُمْ مِّنْ فَوْقِهِمْ وَيَفْعَلُوْنَ مَا يُؤْمَرُوْنَ ۝ السجدۃ (سورۃ النحل آیت ۴۹، ۵۰)

اور جو آسمانوں میں ہیں اور جو زمین میں ہیں جانداروں سے اور فرشتے سب اللہ ہی کو سجدہ کرتے ہیں اور وہ تکبر نہیں کرتے، وہ اپنے بالادست رب سے ڈرتے ہیں اور انہیں جو حکم دیا جاتا ہے وہ بجا لاتے ہیں۔

اِنَّ الَّذِيْنَ قَالُوْا رَبُّنَا اللّٰهُ ثُمَّ اسْتَقَامُوْا تَتَنَزَّلُ عَلَيْهِمُ الْمَلٰٓئِكَةُ اَلَّا تَخَافُوْا وَلَا تَحْزَنُوْا.....

(سورۃ حٰمٓ السجدہ ۳۰)

بے شک وہ لوگ جنہوں نے کہا کہ ہمارا رب اللہ ہے پھر اس پر قائم رہے ان پر فرشتے اترتے ہیں کہ تم خوف نہ کرو اور غم نہ کرو۔

يٰۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا قُوْۤا اَنْفُسَكُمْ وَاَهْلِيْكُمْ نَارًا وَّقُوْدُهَا النَّاسُ وَالْحِجَارَةُ عَلَيْهَا مَلٰٓئِكَةٌ غِلَاظٌ شِدَادٌ لَّا يَعْصُوْنَ اللّٰهَ مَاۤ اَمَرَهُمْ وَيَفْعَلُوْنَ مَا يُؤْمَرُوْنَ ۝

(سورۃ التحریم آیت ۶)

اے ایمان والو! اپنے آپ کو اور اپنے گھر والوں کو اس آگ سے بچاؤ جس کا ایندھن آدمی اور پتھر ہیں، اس پر فرشتے سخت دل قوی ہیکل مقرر ہیں، وہ اللہ کی نافرمانی نہیں کرتے جو وہ انہیں حکم دے، اور وہ وہی کرتے ہیں جو انہیں حکم دیا جاتا ہے۔

أَلَمْ تَرَ أَنَّا أَرْسَلْنَا الشَّيٰطِيْنَ عَلَى الْكٰفِرِيْنَ تَؤُزُّهُمْ أَزًّا ۝

(سورۃ مریم آیت ۸۳)

کیا تو نے نہیں دیکھا کہ ہم نے شیطانوں کو کافروں پر چھوڑ رکھا ہے وہ انہیں ابھارتے رہتے ہیں۔

وَمَنْ يَّعْشُ عَنْ ذِكْرِ الرَّحْمٰنِ نُقَيِّضْ لَهٗ شَيْطٰنًا فَهُوَ لَهٗ قَرِيْنٌ ۝

(سورۃ الزخرف آیت ۳۶)

اور جو اللہ کی یاد سے غافل ہوتا ہے تو ہم اس پر ایک شیطان متعین کر دیتے ہیں، پھر وہ اس کا ساتھی رہتا ہے۔

كَمَثَلِ الشَّيْطٰنِ إِذْ قَالَ لِلْإِنْسَانِ اكْفُرْ ۚ فَلَمَّا كَفَرَ قَالَ إِنِّيْ بَرِيْٓءٌ مِّنْكَ إِنِّيْٓ أَخَافُ اللّٰهَ رَبَّ الْعٰلَمِيْنَ ۝

(سورۃ الحشر آیت ۱۶)

(اور) مثال شیطان کی سی ہے کہ جب وہ آدمی سے کہتا ہے کہ تو ناشکرا بن، پھر جب وہ ناشکری کرتا ہے تو کہتا ہے کہ بیشک میں تم سے بری ہوں کیونکہ میں اللہ سے ڈرتا ہوں جو سارے جہان کا رب ہے۔

هَلْ أُنَبِّئُكُمْ عَلٰى مَنْ تَنَزَّلُ الشَّيٰطِيْنُ ۝ تَنَزَّلُ عَلٰى كُلِّ أَفَّاكٍ أَثِيْمٍ ۝ (الشعراء ۲۲۱، ۲۲۲)

کیا میں تمہیں بتاؤں کہ شیطان کس پر اترتے ہیں (وہ) ہر جھوٹے گنہگار پر اترتے ہیں۔

وَحُشِرَ لِسُلَيْمٰنَ جُنُوْدُهٗ مِنَ الْجِنِّ وَالْإِنْسِ وَالطَّيْرِ فَهُمْ يُوْزَعُوْنَ ۝

(سورۃ النمل آیت ۱۷)

اور سلیمان کے پاس اس کے لشکر جن اور انسان اور پرندے جمع کئے جاتے پھر ان کی جماعتیں بنائی جاتیں۔

وَمِنَ الْجِنِّ مَنْ يَّعْمَلُ بَيْنَ يَدَيْهِ بِإِذْنِ رَبِّهٖ ۭ وَمَنْ يَّزِغْ مِنْهُمْ عَنْ أَمْرِنَا نُذِقْهُ مِنْ عَذَابِ السَّعِيْرِ ۝ (سورۃ سبا ۱۲)

اور کچھ جن اس (سلیمان) کے آگے اس کے رب کے حکم سے کام کرتے تھے اور جو کوئی ان میں سے ہمارے حکم سے پھر جاتا تھا تو ہم اسے آگ کا عذاب چکھاتے تھے۔

قُلْ أُوْحِيَ إِلَيَّ أَنَّهُ اسْتَمَعَ نَفَرٌ مِّنَ الْجِنِّ فَقَالُوْٓا إِنَّا سَمِعْنَا قُرْاٰنًا عَجَبًا ۝ يَّهْدِيْٓ إِلَى الرُّشْدِ

کہہ دو کہ مجھے اس بات کی وحی آئی ہے کہ کچھ جن (مجھ سے قرآن پڑھتے) سن گئے ہیں پھر انہوں نے (اپنی قوم سے) جا کر کہا

فَاٰمَنَّا بِہٖ ؕ وَلَنْ نُّشْرِكَ بِرَبِّنَآ اَحَدًا ۙ (سورہ جن آیت ۱،۲)

کہ ہم نے عجیب قرآن سنا ہے جو نیکی کی طرف راہنمائی کرتا ہے سو ہم اس پر ایمان لائے ہیں اور ہم اپنے رب کا کسی کو شریک نہ ٹھہرائیں گے۔

وَجَعَلُوْا بَيْنَهٗ وَبَيْنَ الْجِنَّةِ نَسَبًا ؕ وَلَقَدْ عَلِمَتِ الْجِنَّةُ اِنَّهُمْ لَمُحْضَرُوْنَ ۙ (سورۃ الصّٰفّٰت آیت ۱۵۸)

اور انہوں نے اللہ اور جنوں کے درمیان رشتہ قائم کر دیا ہے اور جنوں کو معلوم ہے کہ وہ ضرور حاضر کیے جائیں گے۔

وَمَا خَلَقْتُ الْجِنَّ وَالْاِنْسَ اِلَّا لِيَعْبُدُوْنِ ۝ (سورۃ الذّٰریٰت آیت ۵۶)

اور ہم نے جن و انس کو سوائے اپنی غلامی (بندگی) کے اور کسی مقصد کیلئے پیدا نہیں کیا۔

پس سب اسی (اللہ) کے غلام و بندے ہیں، اللہ تعالیٰ ہی ان سے اپنے تخلیقی پروگرام پورے کروا رہا ہے، اللہ تعالیٰ کے علاوہ کوئی خالق نہیں، کوئی مالک نہیں، کام کرنے کی صلاحیت صرف اللہ تعالیٰ میں ہے۔

قوت کا منبع صرف اللہ تعالیٰ کی ذات ہے

اور تخلیق توانائی کی مرہونِ منت

اور اس نے جو کچھ بھی پیدا کیا حق سے پیدا کیا اور فضول پیدا نہیں کیا۔ حق صرف اللہ تعالیٰ اور اس کی صفات ہیں:۔

ذٰلِكَ بِاَنَّ اللّٰهَ هُوَ الْحَقُّ وَاَنَّ مَا يَدْعُوْنَ مِنْ دُوْنِهٖ هُوَ الْبَاطِلُ (سورۃ الحج آیت ۶۲)

اور یہ اس لیے ہے کہ حق صرف اللہ ہے اور اس کے علاوہ جو بھی (نام) پکارو وہ باطل ہے۔

اس کائنات کی تخلیق لا شے سے ضرور ہے لیکن نیستی سے نہیں، اللہ تعالیٰ کی صفات "شے" کے زمرے میں نہیں آتیں کیونکہ "شے" وہ ہے جو تخلیق ہو، اللہ تعالیٰ کے اسماء الحسنیٰ ازلی و ابدی ہیں وہ مخلوق نہیں اور ہست تو صرف اللہ کی ذات اور

صفات ہیں، اس لیے کائنات کا دار و مدار ہست پر ہے نہ کہ نیست پر۔

وَمَا خَلَقْنَا السَّمَآءَ وَالْاَرْضَ وَمَا بَيْنَهُمَا بَاطِلًا ؕ ذٰلِكَ ظَنُّ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا ۚ فَوَيْلٌ لِّلَّذِيْنَ كَفَرُوْا مِنَ النَّارِ ؕ (سورۃ صٓ آیت ۲۷)

اور ہم نے آسمان اور زمین کو اور جو کچھ کہ ان میں ہے باطل نہیں پیدا کیا ہے، ایسا تو منکر خیال کرتے ہیں اور ایسے کافروں کیلئے نار (جہنم) کی تباہی و بدبختی ہے۔

اِنَّ فِيْ خَلْقِ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ وَاخْتِلَافِ الَّيْلِ وَالنَّهَارِ لَاٰيٰتٍ لِّاُولِي الْاَلْبَابِ ۙ الَّذِيْنَ يَذْكُرُوْنَ اللّٰهَ قِيٰمًا وَّقُعُوْدًا وَّعَلٰى جُنُوْبِهِمْ وَيَتَفَكَّرُوْنَ فِيْ خَلْقِ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ ۚ رَبَّنَا مَا خَلَقْتَ هٰذَا بَاطِلًا ۚ سُبْحٰنَكَ فَقِنَا عَذَابَ النَّارِ ۝

(سورۃ آل عمران آیت ۱۹۰، ۱۹۱)

یقیناً آسمان و زمین کی پیدائش اور دن اور رات کے اختلاف میں صاحبانِ بصیرت کیلئے نشانیاں ہیں، صاحبانِ بصیرت وہ ہیں جو کھڑے، بیٹھے، اور لیٹے ہوئے اللہ تعالیٰ کو یاد رکھتے ہیں، اور (ساتھ) زمین و آسمان کی تخلیق میں بھی غور و فکر کرتے ہیں (اور اس نتیجہ پر پہنچتے ہیں کہ) اے ہمارے رب تو نے یہ سب کچھ باطل پیدا نہیں کیا، تو (ہر عیب سے) پاک ہے سو ہمیں آگ کے عذاب سے بچا۔

اَلَمْ تَرَ اَنَّ اللّٰهَ خَلَقَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ بِالْحَقِّ ؕ اِنْ يَّشَاْ يُذْهِبْكُمْ وَيَاْتِ بِخَلْقٍ جَدِيْدٍ ۙ

(سورۃ ابراھیم آیت ۱۹)

کیا تم نے نہیں دیکھا کہ اللہ نے زمین و آسمان کو بالحق پیدا کیا ہے اگر وہ چاہے تو تمہیں معدوم کر دے اور تمہاری جگہ ایک نئی مخلوق پیدا کر دے۔

خَلَقَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ بِالْحَقِّ ؕ تَعٰلٰى عَمَّا يُشْرِكُوْنَ ۝ (سورۃ النحل ۳)

اس نے زمین و آسمان کو بالحق پیدا کیا ہے وہ لوگوں کے شرک سے بلند و برتر ہے۔

خَلَقَ اللّٰهُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ بِالْحَقِّ ؕ اِنَّ فِيْ ذٰلِكَ لَاٰيَةً لِّلْمُؤْمِنِيْنَ ۝

(سورۃ العنکبوت آیت ۴۴)

اللہ نے ارض و سمٰوٰت کو بالحق پیدا کیا ہے یقیناً اس میں ایمان والوں کے لیے نشانیاں ہیں۔

وَمَا خَلَقْنَا السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ وَمَا بَيْنَهُمَا لٰعِبِيْنَ ۝ مَا خَلَقْنٰهُمَآ اِلَّا بِالْحَقِّ وَلٰكِنَّ اَكْثَرَهُمْ لَا يَعْلَمُوْنَ ۝

(سورۃ الدخان آیت ۳۸، ۳۹)

اور ہم نے زمین و آسمان اور جو کچھ ان کے درمیان ہے اسے یونہی کھیلتے ہوئے پیدا نہیں کر دیا، یہ تو بالحق پیدا کیے گئے ہیں، لیکن ان میں سے اکثر علم نہیں رکھتے۔

اَوَلَمْ يَتَفَكَّرُوْا فِيْٓ اَنْفُسِهِمْ مَا خَلَقَ اللّٰهُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ وَمَا بَيْنَهُمَآ اِلَّا بِالْحَقِّ وَاَجَلٍ مُّسَمًّى وَاِنَّ كَثِيْرًا مِّنَ النَّاسِ بِلِقَآئِ رَبِّهِمْ لَكٰفِرُوْنَ ۝

(سورۃ الروم ۸)

کیا یہ لوگ خود اپنے نفوس میں غور نہیں کرتے، اللہ نے ارض و سموات اور جو کچھ ان کے درمیان ہے بالحق پیدا کیا ہے اور ایک وقت معین تک کیلئے، اور لوگوں میں سے ایک کثیر تعداد اللہ تعالیٰ کی ملاقات کی منکر ہے۔

خَلَقَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ بِالْحَقِّ يُكَوِّرُ الَّيْلَ عَلَى النَّهَارِ وَيُكَوِّرُ النَّهَارَ عَلَى الَّيْلِ وَسَخَّرَ الشَّمْسَ وَالْقَمَرَ كُلٌّ يَّجْرِيْ لِاَجَلٍ مُّسَمًّى اَلَا هُوَ الْعَزِيْزُ الْغَفَّارُ ۝

(سورۃ الزمر آیت ۵)

اس نے ارض و سموات کو بالحق پیدا کیا ہے وہ رات کو دن سے اور دن کو رات سے ڈھانپ دیتا ہے اور چاند اور سورج کو مسخر کئے ہوئے ہے، ہر شے ایک وقت معین تک کیلئے چلتی رہے گی وہ زبردست ہے اور (لغزشوں سے) درگذر کرنے والا ہے۔

اَمْ خُلِقُوْا مِنْ غَيْرِ شَيْءٍ اَمْ هُمُ الْخٰلِقُوْنَ ۝ اَمْ خَلَقُوا السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ بَلْ لَّا يُوْقِنُوْنَ ۝

(سورۃ الطور آیت ۳۵، ۳۶)

کیا یہ لا شے (یعنی نیست) سے پیدا ہو گئے ہیں یا خود آپ اپنے ہی خالق ہیں؟ کیا یہ ارض و سموات کو انھوں نے پیدا کیا ہے؟ نہیں بلکہ یہ لوگ یقین نہیں رکھتے۔

غرض سب کچھ اسی کی خلقت ہے

وَخَلَقَ كُلَّ شَيْءٍ وَّهُوَ بِكُلِّ شَيْءٍ

اور (اسی اللہ نے) ہر شے کو تخلیق کیا اور

عَلِيمٌ ○ ذٰلِكُمُ اللّٰهُ رَبُّكُمْ ۚ لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ ۚ خَالِقُ كُلِّ شَيْءٍ فَاعْبُدُوْهُ وَهُوَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ وَّكِيْلٌ ○ (سورۃ الانعام آیت ۱۰۱، ۱۰۲)

وہ ہر شے کا علم رکھتا ہے، وہی اللہ تمہارا رب ہے، اس کے سوا کوئی الٰہ نہیں، تمام اشیاء کا خالق ہے، پس اسی کی غلامی (بندگی) کرو اور وہی ہر شے کا کارساز ہے۔

نِ الَّذِيْ لَهٗ مُلْكُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ وَلَمْ يَتَّخِذْ وَلَدًا وَّلَمْ يَكُنْ لَّهٗ شَرِيْكٌ فِي الْمُلْكِ وَخَلَقَ كُلَّ شَيْءٍ فَقَدَّرَهٗ تَقْدِيْرًا ○ (سورۃ الفرقان آیت ۲)

اسی کے لیے ہے زمین و آسمانوں کی بادشاہت اور نہ تو اس نے کسی کو بیٹا بنایا ہے اور نہ ہی اس کی بادشاہت میں کوئی شریک ہے اور وہ تمام اشیاء کا خالق ہے اور اسی نے تمام اشیاء کے لیے اندازے وضع کیے۔

هٰذَا خَلْقُ اللّٰهِ فَاَرُوْنِيْ مَاذَا خَلَقَ الَّذِيْنَ مِنْ دُوْنِهٖ ۭ بَلِ الظّٰلِمُوْنَ فِيْ ضَلٰلٍ مُّبِيْنٍ ○ (لقمان ۱۱)

یہ اللہ کی خلقت ہے، ذرا بتاؤ تو سہی کہ ماسوائے اللہ نے کیا تخلیق کیا ہے؟ حقیقت یہ ہے کہ یہ ظالم صریح گمراہی میں ہیں۔

وہ جو چاہتا ہے پیدا کرتا ہے کسی کو کوئی اختیار نہیں۔

وَرَبُّكَ يَخْلُقُ مَا يَشَآءُ وَيَخْتَارُ ۭ مَا كَانَ لَهُمُ الْخِيَرَةُ ۭ سُبْحٰنَ اللّٰهِ وَتَعٰلٰى عَمَّا يُشْرِكُوْنَ ○ (سورۃ القصص آیت ۶۸)

اور تیرا رب جو چاہتا ہے پیدا کرتا ہے اور جسے چاہتا ہے چنتا ہے، اور لوگوں کو (ایسے کاموں میں) کوئی اختیار نہیں، اللہ پاک اور بلند ہے ان کے شرک سے۔

وہ مخلوق میں اضافہ کرتا رہتا ہے

اور یہ بھی غلط ہے کہ کائنات میں توانائی کی مقدار مستقل ہے، اس کا یہ مطلب ہوگا کہ اللہ تعالیٰ جتنا کام کر سکتا تھا اتنا کر لیا اب مزید کام کے اہل نہیں رہا۔ اتنا تو صحیح ہے کہ کسی فعل کے دوران توانائی میں کمی بیشی نہیں ہوتی لیکن کائنات میں

توانائی کی مقدار بڑھتی جاتی ہے کیونکہ اللہ اس کائنات میں اضافہ کرتا جاتا ہے۔

يَزِيدُ فِي الْخَلْقِ مَا يَشَآءُ ط (سورۃ الفاطر آیت ۱)	وہ جیسے چاہتا ہے اپنی مخلوق میں اضافہ کرتا رہتا ہے۔

وہ مخلوق کا علم رکھتا ہے

وَهُوَ بِكُلِّ خَلْقٍ عَلِيمٌ ۝ (یٰس ۷۹)	اور وہ تمام مخلوق کا علم رکھتا ہے۔
اَلَا يَعْلَمُ مَنْ خَلَقَ ؕ وَهُوَ اللَّطِيفُ الْخَبِيرُ ۝ (سورۃ الملک آیت ۱۴)	کیا جس نے پیدا کیا وہ علم نہیں رکھے گا؟ وہ تو لطیف اور خبیر ذات ہے۔

مادہ اشیاء کی تخلیق کے بعد جب زندہ مخلوق کی تخلیق کا مرحلہ آیا تو پانی سے اس کی ابتداء کی، ارشادِ ربانی ہے کہ :-

اَوَلَمْ يَرَ الَّذِينَ كَفَرُوا اَنَّ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ كَانَتَا رَتْقًا فَفَتَقْنٰهُمَا وَجَعَلْنَا مِنَ الْمَآءِ كُلَّ شَيْءٍ حَيٍّ اَفَلَا يُؤْمِنُونَ ۝ (الانبیاء آیت ۳۰)	کیا ان ناشکروں نے یہ نہیں دیکھا کہ آسمان اور زمین بند تھے پھر ہم نے دونوں کو کھول دیا اور تمام زندہ اشیاء کو پانی سے بنایا، کیا پھر بھی ایمان نہیں لاتے؟
وَاللّٰهُ خَلَقَ كُلَّ دَآبَّةٍ مِّنْ مَّآءٍ ج فَمِنْهُمْ مَّنْ يَّمْشِيْ عَلٰى بَطْنِهٖ ج وَمِنْهُمْ مَّنْ يَّمْشِيْ عَلٰى رِجْلَيْنِ ج وَمِنْهُمْ مَّنْ يَّمْشِيْ عَلٰى اَرْبَعٍ ط يَخْلُقُ اللّٰهُ مَا يَشَآءُ ط اِنَّ اللّٰهَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ ۝ (سورۃ نور آیت ۴۵)	اور اللہ نے ہر جاندار کو پانی سے پیدا کیا سو بعض تو ان میں پیٹ کے بل رینگتے ہیں اور بعض ان میں دو پاؤں پہ چلتے ہیں اور بعض چار پاؤں سے چلتے ہیں اللہ تعالےٰ جو چاہتا ہے پیدا کرتا ہے، بے شک اللہ تعالےٰ ہر چیز پر قادر ہے۔

اور پھر جب انسان کی پیدائش کا ارادہ کیا تو اسکی ابتدا مٹی سے کی اور پھر پانی کی اس بوند کو جو رحم مادر میں پھینکا جاتا ہے، مختلف مراحل سے گذار کر مکمل انسانی شکل عطا کی

هُوَ الَّذِي خَلَقَكُم مِّن طِينٍ ثُمَّ قَضَىٰ أَجَلًا ۖ وَأَجَلٌ مُّسَمًّى عِندَهُ ۖ ثُمَّ أَنتُمْ تَمْتَرُونَ ۝

(سورۃ الانعام آیت ۲)

وہی تو ہے جس نے تم کو مٹی سے پیدا کیا پھر تمہارے لیے اجل کو مقرر کیا اور اجل مسمی بھی اس کا مقرر کردہ ہے، پھر بھی تم شک کرتے ہو۔

وَلَقَدْ خَلَقْنَا الْإِنسَانَ مِن سُلَالَةٍ مِّن طِينٍ ۝ ثُمَّ جَعَلْنَاهُ نُطْفَةً فِي قَرَارٍ مَّكِينٍ ۝ ثُمَّ خَلَقْنَا النُّطْفَةَ عَلَقَةً فَخَلَقْنَا الْعَلَقَةَ مُضْغَةً فَخَلَقْنَا الْمُضْغَةَ عِظَامًا فَكَسَوْنَا الْعِظَامَ لَحْمًا ثُمَّ أَنشَأْنَاهُ خَلْقًا آخَرَ ۚ فَتَبَارَكَ اللَّهُ أَحْسَنُ الْخَالِقِينَ ۝

(سورۃ المومنون آیت ۱۲ تا ۱۴)

اور یقیناً ہم نے انسان کو مٹی کے خلاصے سے پیدا کیا، پھر ہم نے اسے حفاظت کی جگہ میں نطفہ بنا کر رکھا، پھر ہم نے نطفہ کو لوتھڑا بنایا، پھر ہم نے لوتھڑے سے گوشت کی بوٹی بنائی پھر ہم نے اس بوٹی سے ہڈیاں بنائیں پھر ہم نے ہڈیوں پر گوشت چڑھایا، پھر اسے ایک نئی مخلوق بنایا، سو بڑی ہی برکتوں والا ہے وہ اللہ جو احسن الخالقین ہے۔

الَّذِي أَحْسَنَ كُلَّ شَيْءٍ خَلَقَهُ ۖ وَبَدَأَ خَلْقَ الْإِنسَانِ مِن طِينٍ ۝ ثُمَّ جَعَلَ نَسْلَهُ مِن سُلَالَةٍ مِّن مَّاءٍ مَّهِينٍ ۝ ثُمَّ سَوَّاهُ وَنَفَخَ فِيهِ مِن رُّوحِهِ ۖ وَجَعَلَ لَكُمُ السَّمْعَ وَالْأَبْصَارَ وَالْأَفْئِدَةَ ۚ قَلِيلًا مَّا تَشْكُرُونَ ۝

(سورۃ السجدہ ۷ تا ۹)

(اللہ وہ ہے) جس نے جو چیز بھی بنائی خوب بنائی اور انسان کی پیدائش کی ابتدا مٹی سے کی، پھر اس کی نسل نچڑے ہوئے حقیر پانی سے چلائی، پھر اس کے اعضاء درست کیے اور اس میں اپنی روح پھونکی اور تمہارے لیے سماعت، بصارت اور سوچ کا سامان مہیا کیا، لیکن (تم میں سے) کم ہی ہیں جو شکر گزار ہیں۔

وَمِنْ آيَاتِهِ أَنْ خَلَقَكُم مِّن تُرَابٍ

اور یہ (بھی) اس کی نشانیوں میں سے ہے کہ

ثُمَّ اِذَآ اَنْتُمْ بَشَرٌ تَنْتَشِرُوْنَ ٥ (سورۃ الروم آیت ۲۰) | تمہیں مٹی سے پیدا کیا پھر تم چلتے پھرتے بشر ہو گئے ہو۔

مطلب صاف ہے کہ مادہ اجسام چل پھر نہیں سکتے پھر تم کیسے چل پھر لیتے ہو اگر تم قوت سے متحرک ہوتے ہو اور قوت چونکہ توانائی ہے اور تمہیں خود اقرار ہے کہ مخلوق سب کی سب توانائی پیدا نہیں کر سکتی تو پھر تمہیں چلانے پھرانے والی وہی ایک ذات نہیں جو توانائی کا منبع اور سرچشمہ ہے۔

اَلْقَوِیُّ

"القوی" بھی اللہ تعالیٰ کے اسماء الحسنیٰ میں سے ایک اسم ہے جس کے معنی ہیں "قوت والا" پس جب ہم ایک طرف یہ اقرار کریں کہ اللہ قوت والا ہے تو ساتھ ہی یہ اقرار بھی کرنا پڑے گا کہ اُس کے علاوہ اس کائنات کے کسی شخص یا شے میں کوئی قوت نہیں۔ جاندار و بے جان، جنات و انسان، فرشتے و شیاطین سب ضعیف ہیں بے قوت ہیں۔

وَلَوْ يَرَى الَّذِيْنَ ظَلَمُوْٓا اِذْ يَرَوْنَ الْعَذَابَ ۙ اَنَّ الْقُوَّةَ لِلّٰهِ جَمِيْعًا ۙ (سورۃ البقرہ آیت ۱۶۵) | کاش کہ یہ ظالم لوگ عذاب دیکھنے سے پہلے ہی یہ بات سمجھ لیں کہ قوت سب کی سب صرف ایک اللہ کے لیے ہے۔

لَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ اِلَّا بِاللّٰهِ۔ (پنجم کلمہ استغفار) | نہ ارد گرد کچھ ہے اور نہ ہی کہیں قوت ہے ماسوائے اللہ تعالیٰ کے۔

سائنس کے طالب علم جانتے ہیں کہ توانائی "کام کرنے کی اہلیت" کو کہتے ہیں اور کام تب ہوتا ہے جب کوئی قوت کسی شے کو حرکت دے، بالفاظ دیگر کام کی صلاحیت کو بروئے کار لانے کے لیے قوت کی ضرورت ہوتی ہے۔ سائنسدان آج تک یہ نہیں بتا سکے کہ "قوت" کیا ہے۔ اگر ان سے یہ پوچھا جائے کہ قوت کیا ہے؟ تو بجائے قوت

کی تعریف کرنے کے قوت کے خواص گننا شروع کر دیتے ہیں اور کہہ دیتے ہیں کہ :-

Force is that which changes or tends to change the state of rest or of motion of a body.

"قوت وہ ہے جو کسی شے کی حالتِ سکون یا حالتِ حرکت میں تبدیلی پیدا کرے یا تبدیلی پیدا کرنے کی کوشش کرے، یعنی کسی ساکن چیز کو متحرک کرے یا متحرک کرنے کی کوشش کرے اور یا متحرک چیز کو ساکن کرے یا ساکن کرنے کی کوشش کرے۔"

ظاہر ہے کہ یہ قوت کیا ہے؟ کا جواب نہیں، بلی بھی یہ سب کچھ کر سکتی ہے تو کیا بلی قوت ہے؟ اسی طرح کتا، شیر اور انسان بھی یہ سب کچھ کر سکتے ہیں تو کیا کتا بھی قوت ہے، شیر بھی قوت ہے اور انسان بھی قوت ہے؟ نہیں بلکہ یہ سب قوت سے ایسا کرتے ہیں تو خود قوت کیا ہے؟ اس کا جواب سائنسدان نہیں دے سکے کیونکہ وہ اس کا جواب معلوم کرنے کیلئے خالق کو چھوڑ کر مخلوق کا مطالعہ کر رہے ہیں اور مخلوق اس صفت سے عاری ہے۔

جہاں تک میرے علم کا تعلق ہے اس قوت کا احساس عام طور پر اس وقت ہوتا ہے جب ایک قسم کی توانائی دوسری قسم کی توانائی میں تبدیل ہوتی ہے (سائنس دان عام طور سے تبدیلی کا لفظ استعمال کرتے ہیں جو کہ غلط ہے) کام کرنے کی اہلیت تبدیل نہیں ہوتی اور نہ ہی کام کرنے کی اہلیت کے تبدیل ہونے کا کوئی مطلب نکلتا ہے بلکہ کام کرنے کی اہلیت موجود ہوتی ہے اور وہی اہلیت کبھی ہمیں اپنی اہلیت روشنی کی شکل میں بتاتی ہے اور کبھی اپنی اہلیت کا اظہار حرارت کے روپ میں کرتی ہے، پس بجائے اس کہنے کے کہ

Light Energy Changes into heat energy

حقیقت کے زیادہ قریب ہوتا کہ اگر کہا جاتا کہ

The energy, which was producing the sensation of light is now producing the sensation of warmth.

اسی طرح اس فقرے کے کچھ معنی بھی سمجھ آتے جو کچھ یوں ہوتے:

The ability to do work which was exercising its ability in the form of light is now exercising its ability in the form of heat.

ہاں تو جب ایک قسم کی توانائی دوسری قسم کی توانائی کا روپ دھارتی ہے تو ان کے درمیانی وقفے میں قوت کا احساس ہوتا ہے۔ مثلاً بقول ایک سائنسدان کے جب کوئی پتھر پھینکا جاتا ہے تو اس دوران اعصابی توانائی پتھر کی حرکی توانائی میں تبدیل ہو جاتی ہے اور قوت کا احساس اس چھوٹے سے وقفے میں ہوتا ہے جب پتھر ہاتھ سے الگ ہونے والا ہوتا ہے، یعنی جب ایک توانائی دوسری توانائی میں تبدیل ہو رہی ہوتی ہے۔ اگر کسی نقطہ پر کوئی قوت F عمل کرے اور اس نقطہ کو فاصلہ S سے متحرک کرنے میں کامیاب ہو تو قوت نے جو کام کیا وہ قوت (F) اور فاصلہ (S) کے حاصل ضرب کے برابر ہوگا، کیونکہ قوت × فاصلہ = کام

Work = Force x distance

کام (Work) توانائی ہے اور توانائی ہی کی اکائیوں میں ناپا جاتا ہے پس قوت کی تخلیق کا مطلب ہوگا توانائی کی تخلیق اور چونکہ یہ ایک مسلمہ امر ہے کہ توانائی کی تخلیق ناممکن ہے، اسلئے لامحالہ یہ نتیجہ اخذ ہوتا ہے کہ قوت کی تخلیق بھی ممکن نہیں ہوتی قوت کو نہ تو پیدا کیا جا سکتا ہے اور نہ ہی فنا کیا جا سکتا ہے نہ ہی قوت کوئی تقسیم پذیر ہونے والی شے ہے۔

قوت جس جگہ بھی ہے اور جس حالت میں بھی ہے وہ صرف اللہ تعالیٰ ہی سے ہے، کائنات میں القویّ ذات صرف ایک ہے، وہ اُس وقت بھی القویّ تھا جب خلقت کی ابتدا نہیں ہوئی تھی، اب بھی وہ القویّ ہے اور ابدالآباد تک اس صفت سے متصف رہے گا، اللہ تعالیٰ جیسے ذات میں یکتا ہے ایسے ہی صفات میں بھی یکتا ہے، مخلوق اس کی کسی صفت میں بھی شریک نہیں، مخلوق کم طاقت ہی نہیں بلکہ بے طاقت ہے۔

قوت کا سرچشمہ صرف اللہ تعالیٰ کی ذات ہے، قوت ایک ایسی ابدی حقیقت ہے

جو تقسیم پذیر نہیں، اگر اللہ تعالیٰ لمحہ بھر کے لیے بھی اپنی قوت کا تعلق اس کائنات سے منقطع کر دے تو پوری کائنات آنِ واحد میں فنا ہو جائے۔ مادہ ایٹم میں، ایٹم الیکٹرون، پروٹون اور نیوٹرون میں اور الیکٹرون، پروٹون اور نیوٹرون نوری ذرات فوٹون میں اور فوٹون توانائی کی اس مخفی حالت میں تبدیل ہو جائیں جسے سائنسدان آج تک نہ سمجھ سکے اور وہ توانائی اپنی اس ذات میں مدغم ہو جائے جو تمام توانائی کا سرچشمہ ہے یعنی اللہ تعالیٰ کی ذات اور ماسوائے ذاتِ الٰہی کے کائنات میں اور کچھ نہ رہے گا۔ یہی وہ دن ہوگا کہ اللہ تعالیٰ کہے گا کہ:-

لِمَنِ الْمُلْكُ الْيَوْمَ - (سورۃ المومن ۱۶)	آج حکومت کس کی ہے؟

تو اتنا بھی کوئی نہ ہلے گا جو اس فقرے کا جواب دیتے ہوئے کہہ دے کہ:-

لِلّٰهِ الْوَاحِدِ الْقَهَّارِ ۝ (سورۃ المومن ۱۶)	کہ ایک القہار اللہ کی۔

قوت کی بابت اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے کہ:-

وَلَوْ يَرَى الَّذِينَ ظَلَمُوا إِذْ يَرَوْنَ الْعَذَابَ أَنَّ الْقُوَّةَ لِلّٰهِ جَمِيعًا وَأَنَّ اللّٰهَ شَدِيدُ الْعَذَابِ ۝ (سورۃ البقرہ آیت ۱۶۵)	اور اے کاش کہ یہ ظالم (وہ کچھ) جو کہ عذاب کے دیکھتے وقت دیکھیں گے (کسی طرح) اب دیکھ لیتے کہ "سب قوت اللہ ہی کیلئے ہے"۔ اور یہ کہ اللہ سخت عذاب دینے والا ہے۔
وَمَا النَّصْرُ إِلَّا مِنْ عِنْدِ اللّٰهِ ۚ إِنَّ اللّٰهَ عَزِيزٌ حَكِيمٌ ۝ (الانفال آیت ۱۰)	اور مدد تو صرف اللہ ہی کی طرف سے ہے، بیشک اللہ غالب حکمت والا ہے۔
إِنَّ اللّٰهَ قَوِيٌّ شَدِيدُ الْعِقَابِ ۝ (الانفال ۵۲)	بیشک اللہ ہی قوت والا اور شدید العقاب ہے۔
مَا شَاءَ اللّٰهُ ۙ لَا قُوَّةَ إِلَّا بِاللّٰهِ ۚ (سورۃ الکہف آیت ۳۹)	جو کچھ اللہ چاہتا ہے وہی ہوتا ہے کیونکہ اللہ تعالیٰ کے بغیر قوت نہیں۔

وہی ہے جس نے ہوا میں پرندوں کو تھام رکھا ہے لیکن یہ صرف ایماندار لوگوں کا حصہ ہے کہ ان کو عمل اور ردِ عمل میں اللہ تعالیٰ کی قوت کا ہاتھ نظر آجاتا ہے۔

أَلَمْ يَرَوْا إِلَى الطَّيْرِ مُسَخَّرَاتٍ فِي جَوِّ السَّمَاءِ مَا يُمْسِكُهُنَّ إِلَّا اللّٰهُ ۗ إِنَّ فِي	کیا یہ پرندوں کو آسمان کی فضا میں مسخر نہیں دیکھ رہے؟ انہیں ماسوائے اللہ کے اور

ذٰلِكَ لَاٰيٰتٍ لِّقَوْمٍ يُّؤْمِنُوْنَ ٥

(سورۃ النحل آیت ۷۹)

کسی شے نے نہیں تھاما، بیشک اس میں (صرف) ایماندار قوم کے لیے نشانیاں ہیں۔

اَوَلَمْ يَرَوْا اِلَى الطَّيْرِ فَوْقَهُمْ صٰٓفّٰتٍ وَّيَقْبِضْنَ ۚ مَا يُمْسِكُهُنَّ اِلَّا الرَّحْمٰنُ ۚ اِنَّهٗ بِكُلِّ شَيْءٍۢ بَصِيْرٌ ٥

(سورۃ الملک آیت ۱۹)

کیا انہوں نے اپنے اوپر پرندوں کو پر کھولتے اور سکیڑتے ہوئے نہیں دیکھا؟ انہیں سوائے رحمٰن کے اور کسی چیز نے نہیں تھاما ہے بے شک وہ ہر چیز کو دیکھ رہا ہے۔

صرف یہ ہی نہیں کہ پرندوں کو فضاء میں وہی تھامتا ہے بلکہ ہمارے سروں کے اوپر بھاری بھر کم بادلوں کو اٹھانے اور چلانے والا بھی وہ خود ہی ہے۔

هُوَ الَّذِيْ يُرِيْكُمُ الْبَرْقَ خَوْفًا وَّطَمَعًا وَّيُنْشِئُ السَّحَابَ الثِّقَالَ ۚ

(سورۃ الرعد آیت ۱۲)

وہی تو ہے جو تمہیں خوف اور امید دلانے والی برق (بجلی کی چمک) بتاتا ہے اور (وہی) بھاری بادلوں کو اٹھاتا ہے۔

اس فضائے بسیط میں جو کچھ بھی ہے اُسی کے ہاتھوں میں مسخر ہے۔ سورج، چاند، ستاروں کو اسی کے قوی ہاتھوں نے پکڑا ہؤا ہے اور وہی ان کو اپنے اپنے مدار (ORBIT) میں متحرک رکھے ہوئے ہے۔

کشش ثقل (Force of Gravity) اللہ ہی کے مضبوط اور قوی ہاتھوں کا دوسرا نام ہے، نہ یہ مادہ (MATTER) کی خاصیت ہے اور نہ مکان (SPACE) کی، یہ بھی القوی کی قوت کے مظاہر میں سے ایک مظہر ہے اور اللہ کے متلاشیوں کے لیے اس کی نشانیوں میں سے ایک نشانی ہے۔

اِنَّ اللّٰهَ يُمْسِكُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ اَنْ تَزُوْلَا ۚ وَلَئِنْ زَالَتَآ اِنْ اَمْسَكَهُمَا مِنْ اَحَدٍ مِّنْۢ بَعْدِهٖ ۚ اِنَّهٗ كَانَ حَلِيْمًا غَفُوْرًا ٥

(سورۃ الفاطر آیت ۴۱)

بے شک اللہ ہی نے زمین اور آسمانوں کو پکڑا ہوا ہے تاکہ وہ اپنی جگہ سے ٹل نہ جائیں اور اگر وہ دونوں اپنی جگہ سے ہٹ جائیں تو پھر ان کو اللہ کے سوا تھامنے والا کوئی نہیں، بیشک وہ بردبار اور بخشنے والا ہے۔

أَلَمْ تَرَ أَنَّ اللّٰهَ سَخَّرَ لَكُمْ مَّا فِي
الْأَرْضِ وَالْفُلْكَ تَجْرِيْ فِي
الْبَحْرِ بِأَمْرِهٖ ۗ وَيُمْسِكُ السَّمَآءَ
أَنْ تَقَعَ عَلَى الْأَرْضِ إِلَّا بِإِذْنِهٖ ۗ
إِنَّ اللّٰهَ بِالنَّاسِ لَرَءُوْفٌ رَّحِيْمٌ ۝
(سورۃ الحج آیت ۶۵)

کیا تم نہیں دیکھتے کہ یقیناً اللہ ہی نے تمہاری خاطر زمین کی سب اشیاء کو مسخر کر رکھا ہے اور دریاؤں اور سمندروں میں کشتیاں (اور جہاز) اسی کے امر (توانائی) سے چلتے ہیں؟ اور وہ آسمان کو زمین پر گرنے سے تھامے ہوئے ہے (ہاں) مگر اس کے اذن سے (گر جائیں تو اور بات ہے) بے شک اللہ لوگوں پر رؤف الرحیم ہے۔

وہی ہے جو دریاؤں اور سمندروں میں ہمیں اور ہماری کشتیوں کو چلائے پھرائے رکھتا ہے جسے سائنس کی زبان میں اُچھال (Buoyancy) کہتے ہیں وہ ماسوائے قدرت کے ہاتھوں کے اور کچھ نہیں۔

رَبُّكُمُ الَّذِيْ يُزْجِيْ لَكُمُ الْفُلْكَ فِي
الْبَحْرِ لِتَبْتَغُوْا مِنْ فَضْلِهٖ ۗ إِنَّهٗ
كَانَ بِكُمْ رَحِيْمًا ۝
(سورۃ بنی اسرائیل آیت ۶۶)

تمہارا رب وہی تو ہے جو تمہارے لیے دریا (اور سمندر) میں کشتیاں (اور جہاز) چلاتا ہے تاکہ تم اس کا فضل تلاش کرو بے شک وہ تم پر بڑا ہی مہربان ہے۔

صرف پانی میں ہی ہمیں سہارا نہیں دیتا بلکہ خشکی پر بھی ہمارے بوجھ کو اٹھانے والا وہی ہے۔

وَلَقَدْ كَرَّمْنَا بَنِيْٓ اٰدَمَ وَحَمَلْنٰهُمْ
فِي الْبَرِّ وَالْبَحْرِ وَرَزَقْنٰهُمْ مِّنَ
الطَّيِّبٰتِ وَفَضَّلْنٰهُمْ عَلٰى كَثِيْرٍ
مِّمَّنْ خَلَقْنَا تَفْضِيْلًا ۝
(سورۃ بنی اسرائیل آیت ۷۰)

اور ہم نے آدم کی اولاد کو بڑی ہی عزت بخشی ہے خشکی اور تری میں ہم نے ہی اس کا بوجھ اٹھایا، انہیں ستھری چیزوں سے رزق دیا اور انہیں اپنی بہت سی مخلوقات پر بڑی ہی فضیلت عطا کی۔

هُوَ الَّذِيْ يُسَيِّرُكُمْ فِي الْبَرِّ
وَالْبَحْرِ ۗ (یونس ۲۲)

وہی تو ہے جو تمہیں خشکی اور تری میں لئے لئے پھرتا ہے۔

جب اللہ تعالیٰ کی اس قوت کے ہاتھ کا سائنسدانوں کو پانی میں احساس ہوا تو اس کو اُچھال (BUOYANCY) کا نام دیا اور جب یہی ہاتھ مادہ میں کارفرما نظر آیا تو رَدِّ عمل (Reaction) کہہ دیا، جب اسی قوت کو اشیاء کے گرتے وقت مظاہرہ کیا تو وزن (Weight) سے پکارا اور جب اسی قوت کو رسیوں اور زنجیروں میں کارفرما دیکھا تو تناؤ (Tension) سے موسوم کیا، جب تمام کائنات کے کُروں کو اسی قوت کی گرفت میں دیکھا تو ثقلی قوت (Gravitational Force) کا نام دیا اور جب اسی القیتوا کی گرفت کو ایٹم کے مرکزیئے (Nucleus) میں ملاحظہ کیا تو (BINDING FORCE) سے یاد کیا اور جب اسی قوت کو خود اپنے آپ میں پایا تو طبعی قوت (Physical Force) کہہ دیا۔

کاش کہ یہ لوگ ذرا بھی صحیح سوچ و تدبر سے کام لیتے تو جان لیتے کہ قوت اور شدت جہاں کہیں بھی ہے، جس شے میں بھی ہے، جس حالت اور جس درجہ میں بھی ہے وہ اللہ ہی سے ہے، **القوی** ذات مکان ولامکان میں صرف ایک ہی ہے، یہ **اللہ** کی صفت ہے جو تنہا توانائی کا مالک ہے قوت مادہ کی خاصیت نہیں بلکہ اللہ کی صفت (Attribute) ہے، نہ قوت اللہ تعالیٰ کی ذات سے جدا کوئی شے ہے اور نہ ہی یہ کوئی تقسیم پذیر چیز ہے کہ مخلوق میں تھوڑی تھوڑی کر کے بانٹ لی جائے، مخلوق کم طاقت نہیں بلکہ بے طاقت ہے۔

کائنات میں ہر قسم کے چھوٹے بڑے، اچھے بُرے، ظاہری اور باطنی افعال کا فاعل صرف ایک اللہ ہی ہے، کاش کہ یہ رب العالمین کے اس قول میں غور و فکر کرتے:۔

قُلْ كُلٌّ مِّنْ عِنْدِ اللّٰهِ ۭ فَمَالِ هٰٓؤُلَاۗءِ الْقَوْمِ لَا يَكَادُوْنَ يَفْقَهُوْنَ حَدِيْثًا ۝ مَآ اَصَابَكَ مِنْ حَسَنَةٍ فَمِنَ اللّٰهِ ۡ وَمَآ اَصَابَكَ مِنْ سَيِّئَةٍ فَمِنْ نَّفْسِكَ ۭ وَاَرْسَلْنٰكَ لِلنَّاسِ	انہیں کہہ دو کہ سب کچھ اللہ ہی کی طرف سے ہے، اس قوم کو کیا ہو گیا ہے کہ اتنی سی بات بھی ان کی سمجھ میں نہیں آتی، تجھے جو اچھائی پہنچتی ہے تو وہ اللہ سے ہے اور جو برائی پہنچتی ہے تو تیرے ہی نفس سے

رَسُوۡلًا ؕ وَكَفٰى بِاللّٰهِ شَهِيۡدًا ۝ (سورۃ النساء آیت ۷۸، ۷۹)

اور میں نے تجھے کافۃ الناس کی طرف (اپنا) رسول بنا کر بھیجا ہے (اور اس بات کی تصدیق کے لیے) اللہ ہی کی گواہی کافی ہے۔

کیونکہ جو کچھ بھی ہوتا ہے وہ اللہ کی قوت کے بغیر ہونا ناممکن ہے، پس جب آپ کسی اچھائی کے طلبگار بنیں اور اسے اللہ تعالیٰ ہی کی قوت سے حاصل کر لیں تو اللہ تعالیٰ ہی کا شکریہ ادا کریں اور اگر آپ کسی برائی کے خواہشمند ہوں اور آپ ہی کی خواہش کے مطابق اللہ تعالیٰ اس کام کے لیے بھی اپنی قوت آپ سے روک نہ رکھے تو یہ بھی اس کا آپ پر بڑا احسان ہے، البتہ اس برائی کے انجام بد سے سابقہ ہونے کے بعد اللہ تعالیٰ کو ملامت نہ کریں بلکہ اپنے ہی نفس کو ملامت کریں کہ آپ نے اس کی شدید خواہش کی تھی۔ باوجود فرشتوں کی القاء (یا بقول کسے ضمیر کی آواز) کے بھی آپ نے اس کام سے رکنے کی خواہش نہ کی اور اس فعل کے لیے درکار قوت کے لیے (زبان حال سے) سوالی بنتے رہے، پس وہ قوت مہیا کر دی گئی، آپ کو تو ہر حال میں رب العالمین کا شکر گزار ہونا چاہیئے تھا کہ اُس نے اس فعل کو آپکی چاہت کے مطابق مشہود کر دیا، اُس نے اپنی قوت سے آپ کو اس کام کے کرنے کیلئے مجبور تو نہ کیا تھا، اُس نے تو اپنے کلام کے ذریعے آپ کو اس کام کی خواہش سے روک رکھا تھا۔ اُس نے تو قوت فراہم کرنے سے پہلے تمہارے ضمیر کو جھنجھوڑ لیا تھا۔ اس نے تو کہیں ایک بیرونی اور اندرونی ڈراوؤں کے ذریعے آپ کی اس خواہش کو بدلنے کی کوشش بھی کی تھی کیونکہ وہ اللہ آپ پر بڑا مہربان ہے، وہ آپ کو اس برائی کے انجام بد سے دور رکھنا چاہتا تھا البتہ آپ سے قوت کو روک کر آپ کو اس فعل بد سے روکنا بھی اس کو گوارہ نہ تھا کہ اس طرح آپ کی آزادی چھن جاتی۔ ایسا کرنے سے تو انسان مجبور محض ہو جاتا، اس کی خواہش کی آزادی بے معنی ہو کر رہ جاتی۔ اس میں شک نہیں کہ اگر وہ چاہتا تو سب ہی نوع انسان کو ایک ہی راہ پر چلا دیتا جیسا کہ فرشتوں کے ساتھ کیا لیکن تخلیق آدم کا منشاء ہی الگ تھا، اس نے اس نوع کے لیے یہ پسند کیا تھا کہ خود اپنی مرضی (نہ کہ الٰہی جبر سے)

صحیح راہ کا انتخاب کرے اور اس کے لیے ضروری تھا کہ راہ ایک نہ ہو راہیں بہت ہوں تاکہ انسان اپنی مرضی اور چناؤ کا آزادانہ استعمال کرے، آپ کا یہ کہنا بھی غلط ہے کہ شیطان نے مجھ سے ایسا کروایا۔ اللہ تعالیٰ نے شیطان کو بھی یہ طاقت نہیں بخشی کہ وہ کسی سے کوئی فعل زبردستی صادر کروائے، وہ تو صرف بُری راہوں کی طرف دعوت دے سکتا ہے آپ کو اس راہ پر چلا نہیں سکتا۔ آپ صرف راہ کو چن سکتے ہیں اس راہ پر چل نہیں سکتے، چلانے والا تو صرف اللہ رب العالمین ہے۔ شیطان کو خود اس بات کا اعتراف ہے کہ اسے آپ پر کچھ بھی قدرت حاصل نہ تھی بلکہ یہ جو آپ اس کو قوت کا حامل سمجھ کر اللہ تعالیٰ کی صفت القوی میں شریک سمجھتے تھے، تو قیامت کے دن خود شیطان بھی آپ کے اس شرک سے بیزاری کا یوں اعلان کرے گا۔

وَقَالَ الشَّيْطٰنُ لَمَّا قُضِيَ الْاَمْرُ اِنَّ اللّٰهَ وَعَدَكُمْ وَعْدَ الْحَقِّ وَوَعَدْتُّكُمْ فَاَخْلَفْتُكُمْ ۭ وَمَا كَانَ لِيَ عَلَيْكُمْ مِّنْ سُلْطٰنٍ اِلَّآ اَنْ دَعَوْتُكُمْ فَاسْتَجَبْتُمْ لِيْ ۚ فَلَا تَلُوْمُوْنِيْ وَلُوْمُوْٓا اَنْفُسَكُمْ ۭ مَآ اَنَا بِمُصْرِخِكُمْ وَمَآ اَنْتُمْ بِمُصْرِخِيَّ ۭ اِنِّىْ كَفَرْتُ بِمَآ اَشْرَكْتُمُوْنِ مِنْ قَبْلُ ۭ اِنَّ الظّٰلِمِيْنَ لَهُمْ عَذَابٌ اَلِيْمٌ ۝ (سورۃ ابراہیم آیت ۲۲)

پس جب امر (حساب کتاب) فیصل ہو چکا تو شیطان کہنے لگا کہ اللہ نے تم سے حق (سچا) وعدہ کیا تھا اور جو میں نے تم سے کیا تھا تمہیں اس کے ذریعہ ناکام کر دیا اور میرا تم پر کسی طرح کا زور نہیں تھا ہاں میں نے تم کو جو دعوت دی تم نے اسے قبول کر لیا پس مجھے ملامت نہ کرو بلکہ اپنے نفوس کو ملامت کرو، نہ میں تمہاری فریاد رسی کر سکتا ہوں اور نہ تم میری فریاد رسی کر سکتے ہو میں اس بات سے انکار کرتا ہوں کہ تم پہلے مجھے شریک بناتے تھے بے شک جو ظالم ہیں ان کے لیے عذاب الیم ہے۔

کیونکہ وہ آپ سے حضرت آدمؑ کا بدلہ لینے کے باوجود اللہ تعالیٰ سے خوف رکھتا ہے، یہ اس کا جذبہ انتقام ہے جو اس کو آپ کی گمراہی پر اکساتا ہے اور مجبور رکھتا ہے ورنہ وہ اللہ تعالیٰ جل شانہ، پر وہ ایمان رکھتا ہے جو آپ میں سے بہتوں کو حاصل

نہیں، وہ اگر قسم بھی کھاتا ہے تو اللہ تعالیٰ جل شانہ، ہی کی عزّت کی کھاتا ہے کیونکہ وہ جانتا ہے کہ اِنَّ الْعِزَّةَ لِلّٰهِ جَمِيْعًا (عزّت تمام کی تمام اللہ ہی کے لیے ہے) اور اپنی گمراہیوں کی دعوت کو اللہ کے مخلص بندوں سے دور رکھتا ہے کیونکہ وہ اللہ سے ڈرتا ہے اور اللہ تعالیٰ کے مزید عذاب کا خطرہ مول نہیں لینا چاہتا۔

قَالَ فَبِعِزَّتِكَ لَاُغْوِيَنَّهُمْ اَجْمَعِيْنَ ۙ اِلَّا عِبَادَكَ مِنْهُمُ الْمُخْلَصِيْنَ ۝ (سورہ صٓ آیت ۸۲، ۸۳)	ابلیس نے کہا کہ تیری عزّت کی قسم میں ان سب کو گمراہ کر دوں گا ماسوائے اُن کے جو تیرے مخلص بندے ہوں گے۔

وہ اللہ تعالیٰ ہی کو اپنا رب سمجھتا ہے اور جانتا ہے کہ اس کے اذن کے بغیر وہ کچھ نہیں کر سکتا اس لیے وہ آپ کی گمراہی کے لیے بھی اس ذاتِ یکتا کے سامنے عاجزی سے گڑگڑا کر اجازت طلب کرتا ہے۔

قَالَ رَبِّ فَاَنْظِرْنِيْۤ اِلٰى يَوْمِ يُبْعَثُوْنَ ۝ قَالَ فَاِنَّكَ مِنَ الْمُنْظَرِيْنَ ۙ ۝ (سورۃ الحجر آیت ۳۶، ۳۷)	ابلیس نے عرض کیا کہ اے رب مجھے یوم بعثت تک کی مہلت دے اسے کہا گیا کہ تجھے مہلت دیدی گئی۔

لیکن اجازت پانے کے بعد بھی وہ اللہ کے سامنے اقرار کرتا ہے کہ وہ اس کے مخلص بندوں کو گمراہ نہیں کر سکے گا۔

قَالَ رَبِّ بِمَاۤ اَغْوَيْتَنِيْ لَاُزَيِّنَنَّ لَهُمْ فِي الْاَرْضِ وَلَاُغْوِيَنَّهُمْ اَجْمَعِيْنَ ۙ اِلَّا عِبَادَكَ مِنْهُمُ الْمُخْلَصِيْنَ ۝ (سورۃ الحجر آیت ۳۹، ۴۰)	کہا کہ اے رب جیسا کہ تُو نے مجھے گمراہ کیا تو میں بھی ان کیلئے زمین پر زینت کا جال پھیلا کر سب کو گمراہ کر دوں گا ماسوائے اُن کے جو تیرے مخلص بندے ہوں گے۔

حقیقت یہ ہے کہ ہم شیطان سے بھی ایک قدم آگے بڑھ گئے، اس کا دل تو تاقیامت اللہ تعالیٰ کے خوف سے خالی نہیں، یہ اس کا غرور پندار ہے تکبر ہے جو اسکی راہ کی رکاوٹ بنی اور اللہ تعالیٰ کی نافرمانی کی، لیکن باوجود اس کے اللہ تعالیٰ سے ڈرتا ہے۔ لیکن ہم میں سے کروڑوں ایسے ہیں جو نافرمانیوں پر نافرمانیاں کرتے جاتے ہیں اور

قلب میں خوفِ الٰہی کا شائبہ تک نہیں ہوتا اس کی تو یہ حالت ہے کہ:۔

كَمَثَلِ الشَّيْطٰنِ اِذْ قَالَ لِلْاِنْسَانِ اكْفُرْ ج فَلَمَّا كَفَرَ قَالَ اِنِّيْ بَرِيْٓءٌ مِّنْكَ اِنِّيْٓ اَخَافُ اللّٰهَ رَبَّ الْعٰلَمِيْنَ ○ (سورۃ الحشر آیت ۱۶)

شیطان کے مثل کہ وہ آدمی سے کہتا ہے کہ ناشکری کر، پھر جب وہ ناشکری کر بیٹھتا ہے تو اس سے کہتا ہے کہ بیشک میں تم سے بری ہوں کیونکہ میں تو تمام عالمین کے رب اللہ سے ڈرتا ہوں۔

کلام پاک سے ظاہر ہے کہ شیطان نفس کو صرف برائی کی طرف دعوت دیتا ہے، ناشکری پر اکساتا ہے، اس کے سامنے زینت کا جال بچھاتا ہے، اس کے دل میں وسوسہ اندازی کرتا ہے، اس سے اللہ تعالیٰ کے بارے میں غلط باتیں کہلواتا ہے وغیرہ وغیرہ۔ لیکن اسے قوت حاصل نہیں کہ کسی شخص سے زبردستی برائی کروائے۔ شیطان کے قبضۂ قدرت میں قوت سمجھنے والے بدترین قسم کے شرک میں مبتلا ہیں، انہوں نے تو شیطان کو اللہ تعالیٰ کا مدمقابل بنا چھوڑا! اور وہ بھی ایک غالب مدمقابل، کیونکہ اللہ تعالیٰ تو بنی نوع انسان کو جنت میں پہنچانے کا خواہاں ہے اور شیطان دوزخ میں پہنچانا چاہتا ہے، پس اگر ان میں قوتوں کی جنگ ہے تو پھر (نعوذ باللہ) اللہ تعالیٰ ہارا اور شیطان جیتا، لیکن حقیقتاً ایسا نہیں ہے، شیطان کو قوت حاصل نہیں اور اللہ تعالیٰ اپنی قوت سے انسان کو مجبور نہیں کرنا چاہتا کہ یہی تو وہ اعزاز ہے جو رب العالمین نے اسے عطا کیا ہے، لیکن قوت جیسے شیطان کو حاصل نہیں ویسے ہی ہمیں بھی نہیں، ہمارے اعمال کا خالق بھی رب العالمین ہے، اسی سے ہم قوت حاصل کرتے ہیں ہمارا نفس خواہش کرتا ہے (خواہ نیک ہو یا بد) اللہ تعالیٰ اس کیلئے قوت مہیا کرتا ہے۔

وَاللّٰهُ خَلَقَكُمْ وَمَا تَعْمَلُوْنَ ○ (صافات ۹۶)

اللہ ہی نے تمہیں پیدا کیا ہے اور وہی تمہارے اعمال پیدا کرتا ہے۔

ہمارے سب اعمال کا پیدا کرنے والا وہی ایک ہے، وہی ہے جو ہمیں ہنساتا ہے، رلاتا ہے، کھلاتا ہے، پلاتا ہے، سلاتا ہے، جگاتا ہے، مالدار کرتا ہے، غریب کرتا

ہے، عزت دیتا ہے، ذلت دیتا ہے، زندہ کرتا ہے، مارتا ہے کیونکہ کام کرنے کی ہر قسم کی اہلیت (Energy) اُسی ایک ذات کے لیے مخصوص ہے۔ اس ایک اللہ کے علاوہ کائنات میں دوسرا اللہ نہیں۔

كَيْفَ تَكْفُرُوْنَ بِاللّٰهِ وَكُنْتُمْ اَمْوَاتًا فَاَحْيَاكُمْ ۚ ثُمَّ يُمِيْتُكُمْ ثُمَّ يُحْيِيْكُمْ ثُمَّ اِلَيْهِ تُرْجَعُوْنَ ۝ (سورۃ البقرہ آیت ۲۸)	تم اللہ کا کیونکر انکار کر سکتے ہو جبکہ تم مردہ کو اس نے حیات بخشی، پھر تمہیں مردہ کرے گا پھر حیات بخشے گا پھر اسی کے پاس لوٹ کر جانا ہوگا۔
وَهُوَ الَّذِيْ يَتَوَفّٰىكُمْ بِالَّيْلِ وَيَعْلَمُ مَا جَرَحْتُمْ بِالنَّهَارِ ثُمَّ يَبْعَثُكُمْ فِيْهِ لِيُقْضٰٓى اَجَلٌ مُّسَمًّى ۚ ثُمَّ اِلَيْهِ مَرْجِعُكُمْ ثُمَّ يُنَبِّئُكُمْ بِمَا كُنْتُمْ تَعْمَلُوْنَ ۝ وَهُوَ الْقَاهِرُ فَوْقَ عِبَادِهٖ وَيُرْسِلُ عَلَيْكُمْ حَفَظَةً ۭ حَتّٰٓى اِذَا جَاۗءَ اَحَدَكُمُ الْمَوْتُ تَوَفَّتْهُ رُسُلُنَا وَهُمْ لَا يُفَرِّطُوْنَ ۝ (سورۃ الانعام آیت ۶۰، ۶۱)	وہی ہے جو رات کو تمہیں اپنے قبضہ میں کر لیتا ہے اور دن کے وقت تم جو کچھ بھی کرتے ہو اسے جانتا ہے پھر تمہیں دن کے وقت اٹھاتا ہے تاکہ ایک مدت جو مقرر ہو چکی ہے پوری کی جائے اور جب اجل مسمّٰی آپہنچے تو پھر اسی کی طرف لوٹائے جاؤ گے پھر وہ تمہیں تمہارے سب اعمال کی خبر دے گا، وہ اپنے بندوں پر غالب ہے اور تم پر نگران بھیجتا رہتا ہے یہاں تک کہ

جب تم میں سے کسی کو موت آپہنچتی ہے تو ہمارے بھیجے ہوئے فرشتے اُسے قبضہ میں لے لیتے ہیں اور وہ ذرہ برابر بھی کوتاہی نہیں کرتے۔

وَاَنَّهٗ هُوَ اَضْحَكَ وَاَبْكٰى ۝ (النجم ۴۳)	اور یہ کہ وہی (رب) ہنساتا اور رلاتا ہے۔
وَاَنَّهٗ هُوَ اَمَاتَ وَاَحْيَا ۝ (النجم ۴۴)	اور یہ کہ وہی (رب) زندہ کرتا اور موت دیتا ہے
وَاَنَّهٗ خَلَقَ الزَّوْجَيْنِ الذَّكَرَ وَالْاُنْثٰى ۝ مِنْ نُّطْفَةٍ اِذَا تُمْنٰى ۝ (النجم ۴۵، ۴۶)	اور یہ کہ وہی (رب) اُس بوند سے جو ٹپکائی جاتی ہے نر و مادہ کا جوڑا بناتا ہے۔
وَاَنَّهٗ هُوَ اَغْنٰى وَاَقْنٰى ۝ (النجم ۴۸)	اور یہ کہ وہی (رب) غنی اور سرمایہ دار کرتا ہے۔

وَاَنَّہٗ هُوَ رَبُّ الشِّعْرٰی ۙ (النجم ۴۹)

اور یہ کہ وہی ہے جو شعریٰ کی پرورش کرتا ہے۔

وَاَنَّہٗۤ اَهْلَكَ عَادَا ۨالْاُوْلٰی ۙ وَثَمُوْدَا فَمَاۤ اَبْقٰی ۙ (النجم ۵۰، ۵۱)

اور یہ کہ اس نے عاد اولیٰ کو ہلاک کیا تھا اور ثمود کو بھی پس اُسے باقی نہ چھوڑا۔

الَّذِیْ خَلَقَنِیْ فَهُوَ یَهْدِیْنِ ۙ وَالَّذِیْ هُوَ یُطْعِمُنِیْ وَیَسْقِیْنِ ۙ وَاِذَا مَرِضْتُ فَهُوَ یَشْفِیْنِ ۙ وَالَّذِیْ یُمِیْتُنِیْ ثُمَّ یُحْیِیْنِ ۙ (سورۃ الشعراء آیت ۷۸ تا ۸۱)

(ابراہیمؑ نے اپنی قوم کو بتلایا کہ رب العالمین وہ ہے) جس نے مجھے پیدا کیا پھر وہی ہدایت دیتا ہے جو مجھے کھلاتا اور پلاتا ہے اور جب میں بیمار ہوتا ہوں تو شفا دیتا ہے اور جو مجھے موت دے کر پھر زندہ کرے گا۔

وَهُوَ الَّذِیْۤ اَحْیَاكُمْ ۫ ثُمَّ یُمِیْتُكُمْ ثُمَّ یُحْیِیْكُمْ ؕ اِنَّ الْاِنْسَانَ لَكَفُوْرٌ ۞ (سورۃ الحج آیت ۶۶)

اور وہی ہے جس نے تمہیں حیات (زندگی) دی پھر تمہیں موت دے گا پھر تمہیں حیات بخشے گا یقیناً انسان بڑا ہی ناشکرا ہے۔

اور اس لیے اللہ تعالیٰ کا یہ فرمان ہے کہ:۔

وَمَا كَانَ لِنَفْسٍ اَنْ تَمُوْتَ اِلَّا بِاِذْنِ اللّٰهِ (سورۃ آل عمران آیت ۱۴۵)

اور اللہ کے اذن کے بغیر کوئی نفس مر بھی نہیں سکتا۔

وَمَا كَانَ لِنَفْسٍ اَنْ تُؤْمِنَ اِلَّا بِاِذْنِ اللّٰهِ ؕ وَیَجْعَلُ الرِّجْسَ عَلَی الَّذِیْنَ لَا یَعْقِلُوْنَ ۞ (یونس ۱۰۰)

اور اللہ کے اذن کے بغیر کوئی نفس ایمان بھی نہیں لا سکتا اور عقل سے کام نہ لینے والوں پر نجاست ڈالتا ہے۔

سب کے سب اُسی کی دستِ قدرت میں مسخر ہیں۔

مَا مِنْ دَآبَّةٍ اِلَّا هُوَ اٰخِذٌۢ بِنَاصِیَتِهَا ؕ (سورۃ هود آیت ۵۶)

اور زمین پر چلنے والا کوئی بھی ایسا نہیں جسکی چوٹی اس (اللہ تعالیٰ) نے پکڑ نہ رکھی ہو۔

دانے اور گٹھلیوں کا پھاڑنے والا بھی وہی ہے

اِنَّ اللّٰهَ فَالِقُ الْحَبِّ وَالنَّوٰی ؕ یُخْرِجُ الْحَیَّ مِنَ الْمَیِّتِ وَمُخْرِجُ الْمَیِّتِ

یقیناً اللہ تعالیٰ ہی دانے اور گٹھلیوں کو پھاڑنے والا ہے وہ زندہ کو مردہ

مِنَ الۡحَیِّ ؕ ذٰلِکُمُ اللّٰہُ فَاَنّٰی تُؤۡفَکُوۡنَ ۝ (سورۃ الانعام آیت ۹۵) | سے اور مردہ کو زندہ سے نکالتا ہے ایسا ہے تمہارا اللہ پھر کدھر الٹے پھرے جا رہے ہو۔

جب کوئی چیز پھینکی جائے تو اُسے پھینکنے والا بھی وہی ہے

کوئی بھی شے اس وقت تک حرکت میں نہیں لائی جا سکتی جب تک اس پر قوت نہ لگائی جائے اور قوت یا توانائی کا منبع صرف اللہ کی ذات ہے۔

وَمَا رَمَیۡتَ اِذۡ رَمَیۡتَ وَلٰکِنَّ اللّٰہَ رَمٰی ۚ (سورۃ الانفال آیت ۱۷) | اور جو کچھ کہ پھینکا گیا تھا وہ تم نہیں پھینکا گیا تھا مگر اللہ نے پھینکا تھا۔

جب کوئی قتل کیا جاتا ہے تو اسے قتل کرنا بھی اللہ تعالیٰ ہی سے ہوتا ہے

کسی کے قتل کرنے کے لیے بھی توانائی کی ضرورت ہوگی جو صرف اللہ ہی کی ذات سے حاصل کی جا سکتی ہے۔ یہ الگ بات ہے کہ کبھی انسان کی طرف سے قتل کا ارادہ اللہ ہی کی رضا کے لیے ہوتا ہے اور ایسے قتل میں رب العالمین کی مشیت اور رضا کا بھی دخل ہوتا ہے اور ایسے شخص پر رب العالمین کی طرف سے انعامات کی بارش ہوتی ہے، اس کے درجات بلند کیے جاتے ہیں، وہ اللہ کی راہ کا مجاہد ہوتا ہے، اور کبھی انسان کی طرف سے کسی کو قتل کرنے کا ارادہ اللہ کے لیے نہیں ہوتا، مثلاً قابیل کا ہابیل کو قتل کرنے کا ارادہ کرنا، ایسے شخص پر اللہ تعالیٰ ناراض ہوتا ہے اور اس سے ابدی جہنم کا وعدہ فرماتا ہے۔ انسان صرف خواہش، چناؤ اور ارادہ میں آزاد ہے اُسے اپنے چناؤ، خواہش و ارادہ کو پایۂ تکمیل تک پہنچانے کیلئے قوت یا توانائی کی ضرورت ہے اور قوت و توانائی ماسوائے اللہ تعالیٰ کی ذات کے اور کہیں سے حاصل نہیں کی جا سکتی کیونکہ اللہ صرف وہی ہے، اس کے علاوہ کوئی اور الٰہ نہیں۔ ہم اپنے سب اعمال کی تخلیق کے لیے اللہ تعالیٰ ہی کی ذات کے مرہونِ منت ہیں اور اسی لیے حضرت ابراہیم علیہ السلام نے اپنی قوم کو مخاطب کر کے کہا تھا کہ:

وَاللّٰهُ خَلَقَكُمْ وَمَا تَعْمَلُوْنَ ۝
(سورۃ الصافات آیت ۹۶)

اللہ نے تمہیں پیدا کیا اور تمہارے اعمال کا خالق بھی وہی ہے۔

اور اسی لیے اللہ تعالےٰ نے فرمایا کہ :-

فَلَمْ تَقْتُلُوْهُمْ وَلٰكِنَّ اللّٰهَ قَتَلَهُمْ
(سورۃ الانفال آیت ۱۷)

سو تم نے انہیں قتل نہیں کیا بلکہ اللہ نے انہیں قتل کیا۔

قلوب میں تصرف کرنے والا

وَنُقَلِّبُ اَفْـِٕدَتَهُمْ وَاَبْصَارَهُمْ كَمَا لَمْ يُؤْمِنُوْا بِهٖٓ اَوَّلَ مَرَّةٍ وَّنَذَرُهُمْ فِیْ طُغْيَانِهِمْ يَعْمَهُوْنَ ۝
(سورۃ الانعام آیت ۱۱۰)

اور ہم بھی ان کے قلوب (یعنی طرزِ سوچ) اور ابصار کو پھیر دیں گے جس طرح کہ یہ پہلی بار اس پر ایمان نہ لائے اور ہم انہیں ان کی سرکشی میں حیران رہنے دیں گے۔

وہی ہے جو ہوائیں چلاتا ہے، بادلوں کو اٹھا کر ان کو تہہ بہ تہہ کرتا ہے اور پھر اس میں سے بارش کا پانی برساتا ہے، بجلی اور کڑک پیدا کرتا ہے، پھر وہی ہے جہاں چاہتا ہے وہاں بارش برساتا ہے، اس بارش کے ذریعے مردہ زمین کو زندہ کرکے سرسبز کرتا ہے، اپنی ہی قدرت کے ہاتھوں مختلف انواع و اقسام، رنگا رنگ ذائقے اور خوشبو کے پھل پھول اور سبزے لا یا ہر کرتا ہے اور ان تمام افعال میں انسان تو کجا فرشتے تک اس کے شریکِ کار نہیں، ان سب افعال کے لیے توانائی کی ضرورت ہے اور مخلوق توانائی کی تخلیق سے قاصر ہے، توانائی (Energy) کام کرنے کی اہلیت کا دوسرا نام ہے اور (جیسے بعد میں بتلایا جائے گا) توانائی وہ ازلی اور ابدی حقیقت ہے جس کو نہ تو تخلیق کیا جا سکتا ہے اور نہ فنا، نہ اس میں کمی کی جا سکتی ہے اور نہ زیادتی، اس حقیقت کو سائنسدان قانون بقائے توانائی (Law of Conservation of Energy) کہتے ہیں اور اس توانائی کا منبع اور سرچشمہ اللہ تعالیٰ کی ذات ہے۔ جمادات،

نباتات حیوانات حتیٰ کہ شیاطین اور ملائکہ بھی اللہ تعالیٰ ہی کے توانائی کے اس منبع سے فیضیاب ہوتے ہیں۔ الٰہ وہی ہوتا ہے جس میں کام کرنے کی اہلیت ہو اور کائنات میں ماسوائے اللہ تعالیٰ کے اور کوئی الٰہ نہیں۔

وَهُوَ الَّذِيْ يُرْسِلُ الرِّيٰحَ بُشْرًا بَيْنَ يَدَيْ رَحْمَتِهٖ ۭ حَتّٰى اِذَا اَقَلَّتْ سَحَابًا ثِقَالًا سُقْنٰهُ لِبَلَدٍ مَّيِّتٍ فَاَنْزَلْنَا بِهِ الْمَاۗءَ فَاَخْرَجْنَا بِهٖ مِنْ كُلِّ الثَّمَرٰتِ ۭ كَذٰلِكَ نُخْرِجُ الْمَوْتٰى لَعَلَّكُمْ تَذَكَّرُوْنَ ۝ (الاعراف ۵۷)

اور وہی ہے جو بارش سے پہلے خوشخبری دینے والی ہوائیں چلاتا ہے یہاں تک کہ جب ہوائیں بھاری بادلوں کو اٹھا لاتی ہیں تو ہم انہیں مردہ شہر کی طرف ہانک دیتے ہیں، پھر ہم ان سے پانی نازل کرتے ہیں پھر ہم اس سے ہر طرح کا پھل نکال باہر کرتے ہیں، اسی طرح ہم مردوں کو نکالیں گے تاکہ تم نصیحت حاصل کرو۔

حق کو وہی ثابت کرتا ہے اور باطل کو مٹاتا ہے۔

وَيُرِيْدُ اللّٰهُ اَنْ يُّحِقَّ الْحَقَّ بِكَلِمٰتِهٖ وَيَقْطَعَ دَابِرَ الْكٰفِرِيْنَ ۙ لِيُحِقَّ الْحَقَّ وَيُبْطِلَ الْبَاطِلَ وَلَوْ كَرِهَ الْمُجْرِمُوْنَ ۚ (سورۃ الانفال آیت ۸،۷)

اور اللہ اپنے کلمات سے حق ثابت کر دے اور کافروں کی جڑ کاٹ کر رکھ دے تاکہ حق ثابت ہو کر رہے اور باطل مٹ جائے خواہ مجرموں پر (یہ بات) گراں ہی کیوں نہ گزرے۔

وَيُحِقُّ اللّٰهُ الْحَقَّ بِكَلِمٰتِهٖ وَلَوْ كَرِهَ الْمُجْرِمُوْنَ ۝ (یونس ۸۲)

اور اللہ اپنے کلمات سے حق کو حق ثابت کرتا ہے خواہ مجرموں پر گراں ہی کیوں نہ گزرے۔

سورج کو ضیاء اور چاند کو منور کرنے والا بھی وہی ہے

هُوَ الَّذِيْ جَعَلَ الشَّمْسَ ضِيَاۗءً وَّالْقَمَرَ نُوْرًا وَّقَدَّرَهٗ مَنَازِلَ لِتَعْلَمُوْا عَدَدَ السِّنِيْنَ وَالْحِسَابَ ۭ مَا خَلَقَ اللّٰهُ ذٰلِكَ اِلَّا بِالْحَقِّ ۚ يُفَصِّلُ الْاٰيٰتِ لِقَوْمٍ يَّعْلَمُوْنَ ۝ (یونس ۵)

وہی تو ہے جس نے سورج کو روشن اور چاند کو منور بنایا اور چاند کی منزلیں مقرر کیں تاکہ تم برسوں کا شمار اور حساب جانو، یہ اللہ نے حق کے ساتھ ہی پیدا کیے ہیں، سمجھنے والوں کے لیے وہ اپنی نشانیاں کھول کھول کر بیان فرماتا ہے۔

امر سب اسی سے ہے، اس کے امر میں کسی کو اختیار نہیں

قُلْ اِنَّ الْاَمْرَ كُلَّهٗ لِلّٰهِ ط (سورۃ آلِ عمران آیت ۱۵۴)	کہہ دو کہ سب امر (کام) اللہ ہی کے ہاتھ میں ہیں۔
وَلِلّٰهِ مَا فِی السَّمٰوٰتِ وَمَا فِی الْاَرْضِ ط وَاِلَی اللّٰهِ تُرْجَعُ الْاُمُوْرُ ہ (سورۃ آلِ عمران آیت ۱۰۹)	اور جو کچھ آسمانوں اور زمین میں ہے سب کا سب اللہ ہی کا ہے اور سب امور (کام، افعال) اللہ ہی کی طرف راجع ہیں۔
وَكَانَ اَمْرُ اللّٰهِ مَفْعُوْلًا ہ (النساء ۴۷)	اور اللہ کا حکم تو نافذ ہو کر ہی رہتا ہے۔
قُلْ كُلٌّ مِّنْ عِنْدِ اللّٰهِ فَمَالِ هٰٓؤُلَآءِ الْقَوْمِ لَا يَكَادُوْنَ يَفْقَهُوْنَ حَدِيْثًا ہ (سورۃ النساء آیت ۷۸)	کہہ دے کہ سب کچھ اللہ ہی کی طرف سے ہے ان لوگوں کو کیا ہو گیا ہے کہ کوئی بات بھی ان کی سمجھ میں نہیں آتی۔
وَلِلّٰهِ غَيْبُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ وَاِلَيْهِ يُرْجَعُ الْاَمْرُ كُلُّهٗ فَاعْبُدْهُ وَتَوَكَّلْ عَلَيْهِ ط وَمَا رَبُّكَ بِغَافِلٍ عَمَّا تَعْمَلُوْنَ ہ (سورۃ ھود آیت ۱۲۳)	اور آسمانوں اور زمین کا غیب اللہ ہی کے لیے ہے اور ہر امر (کام اور فعل) کی لوٹ اللہ کی طرف ہے اسی کی غلامی کرو، اسی پر توکل رکھو اور تیرا رب غافل نہیں اس سے (جو کچھ) کہ کرتے ہو۔
وَمَا تَوْفِيْقِیْٓ اِلَّا بِاللّٰهِ ط عَلَيْهِ تَوَكَّلْتُ وَاِلَيْهِ اُنِيْبُ ہ (سورہ ھود آیت ۱۲۳)	اور مجھے (یعنی شعیب علیہ السلام کو) توفیق حاصل نہیں ہے مگر اللہ سے، اُسی پر بھروسہ کرتا ہوں اور اسی کی طرف رجوع کرتا ہوں۔
اِنَّ رَبَّكَ فَعَّالٌ لِّمَا يُرِيْدُ ہ (ھود ۱۰۷)	تیرا رب جو چاہے سو کرتا ہے۔
اِنَّ رَبِّیْ بِمَا تَعْمَلُوْنَ مُحِيْطٌ۔ (سورہ ھود آیت ۹۲)	بیشک میرا رب (یعنی شعیب علیہ السلام کا) تمہارے سب اعمال کا احاطہ کیے ہوئے ہے۔

قَالَ لَا عَاصِمَ الْيَوْمَ مِنْ أَمْرِ اللّٰهِ إِلَّا مَنْ رَّحِمَ ج
(سورہ ھود آیت ۴۳)

کہا (نوح علیہ السلام نے) آج اللہ کے امر سے کوئی بچانے والا نہیں مگر جس پر وہی رحم کرے

اسی ذات نے نہ صرف یہ کہ زمین اور آسمان پیدا کیے بلکہ پیدا کرنے کے بعد ہر امر کی تدبیر بھی خود کرتا ہے۔

قُلْ مَنْ يَّرْزُقُكُمْ مِّنَ السَّمَآءِ وَالْأَرْضِ أَمَّنْ يَّمْلِكُ السَّمْعَ وَالْأَبْصَارَ وَمَنْ يُّخْرِجُ الْحَيَّ مِنَ الْمَيِّتِ وَيُخْرِجُ الْمَيِّتَ مِنَ الْحَيِّ وَمَنْ يُّدَبِّرُ الْأَمْرَ فَسَيَقُوْلُوْنَ اللّٰهُ ج فَقُلْ أَفَلَا تَتَّقُوْنَ ۝ فَذٰلِكُمُ اللّٰهُ رَبُّكُمُ الْحَقُّ ج فَمَاذَا بَعْدَ الْحَقِّ إِلَّا الضَّلٰلُ ج فَأَنّٰى تُصْرَفُوْنَ ۝
(سورہ یونس آیت ۳۱، ۳۲)

کہدو آسمان اور زمین سے تمہیں رزق کون پہنچاتا ہے؟ شنوائی اور بینائی کا مالک کون ہے؟ کون ہے جو زندہ سے مُردہ اور مُردہ سے زندہ کو نکال باہر کرتا ہے؟ اور کون ہے جو ہر امر کی تدبیر کرتا ہے؟ پس یہ کہدیں گے کہ اللہ! سو کہدو کہ پھر کیوں تقویٰ اختیار نہیں کرتے، پس اللہ ایسا ہی ہے (جیسے کہا گیا) اور وہی تمہارا حق پرورش کرنے والا (اللہ) ہے اور بعد حق کے سوائے گمراہی کے اور کیا رہ جاتا ہے؟ سو تم کدھر پھرے جاتے ہو؟

اَلرَّبُّ

سب سے پہلے اللہ تعالیٰ کی صفت الوہیت سامنے آتی ہے کہ اسی میں کام کرنے کی صلاحیت ہے چنانچہ اس نے کام کیا (بلکہ کر رہا ہے) اور اس کا وہ کام ایک مکمل کائنات کی شکل میں ہمارے سامنے ہے، پس انکار ناممکن ہے، البتہ اللہ کو الٰہ تسلیم کر لینا ہی کافی نہیں بلکہ یہ بھی تسلیم کرنا ہوگا کہ اس کے علاوہ کوئی اور الٰہ نہیں اور نہ کسی میں کام کرنے کی اہلیت ہے۔

اس کے بعد اللہ تعالیٰ کی صفات البدیع اور الفاطر سامنے آتی ہیں جس نے اس کائنات کی ابتداء کی اور اس صفت میں شرکت کا دعویٰ مخلوق کو نہیں۔
پھر الخالق، البارئ اور المصور، کی صفات سامنے آتی ہیں کہ کائنات اور اس میں ہر زندہ و مردہ اشیاء مخصوص اندازوں اور خواص کے ساتھ تخلیق کی گئیں اور ان کو مخصوص ہیئتیں بخشی گئیں، یہاں انسان بڑے پیمانے پر تو شرکت کا دعوے نہیں رکھتا۔ البتہ چھوٹے پیمانے پر دھوکہ کھا گیا ہے۔
اب اس ذاتِ پاک کی جو صفت سامنے آتی ہے وہ الرب ہے کیونکہ کائنات محض وجود میں نہیں آیا بلکہ وہ ایک خاص نظم و نسق کے ساتھ سرگرمِ عمل ہے۔
اللہ تعالیٰ نے اپنی تخلیق کردہ کائنات کو یوں ہی فضا میں معلق کر کے چھوڑ نہیں دیا بلکہ اب وہ اس کی ربوبیت (پرورش) کر رہا ہے اس کے لفظی معنی تو قریب قریب یوں ہیں کہ:-

"کائنات میں کے تمام عالموں اور ہر عالم میں کے تمام حیوانات، نباتات، جمادات کو فرداً فرداً، گروہ در گروہ اور ان کی تمام اقسام کے مجموعات اور ان کے ہر چھوٹے بڑے ذرات کو بتدریج بتدریجاً ایک حالت سے دوسری بہتر حالت میں پہنچا کر کمال کی حد سے نزدیک سے نزدیک تر کرنے والی ذات پاک۔"

لیکن عام فہمی کی خاطر اس کا ترجمہ ناظم یا پرورش کرنے والا سے کر سکتے ہیں، کامیابی "اللہ ہی رب ہے" کے راز کو پا جانے میں ہے، ایسا کہتے تو سب ہیں سمجھتے بہت ہی کم ہیں اور صاحب حال ختم ہیں۔
اس قول کے صاحب حال حقیقی ہیں خواہ وہ جو بھی ہو، جہاں کہیں بھی ہو جس حال میں اور جس قسم کے اعمال کے ساتھ ہو، لیکن اس کا حال ہونا صرف ان ہی کے قسمت میں ہے جو قلب سلیم کے مالک ہوں اور اس راز کو پانے والے صرف صالحین ہی ہیں، اس کے حال ہونے کی نشانی یہ ہے کہ انسان کائنات میں اپنی کوشش

اور اپنی تدبیروں سے علیحدگی اختیار کر کے خود اپنے آپ کو اپنی حیات اور سرمایۂ حیات کو اللہ تعالیٰ جل شانہٗ کے سپرد کر کے خود اس کی قدرت کے سامنے بے دست و پا ہو جاتا ہے تب الرحمٰن الرحیم خود قدرت کے ہاتھوں اسکی پرورش کرتا ہے اور خود ہی اس کی دیکھ بھال کرتا ہے، اس کو ایک حالت سے دوسری بہتر حالت کی طرف بدلتا رہتا ہے۔ ایسا انسان نہ خود کسی حالت کو اختیار کرتا ہے اور نہ ترک کرتا ہے، اس کا نفس ہر حال میں مطمئن رہتا ہے۔ کائنات کے ہر قسم کے تغیرات ہیں اس کی زبان تو در کنار دل کی تہہ تک میں کسی شکایت کا گذر تک نہیں ہوتا اور اگر بالفرض ایسا ہو جائے تو توبہ سے علاج کرتا ہے کیونکہ اس مقام کا گناہ یہی ہے، ایسا شخص ہر وقت اپنے رب کی یہ صدا سنتا رہتا ہے۔

يَٰٓأَيَّتُهَا ٱلنَّفْسُ ٱلْمُطْمَئِنَّةُ ۝ ٱرْجِعِىٓ إِلَىٰ رَبِّكِ رَاضِيَةً مَّرْضِيَّةً ۝ فَٱدْخُلِى فِى عِبَٰدِى ۝ وَٱدْخُلِى جَنَّتِى ۝ (سورۃ الفجر آیت ۲۷ تا ۳۰)

اے نفس مطمئن اپنے رب کی طرف لوٹ تو اس سے راضی وہ تجھ سے راضی، (میرے بندوں کے زمرے میں) داخل ہوجا اور میری جنتوں میں داخل ہوجا۔

اللہ اور ربّ

اور جو کام کرنے کی صلاحیت رکھتا ہو وہی نظم و نسق چلا سکتا ہے اور جو نظم و نسق چلا سکتا ہو وہی کام کرنے کی اہلیت بھی رکھتا ہوگا۔ پس یہ دو اسم لازم و ملزوم ہیں یعنی ایک اللہ ہی ہو تو ربوبیت کر سکتا ہے اور ایک رب ہی ہو تو اللہ ہو سکتا ہے بلکہ یوں کہنا غلط نہ ہوگا کہ "ربوبیت کسی کے اللہ ہونے کا ثبوت مہیا کرتی ہے" کیونکہ ربوبیت کیا ہے ـــــ اللہ کو کام کرتے ہوئے دیکھنا۔

پس جہاں اللہ تعالیٰ کے کلام، اس کے انبیاء و رسل نے کلمہ لا الٰہ الا اللہ پر زور دیا ہے، وہاں اس سے بھی بڑھ کر زور ـــــ "اللہ ہی رب" ـــــ پر دیا ہے۔

جو اس کائنات میں صرف ایک منتظم، ایک حاکم اور ایک مالک کو کارفرما دیکھے تو بے شک و شبہ اس نے لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ تک رسائی حاصل کر لی، اور ایسا شخص یقیناً کامیاب ہو گیا، اس کی کامیابی پر خود اس کا رب گواہ ہے۔

اِنَّ الَّذِيْنَ قَالُوْا رَبُّنَا اللّٰهُ ثُمَّ اسْتَقَامُوْا تَتَنَزَّلُ عَلَيْهِمُ الْمَلٰٓئِكَةُ اَلَّا تَخَافُوْا وَلَا تَحْزَنُوْا وَاَبْشِرُوْا بِالْجَنَّةِ الَّتِيْ كُنْتُمْ تُوْعَدُوْنَ ۝ نَحْنُ اَوْلِيٰٓؤُكُمْ فِي الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا وَفِي الْاٰخِرَةِ ۚ وَلَكُمْ فِيْهَا مَا تَشْتَهِيْٓ اَنْفُسُكُمْ وَلَكُمْ فِيْهَا مَا تَدَّعُوْنَ ۝ نُزُلًا مِّنْ غَفُوْرٍ رَّحِيْمٍ ۝

(سورہ حٰمٓ السجدہ آیت ۳۰ تا ۳۲)

یقیناً جنہوں نے کہہ دیا کہ ہمارا رب اللہ ہے اور پھر اس قول پر قائم رہے تو ان پر فرشتے اتریں گے کہ تم نہ تو کوئی اندیشہ کرو اور نہ رنج، تمہیں بشارت ہو اس جنت کی جس کا کہ تم سے وعدہ کیا جاتا تھا۔ ہم دنیا میں بھی تمہارے دوست ہیں اور آخرت میں بھی تمہارے دوست رہیں گے، اور اس (جنت) میں تمہارے لیے ہر وہ چیز موجود ہے جس کو تمہارا نفس چاہے اور ہر وہ چیز بھی جو تم مانگو اور یہ اس غفور الرحیم کی جانب سے تمہاری مہمانی ہوگی۔

اِنَّ الَّذِيْنَ قَالُوْا رَبُّنَا اللّٰهُ ثُمَّ اسْتَقَامُوْا فَلَا خَوْفٌ عَلَيْهِمْ وَلَا هُمْ يَحْزَنُوْنَ ۝ اُولٰٓئِكَ اَصْحٰبُ الْجَنَّةِ خٰلِدِيْنَ فِيْهَا ۚ جَزَآءً ۢ بِمَا كَانُوْا يَعْمَلُوْنَ ۝ (الاحقاف ۱۳، ۱۴)

یقیناً جنہوں نے کہہ دیا کہ ہمارا رب اللہ ہے اور پھر اس قول پر ڈٹے رہے تو ایسوں پر نہ تو کوئی خوف ہوگا اور نہ کوئی غم، یہ لوگ اہل جنت ہیں جو اس میں ہمیشہ ہمیشہ رہیں گے، یہ ان کے کیے ہوئے اعمال کے عوض ہے۔

اُولٰٓئِكَ الَّذِيْنَ نَتَقَبَّلُ عَنْهُمْ اَحْسَنَ مَا عَمِلُوْا وَنَتَجَاوَزُ عَنْ سَيِّاٰتِهِمْ فِيْٓ اَصْحٰبِ الْجَنَّةِ ۭ وَعْدَ الصِّدْقِ الَّذِيْ كَانُوْا يُوْعَدُوْنَ ۝

(سورۃ الاحقاف آیت ۱۶)

یہ وہ لوگ ہیں جن کے نیک کاموں کو تو قبول کر لیں گے اور ان کے گناہوں سے درگزر کریں گے، یہ اس سچے وعدے کے باعث جو ان سے کیا جاتا ہے اہل جنت میں سے ہوں گے۔

مندرجہ بالا آیات سے صاف ظاہر ہے کہ جو اشخاص بغیر حساب کتاب کے جنت میں داخل ہوں گے، وہ وہ لوگ ہیں جو اس راز کو پا جائیں کہ "اللہ رب ہے اور اس کے علاوہ کوئی رب نہیں"۔ میں نے "لفظ راز" اسلئے استعمال کیا اس دنیاوی حیات میں ہر قدم پر دھوکہ لگتا ہے، کوئی اپنے آپ کو سرپرست اعلیٰ (ربِ اعلیٰ) سمجھ لیتا ہے تو کوئی اپنے بزرگوں کو مربی سمجھ لیتا ہے، کوئی اپنے جیسوں کو کرسیوں پر بٹھا کر ان کو ارباب حکومت (ارباب' رب کی جمع ہے) سمجھ لیتا ہے اور کوئی خود کرسی پر بیٹھ کر حاکمیت کا اعلان کر کے اپنے آپ کو ربوبیت میں شریک سمجھنے لگتا ہے۔ کسی نے سورج کو رب سمجھ لیا ہے تو کسی نے دولت کو، کسی کا رب پیر ہے تو کسی کا فقیر، الغرض:

وَمَا يُؤْمِنُ أَكْثَرُهُم بِاللَّهِ إِلَّا وَهُم مُّشْرِكُونَ ○ (سورۃ یوسف ۱۰۶)	اور اکثر اللہ پر اس طرح ایمان لاتے ہیں کہ اس کے ساتھ شرک بھی کرتے ہیں۔

ہمارے دن رات کے مشاہدات نے یہ بات روز روشن کی طرح واضح کر دی ہے کہ دنیوی حیات ماسوائے دھوکہ کے اور کچھ نہیں، جو چیز جیسی لگ رہی ہے اگر اس کو ویسے ہی تسلیم کر لیا جائے تو بیوقوفی ٹھہرے، عقل و فکر رکھنے والے کو وہی چیز کچھ اور ہی لگے۔

زمین چپٹی لگ رہی ہے لیکن ہے گول (بیضوی) اس کو چپٹی سمجھنے والے سے زیادہ بیوقوف کون ہوگا؟ زمین سورج کے گرد بھی گھوم رہی ہے، اپنے محور پر بھی مصروفِ گردش ہے اور اپنی کہکشاں کے ساتھ بھی اس فضائے بسیط میں رواں دواں ہے لیکن محسوس ہوتی ہے ساکن، آج زمین کو ساکن سمجھنے والے سے زیادہ گمراہ کون ہوگا؟

ہمیں سورج مشرق سے مغرب کی طرف چلتا ہوا محسوس ہوتا ہے اگرچہ معاملہ اس کے برعکس ہے، یہ اثر زمین کے مغرب سے مشرق کی طرف گردش کرنے کے باعث ہے۔ اشیاء کے ذاتی رنگ نہیں ہوتے ہیں اور وہ ہمیں رنگدار دکھائی دیتے ہیں، گلاب کا پھول بظاہر سرخ نظر آتا ہے لیکن حقیقتاً سرخ ہی وہ رنگ ہے

جس کو وہ قبول نہیں کر رہا بلکہ واپس منعکس کر دیتا ہے، پس جب کوئی شے کسی رنگ کو قبول نہیں کرتا تو ہم اسی کو اس کا رنگ گن لیتے ہیں۔

سورج، چاند، ستارے جہاں محسوس ہوتے ہیں وہ وہاں نہیں ہوتے (ایسا ان کی دوری، انکی حرکت اور فضا میں روشنی کے انعطاف کے باعث ہوتا ہے) اس میں اکثر ستارے جہاں نظر آتے ہیں وہ در اصل وہاں ارب ہا سال پہلے تھے اگر وہ آج تباہ ہو جائیں تو ارب ہا سال تک ہمیں فضا میں چمکتے نظر آئیں اور ہم ان کے مطالعہ میں جان کھپاتے پھریں اور اس کا علم تک نہ ہو کہ وہ فنا ہو چکے ہیں۔

ہوا ہمارے نزدیک ایک بہت ہی کم قیمت شے ہے۔ اگرچہ حقیقت یہ ہے کہ اس سے زیادہ قیمتی شے کا تصور ہی ناممکن ہے (میں روشنی کو شے تصور نہیں کرتا ورنہ وہ بھی ہوا سے کم قیمتی نہیں) اگر سانس لینے کے لیے ہوا خریدنی پڑتی اور اللہ تعالیٰ زمین کے گرد ہوا کا غلاف پیدا نہ کرتا تو پھر ہمیں اس کی قیمت کا اندازہ ہوتا۔

ہمارے نزدیک سب سے قیمتی ہیرا در اصل ایک ایسی شے ہے کہ اس کے ٹوٹنے یا فنا ہو جانے پر کسی بھی جاندار کی زندگی پر کچھ بھی اثر نہ پڑے۔

غرض ایک صاحب بصیرت شخص کے مشاہدے کے لیے لاکھوں کروڑوں ایسے واقعات پھیلے پڑے ہیں جن سے وہ انتہائی آسانی سے اس نتیجہ پہ پہنچ سکتا ہے کہ دنیا ایک دھوکہ ہے، اور عقلمند وہی ہوتا ہے جو ان دھوکوں میں حقیقت تک رسائی حاصل کرے، ایک سوال ہے کہ:۔

ایک جہاز سمندر میں لنگر انداز ہے، جہاز کے باہر سیڑھی لٹکی ہوئی ہے اور سیڑھی کا آخری سرا سطح سمندر کو مَس کر رہا ہے، سیڑھی میں کل ۱۲ دستے ہیں، ہر دستے کے درمیان ایک ایک فٹ کا فاصلہ ہے، سمندر میں طغیانی (Tide) آجاتی ہے اور سمندر کی سطح تقریباً ۲ فٹ فی گھنٹہ کے حساب سے بلند ہونی شروع ہو جاتی ہے، بتائیں کہ پانی کی سطح کتنے گھنٹے کے بعد نیچے سے تیسرے دستے کو چھوئے گی؟

آپ بھی اگر پڑھنے سے پہلے اپنے جواب کو تیار رکھیں، بلکہ اور دوست احباب

کو بھی کہہ دیں کہ وہ اس کا صحیح جواب دیں۔

آپ دیکھیں گے کہ مختلف اشخاص کے جوابات مختلف ہوں گے، کوئی تو یہ کہہ کر ٹال دے گا کہ یار چھوڑو کیا فضول باتوں پر دماغ خرچ کرتے ہو۔ (یہ فضول ترین دماغ رکھنے والوں کا جواب ہوگا) کوئی کہے گا "یار حساب کے معاملہ میں تو میں بہت ہی کورا ہوں، مجھے تو معاف ہی رکھو" (یہ سہل پسند حضرات کا جواب ہوگا، ایسوں کیلئے حقیقتوں کا کھوج لگانا جوئے شیر لانے کے برابر ہے) کوئی پین اٹھا کر (یا زبانی) حل کرنے کی کوشش کرے گا اور شاید جواب چھ گھنٹے بتادے، اگر ضرب تقسیم میں غلطی نہ ہوئی ہو تو ان کی رسائی سوال کے صرف ظاہر تک ہوئی باطن تک رسائی نہ پاسکے۔ عام زندگی میں اگر ان کا رجحان صرف اسی حد تک رہ جائے تو اچھے سائنسدان، سیاستدان، فلاسفر، وکیل، ڈاکٹر، انجنیئر وغیرہ وغیرہ بننے کی پوری صلاحیت رکھتے ہیں لیکن:

يَعْلَمُونَ ظَاهِرًا مِّنَ الْحَيٰوةِ الدُّنْيَاۖ وَهُمْ عَنِ الْاٰخِرَةِ هُمْ غٰفِلُوْنَ ۝ (سورۃ الروم آیت ۷)	یہ تو دنیا کی ظاہری زندگی کو جانتے ہیں اور آخرت سے غافل ہیں۔

اور جو یہ کہہ دیں کہ ایسا کبھی نہیں ہو سکتا، کیونکہ جوں جوں سمندر کی سطح بلند ہوتی جائے گی تو ویسے ہی ویسے جہاز بھی بلند ہوتا جائے گا اور سیڑھی کا آخری دستہ ہی سطح سمندر کو چھو رہا ہوگا۔ پس یہ وہ شخص ہے جو اعداد، رفتار اور فاصلوں کے دھوکے میں نہ آیا، یہی وہ شخص ہے جو حقیقی معنوں میں عقلمند کہلانے کے قابل ہے، یہی انعام کا مستحق ہے۔ اب اگر کوئی یہ اعتراض کر بیٹھے کہ ایسا کبھی نہیں ہو سکتا، تو پھر اس مسئلہ میں سیڑھی میں بارہ دستوں، ہر دو دستوں کے درمیان ایک ایک فٹ کا فاصلہ اور سمندر کی سطح کا ۲/۱ فٹ فی گھنٹہ کے حساب سے چڑھنے وغیرہ وغیرہ کے ذکر کا کیا تعلق ہے؟ تو اسے صرف اتنا ہی کہا جا سکتا ہے کہ یہ صرف عقل مند اور بیوقوف کی پہچان کی خاطر تھا کہ کون ہے جو اعداد و شمار کے [illegible] پھنستا ہے اور کون ہے جو ان دھوکوں سے بچتا ہوا حقیقت تک رسائی حاصل کر لیتا ہے۔

اسی طرح رب العالمین نے دنیوی زندگی کو مختلف قسم کے بہروپوں سے ڈھانپ رکھا ہے تاکہ عقلمند اور بیوقوف کی آزمائش ہو سکے، لیکن اس الرحمٰن الرحیم ذات نے اس کے صحیح جواب معلوم کرنے کے لیے ہمیں تنہا نہیں چھوڑا، وہ وحی کے ذریعے ہمیں آگاہ کرتا رہا ہے کہ میرے بندو! یہ دنیا ایک دھوکہ ہے، فریب ہے، سراب ہے۔ اس میں حقیقت صرف ایک ہے، دنیاوی زندگی کے انتظامات، واقعات، حادثات کو محض اتفاقات سمجھ کر اس سے منہ نہ موڑنا کہ اسی میں حق کی جھلک ہے، اس دنیا کی زیب و زینت، مال و دولت، کھیل کود، اعداد و شمار میں اس قدر پھنس نہ جانا کہ حقیقت نگاہ سے اوجھل ہو جائے۔

اِنَّا جَعَلْنَا مَا عَلَى الْاَرْضِ زِيْنَةً لَّهَا لِنَبْلُوَهُمْ اَيُّهُمْ اَحْسَنُ عَمَلًا ○ وَاِنَّا لَجٰعِلُوْنَ مَا عَلَيْهَا صَعِيْدًا جُرُزًا ○

(سورۃ الکہف آیت ۷-۸)

ہم نے زمین پر جو کچھ بھی ہے اس کو اس کیلئے باعثِ زینت بنایا تاکہ ہم لوگوں کی آزمائش کریں کہ ان میں احسن عمل کس کا ہے، اور (ایک دن) ہم زمین پر کی تمام اشیاء کو چٹیل میدان بنا دیں گے۔

یعنی کون ہے جو اس کے اسباب زینت میں مشغول ہو کر حق سے غافل ہو جاتا ہے اور کون اس کے سحر سے بچتا ہوا حق کو پا لیتا ہے۔

يٰۤاَيُّهَا النَّاسُ اتَّقُوْا رَبَّكُمْ وَاخْشَوْا يَوْمًا لَّا يَجْزِيْ وَالِدٌ عَنْ وَّلَدِهٖ ؗ وَلَا مَوْلُوْدٌ هُوَ جَازٍ عَنْ وَّالِدِهٖ شَيْـًٔا ؕ اِنَّ وَعْدَ اللّٰهِ حَقٌّ فَلَا تَغُرَّنَّكُمُ الْحَيٰوةُ الدُّنْيَا ٙ وَلَا يَغُرَّنَّكُمْ بِاللّٰهِ الْغَرُوْرُ ○

(سورۃ لقمٰن آیت ۳۳)

اے لوگو! اپنے رب سے ڈرو اور خوف کرو اس دن کا جبکہ نہ کوئی والد اپنے بیٹے کی طرف سے معاوضہ ادا کر سکے گا اور نہ کوئی بیٹا ہی اپنے والد کی طرف سے معاوضہ ادا کر سکے گا، یقیناً اللہ کا وعدہ سچا ہے سو تم کو یہ دنیوی زندگی دھوکہ میں نہ ڈالے اور نہ ہی وہ دھوکہ (الغرور) تمہیں اللہ سے دھوکے میں رکھے۔

پس جیسے اللہ تعالیٰ اس دن ہوگا ویسا ہی وہ آج بھی ہے، تم اس دھوکے میں ہو کر والد بیٹے کے کام آرہا ہے اور بیٹا والد کے، حقیقتاً ایسا نہیں، یہ سب کچھ اللہ ہی کرتا ہے۔

اِعْلَمُوْٓا اَنَّمَا الْحَيٰوةُ الدُّنْيَا لَعِبٌ وَّلَهْوٌ وَّزِيْنَةٌ وَّتَفَاخُرٌۢ بَيْنَكُمْ وَتَكَاثُرٌ فِي الْاَمْوَالِ وَالْاَوْلَادِ ۭ كَمَثَلِ غَيْثٍ اَعْجَبَ الْكُفَّارَ نَبَاتُهٗ ثُمَّ يَهِيْجُ فَتَرٰىهُ مُصْفَرًّا ثُمَّ يَكُوْنُ حُطٰمًا ۭ وَفِي الْاٰخِرَةِ عَذَابٌ شَدِيْدٌ ۙ وَّمَغْفِرَةٌ مِّنَ اللّٰهِ وَرِضْوَانٌ ۭ وَمَا الْحَيٰوةُ الدُّنْيَآ اِلَّا مَتَاعُ الْغُرُوْرِ ۝ سَابِقُوْٓا اِلٰى مَغْفِرَةٍ مِّنْ رَّبِّكُمْ وَجَنَّةٍ عَرْضُهَا كَعَرْضِ السَّمَاۗءِ وَالْاَرْضِ ۙ اُعِدَّتْ لِلَّذِيْنَ اٰمَنُوْا بِاللّٰهِ وَرُسُلِهٖ ۭ ذٰلِكَ فَضْلُ اللّٰهِ يُؤْتِيْهِ مَنْ يَّشَاۗءُ ۭ وَاللّٰهُ ذُو الْفَضْلِ الْعَظِيْمِ ۝

(سورۃ الحدید آیت ۲۰، ۲۱)

اچھی طرح جان لو کہ دنیاوی زندگی محض کھیل کود اور زینت اور باہم ایک دوسرے پر فخر کرنا اور مال و اولاد میں ایک کا دوسرے پر زیادتی چاہنا ہے، اس کی مثال اس بارش جیسی ہے جس کی پیداوار (کھیتی) کاشتکاروں کو بھلی معلوم ہوتی ہے پھر وہ خشک ہو جاتی ہے اور تو اس کو زرد دیکھتا ہے پھر وہ چورا چورا ہو جاتی ہے اور آخرت میں عذاب شدید (بھی) ہے، اور اللہ کی طرف سے مغفرت اور خوشنودگی (بھی)، اور یہ دُنیوی حیات ماسوائے دھوکے کے اسباب کے اور کچھ نہیں پس تم اپنے رب کی مغفرت کی طرف دوڑو اور اس جنت کی طرف جس کی وسعت آسمان و زمین کی وسعت کے برابر ہے، اور جو اللہ اور اس کے رسول پر ایمان رکھنے والوں کے لیے تیار کی گئی ہے یہ محض اللہ کا فضل ہے اور وہ اپنا فضل جس کو چاہیں عنایت کریں اور اللہ عظیم فضل والا ہے۔

تاکہ ایسا نہ ہو کہ تمہارے مؤمن دوست احباب قیامت میں تم سے یوں مخاطب ہوں کہ بیشک دنیا میں تو تم ہمارے ساتھ تھے لیکن آج آپ ہمارے ساتھ اس لیے نہیں چل سکتے کہ۔۔

وَلٰكِنَّكُمْ فَتَنْتُمْ اَنْفُسَكُمْ وَتَرَبَّصْتُمْ وَارْتَبْتُمْ وَغَرَّتْكُمُ الْاَمَانِيُّ حَتّٰى

کیونکہ تم نے اپنے آپ کو آزمائشوں، انتظار اور شکوک و شبہات میں پھنسایا اور تمہیں

جَآءَ اَمْرُ اللّٰهِ وَغَرَّكُمْ بِاللّٰهِ الْغَرُوْرُ ۝ (سورۃ الحدید آیت ۱۴)

تمہاری آرزوؤں نے دھوکہ دیا تھا یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ کا امر آپہنچا (ایسی حالت میں کہ) تم کو دھوکہ نے اللہ تعالیٰ سے دھوکہ میں ڈال رکھا تھا۔

اور جن آزمائشوں میں آپ نے اپنے آپ کو پھنسا رکھا تھا وہ مال واولاد کا فتنہ تھا۔

اِنَّمَآ اَمْوَالُكُمْ وَاَوْلَادُكُمْ فِتْنَةٌ ۭ وَاللّٰهُ عِنْدَهٗٓ اَجْرٌ عَظِيْمٌ ۝ (التغابن ۱۵)

یقیناً تمہارے مال اور اولاد بہت بڑی آزمائش ہیں اور بے شک اللہ ہی ہے جس کے پاس اجر عظیم ہے۔

اور آپ کو بتادیا گیا تھا کہ:۔

يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَا تُلْهِكُمْ اَمْوَالُكُمْ وَلَآ اَوْلَادُكُمْ عَنْ ذِكْرِ اللّٰهِ ۚ وَمَنْ يَّفْعَلْ ذٰلِكَ فَاُولٰۗىِٕكَ هُمُ الْخٰسِرُوْنَ ۝ (المنافقون ۹)

اے ایمان والو! تمہارے مال اور اولاد تمہیں اللہ کے ذکر (قرآن مجید اور اس کی یاد) سے غافل نہ کریں کیونکہ جو کوئی بھی ایسا کرے گا تو وہ ہی نامرادوں میں سے ہوگا۔

..... نہ تو یہ مال واولاد ہی اللہ کی قربت کا ذریعہ تھا بلکہ کافروں، منافقوں کے حق میں تو عین ہلاکت ہے۔

فَلَا تُعْجِبْكَ اَمْوَالُهُمْ وَلَآ اَوْلَادُهُمْ ۭ اِنَّمَا يُرِيْدُ اللّٰهُ لِيُعَذِّبَهُمْ بِهَا فِي الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا وَتَزْهَقَ اَنْفُسُهُمْ وَهُمْ كٰفِرُوْنَ ۝ (سورۃ التوبہ ۸۵)

تم ان کے مال اور اولاد سے تعجب نہ کرنا، اللہ چاہتا ہے کہ ان چیزوں سے دنیا کی زندگی میں ان کو عذاب دے اور (جب) انکی جان نکلے تو وہ کافر ہی ہوں۔

مَنْ كَانَ يُرِيْدُ الْحَيٰوةَ الدُّنْيَا وَزِيْنَتَهَا نُوَفِّ اِلَيْهِمْ اَعْمَالَهُمْ فِيْهَا وَهُمْ فِيْهَا لَا يُبْخَسُوْنَ ۝ اُولٰۗىِٕكَ الَّذِيْنَ لَيْسَ لَهُمْ فِي الْاٰخِرَةِ اِلَّا النَّارُ ڮ وَحَبِطَ مَا صَنَعُوْا فِيْهَا وَبٰطِلٌ مَّا كَانُوْا يَعْمَلُوْنَ ۝

(سورۃ ھود آیت ۱۵،۱۶)

جو لوگ دنیا کی زندگی اور اس کی زیب و زینت کے طالب ہوں ہم انکے اعمال کا بدلہ انہیں دنیا ہی میں دیدیتے ہیں اور اس میں ان کی حق تلفی نہیں کی جاتی یہ وہ لوگ ہیں جن کیلئے آخرت میں آگ کے علاوہ اور کچھ نہیں اور جو عمل انہوں نے دنیا میں کیے ہیں سب برباد اور جو کچھ وہ کرتے رہے ہیں سب ضائع ہوا۔

وَاصْبِرْ نَفْسَكَ مَعَ الَّذِيْنَ يَدْعُوْنَ
رَبَّهُمْ بِالْغَدٰوةِ وَالْعَشِيِّ يُرِيْدُوْنَ
وَجْهَهٗ وَلَا تَعْدُ عَيْنٰكَ عَنْهُمْ تُرِيْدُ
زِيْنَةَ الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا وَلَا تُطِعْ مَنْ
اَغْفَلْنَا قَلْبَهٗ عَنْ ذِكْرِنَا وَاتَّبَعَ
هَوٰهُ وَكَانَ اَمْرُهٗ فُرُطًا ۝
(سورۃ الکہف آیت ۲۸)

اور جو لوگ صبح و شام اپنے رب کو پکارتے اور اس کے چہرہ کے طالب ہیں، اس کے ساتھ صبر کرتے رہو اور تمہاری نگاہیں ان سے نہ ہٹیں کہ تم آرائش زندگانی دنیا کے خواستگار ہو جاؤ اور جس کے قلب کو ہم نے اپنے ذکر سے غافل کر دیا ہے اور وہ اپنی خواہش کی پیروی کرتا ہے اور اس کا حال حد سے گذر گیا ہے اس کا کہنا نہ مان۔

وَاصْبِرْ عَلٰى مَا يَقُوْلُوْنَ وَسَبِّحْ
بِحَمْدِ رَبِّكَ قَبْلَ طُلُوْعِ الشَّمْسِ
وَقَبْلَ غُرُوْبِهَا ۚ وَمِنْ اٰنَآئِ الَّيْلِ
فَسَبِّحْ وَاَطْرَافَ النَّهَارِ لَعَلَّكَ تَرْضٰى ۝
وَلَا تَمُدَّنَّ عَيْنَيْكَ اِلٰى مَا مَتَّعْنَا
بِهٖٓ اَزْوَاجًا مِّنْهُمْ زَهْرَةَ الْحَيٰوةِ
الدُّنْيَا لِنَفْتِنَهُمْ فِيْهِ ۭ وَرِزْقُ رَبِّكَ
خَيْرٌ وَّاَبْقٰى ۝
(سورۃ طٰہٰ آیت ۱۳۰، ۱۳۱)

پس جو کچھ وہ کہتے ہیں اس پر صبر کرو اور سورج کے نکلنے سے پہلے اور اس کے غروب ہونے سے پہلے اپنے رب کی تسبیح کیا کرو اور رات کو بھی اس کی تسبیح کیا کرو اور دن کے دونوں سروں پر تاکہ تم خوش ہو جاؤ اور کئی جوڑوں کو جو ہم نے دنیا کی آرائش کی چیزوں سے بہرہ مند کیا ہے تاکہ ان کی آزمائش کریں اور ان پر نگاہ نہ کرنا اور تمہارے رب کا (عطا کردہ) رزق بہتر اور باقی رہنے والا ہے۔

باوجود اس کے کہ آپ کو بار بار آگاہ کر دیا گیا تھا کہ:-

يٰٓاَيُّهَا النَّاسُ اِنَّ وَعْدَ اللّٰهِ حَقٌّ
فَلَا تَغُرَّنَّكُمُ الْحَيٰوةُ الدُّنْيَا وَلَا
يَغُرَّنَّكُمْ بِاللّٰهِ الْغَرُوْرُ ۝
(سورۃ الفاطر آیت ۵)

اے لوگو! یقیناً اللہ کا وعدہ حق ہے، پس دنیاوی حیات تمہیں دھوکہ میں نہ ڈال دے اور نہ ہی یہ دھوکہ تمہیں اللہ سے دھوکہ میں رکھے۔

اور آپ کو تو بتا دیا گیا تھا کہ جو کوئی اس دنیا کی حیات تک ہی محدود رہا تو وہ

خاسر و نامراد ہوگا۔

إِنَّ الَّذِينَ لَا يَرْجُونَ لِقَاءَنَا وَرَضُوا بِالْحَيَوٰةِ الدُّنْيَا وَاطْمَأَنُّوا بِهَا وَالَّذِينَ هُمْ عَنْ آيَاتِنَا غَافِلُونَ ○ أُولَٰئِكَ مَأْوَاهُمُ النَّارُ بِمَا كَانُوا يَكْسِبُونَ ○ (سورۃ یونس ۷، ۸)

جن لوگوں کو ہم سے ملنے کی توقع نہیں اور دنیا کی زندگی سے خوش اور اسی پر مطمئن ہو بیٹھے اور ہماری نشانیوں سے غافل ہو رہے ہیں ان کا ٹھکانا آگ ہے اس سبب سے جو کچھ کہ وہ کمار ہے ہیں --- اگرچہ:

وَمَا الْحَيَوٰةُ الدُّنْيَا إِلَّا لَعِبٌ وَلَهْوٌ ۖ وَلَلدَّارُ الْآخِرَةُ خَيْرٌ لِلَّذِينَ يَتَّقُونَ ۗ أَفَلَا تَعْقِلُونَ ○ (انعام ۳۲)

اور دنیا کی زندگی تو ایک کھیل اور مشغلہ ہے اور بہت اچھا گھر تو آخرت کا گھر ہے ان کیلئے جو متقی ہیں کیا تم سمجھتے نہیں ؟

يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا مَا لَكُمْ إِذَا قِيلَ لَكُمُ انْفِرُوا فِي سَبِيلِ اللَّهِ اثَّاقَلْتُمْ إِلَى الْأَرْضِ ۚ أَرَضِيتُمْ بِالْحَيَوٰةِ الدُّنْيَا مِنَ الْآخِرَةِ ۚ فَمَا مَتَاعُ الْحَيَوٰةِ الدُّنْيَا فِي الْآخِرَةِ إِلَّا قَلِيلٌ ○

(سورۃ التوبہ آیت ۳۸)

مومنو! تمہیں کیا ہوا ہے کہ جب تم سے کہا جاتا ہے کہ اللہ کی راہ میں نکلو تو تم زمین پر گرے جاتے ہو، کیا تم آخرت کو چھوڑ کر دنیا کی زندگی پر خوش ہو بیٹھے ہو؟ دنیا کی زندگی کی متاع تو آخرت کے بدلے میں بہت ہی کم ہے۔

وَمَا أُوتِيتُمْ مِنْ شَيْءٍ فَمَتَاعُ الْحَيَوٰةِ الدُّنْيَا وَزِينَتُهَا ۚ وَمَا عِنْدَ اللَّهِ خَيْرٌ وَأَبْقَىٰ ۚ أَفَلَا تَعْقِلُونَ ○ أَفَمَنْ وَعَدْنَاهُ وَعْدًا حَسَنًا فَهُوَ لَاقِيهِ كَمَنْ مَتَّعْنَاهُ مَتَاعَ الْحَيَوٰةِ الدُّنْيَا ثُمَّ هُوَ يَوْمَ الْقِيَامَةِ مِنَ الْمُحْضَرِينَ ○

(سورۃ القصص آیت ۶۰، ۶۱)

اور جو کچھ تم کو دیا گیا ہے وہ دنیا کی زندگی کا فائدہ اور اس کی زینت ہے اور جو اللہ کے پاس ہے وہ بہتر اور باقی رہنے والا ہے کیا تم سمجھتے نہیں؟ بھلا جس شخص سے ہم نے نیک وعدہ کیا اور اس نے اسے حاصل کر لیا تو کیا وہ اس شخص کا سا ہے جس کو ہم نے دنیا کی زندگی کے فائدے سے بہرہ مند کیا، پھر وہ قیامت کے دن پکڑا ہوا آئے گا۔

وَمَا هٰذِهِ الْحَيٰوةُ الدُّنْيَآ اِلَّا لَهْوٌ وَّلَعِبٌ ؕ وَاِنَّ الدَّارَ الْاٰخِرَةَ لَهِيَ الْحَيَوَانُ ۘ لَوْ كَانُوْا يَعْلَمُوْنَ ۝ (عنکبوت ۶۴)

اور یہ دنیا کی زندگی تو صرف کھیل اور تماشا ہے اور آخرت کا گھر ہی زندگی ہے کاش یہ سمجھتے ۔

يٰقَوْمِ اِنَّمَا هٰذِهِ الْحَيٰوةُ الدُّنْيَا مَتَاعٌ ۫ وَّاِنَّ الْاٰخِرَةَ هِيَ دَارُ الْقَرَارِ ۝

(سورۃ المومن آیت ۳۹)

اے قوم! یہ دنیوی زندگی محض چند روزہ ہے اور جو آخرت ہے وہی ہمیشہ رہنے کا گھر ہے ۔

مَنْ كَانَ يُرِيْدُ حَرْثَ الْاٰخِرَةِ نَزِدْ لَهٗ فِيْ حَرْثِهٖ ۚ وَمَنْ كَانَ يُرِيْدُ حَرْثَ الدُّنْيَا نُؤْتِهٖ مِنْهَا ۙ وَمَا لَهٗ فِي الْاٰخِرَةِ مِنْ نَّصِيْبٍ ۝

(سورۃ الشوریٰ آیت ۲۰)

جو شخص آخرت کی کھیتی کا طالب ہو اس کے لیے ہم اس کی کھیتی میں افزائش کریں گے اور جو دنیا کی کھیتی کا خواستگار ہو اس کو ہم اس میں سے دیں گے اور اس کا آخرت میں کچھ حصہ نہ ہو گا ۔

فَمَآ اُوْتِيْتُمْ مِّنْ شَيْءٍ فَمَتَاعُ الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا ۚ وَمَا عِنْدَ اللّٰهِ خَيْرٌ وَّاَبْقٰى لِلَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَعَلٰى رَبِّهِمْ يَتَوَكَّلُوْنَ ۝

(سورۃ الشوریٰ آیت ۳۶)

جو تم کو دیا گیا ہے وہ دنیا کی زندگی کا فائدہ ہے اور جو کچھ اللہ کے ہاں ہے وہ بہتر اور قائم رہنے والا ہے ان لوگوں کیلئے جو ایمان لائے اور اپنے رب پر توکل کرتے ہیں ۔

اِنَّمَا الْحَيٰوةُ الدُّنْيَا لَعِبٌ وَّلَهْوٌ ۭ وَاِنْ تُؤْمِنُوْا وَتَتَّقُوْا يُؤْتِكُمْ اُجُوْرَكُمْ وَلَا يَسْــَٔـلْكُمْ اَمْوَالَكُمْ ۝

(سورہ محمد آیت ۳۶)

دنیا کی زندگی تو محض کھیل اور تماشا ہے اور اگر تم ایمان لاؤ گے اور تقویٰ اختیار کرو گے تو وہ تم کو تمہارا اجر دے گا اور تم سے تمہارے دنیاوی مال کی پوچھ گچھ نہیں کرے گا ۔

قُلْ مَا عِنْدَ اللّٰهِ خَيْرٌ مِّنَ اللَّهْوِ وَمِنَ التِّجَارَةِ ۭ وَاللّٰهُ خَيْرُ الرّٰزِقِيْنَ ۝

(سورۃ الجمعۃ آیت ۱۱)

کہہ دو کہ جو کچھ اللہ کے ہاں ہے وہ تماشے اور تجارت سے کہیں بہتر ہے اور اللہ سب سے بہتر رزق دینے والا ہے ۔

اِنَّ هٰٓؤُلَاۗءِ يُحِبُّوْنَ الْعَاجِلَةَ وَ

یہ لوگ ختم ہونے والی دنیا سے محبت رکھتے

يَذَرُوْنَ وَرَآءَهُمْ يَوْمًا ثَقِيْلًا ۝
(سورۃ الدھر آیت ۲۷)

ہیں اور بھاری دن کو پس پشت چھوڑ دیتے ہیں ۔

كَلَّا بَلْ تُحِبُّوْنَ الْعَاجِلَةَ ۝ وَتَذَرُوْنَ الْاٰخِرَةَ ۝ (سورۃ القیمۃ آیت ۲۰، ۲۱)

ہرگز ایسا نہیں بلکہ تم دنیا سے محبت رکھتے ہو اور آخرت کو چھوڑ بیٹھے ہو ۔

فَاَمَّا مَنْ طَغٰى ۝ وَاٰثَرَ الْحَيٰوةَ الدُّنْيَا ۝ فَاِنَّ الْجَحِيْمَ هِيَ الْمَاْوٰى ۝ وَاَمَّا مَنْ خَافَ مَقَامَ رَبِّهٖ وَنَهَى النَّفْسَ عَنِ الْهَوٰى ۝ فَاِنَّ الْجَنَّةَ هِيَ الْمَاْوٰى ۝
(سورۃ النازعات آیت ۳۷ تا ۴۱)

تو جس نے سرکشی کی اور دنیا کی زندگی کو مقدم سمجھا اس کا ٹھکانا جحیم ہے اور جو اپنے رب کے سامنے کھڑے ہونے سے ڈرتا اور نفس کو خواہشوں سے روکتا رہا اس کا ٹھکانا جنت ہے ۔

قَدْ اَفْلَحَ مَنْ تَزَكّٰى ۝ وَذَكَرَ اسْمَ رَبِّهٖ فَصَلّٰى ۝ بَلْ تُؤْثِرُوْنَ الْحَيٰوةَ الدُّنْيَا ۝ وَالْاٰخِرَةُ خَيْرٌ وَّاَبْقٰى ۝ اِنَّ هٰذَا لَفِى الصُّحُفِ الْاُوْلٰى ۝ صُحُفِ اِبْرٰهِيْمَ وَمُوْسٰى ۝
(سورۃ الاعلیٰ آیت ۱۴ تا ۱۹)

بیشک اس نے فلاح پائی جس نے اپنے نفس کا تزکیہ کیا اور اپنے رب کی صفات کا ذکر کرتا رہا اور نماز پڑھتا رہا مگر تم لوگ تو دنیاوی زندگی کو ترجیح دیتے ہو حالانکہ آخرت بہت بہتر اور پائندہ تر ہے یہی بات پہلے صحیفوں میں ہے ابراہیم اور موسیٰ کے صحیفوں میں ۔

وَذَرِ الَّذِيْنَ اتَّخَذُوْا دِيْنَهُمْ لَعِبًا وَّلَهْوًا وَّغَرَّتْهُمُ الْحَيٰوةُ الدُّنْيَا ۔
(سورۃ الانعام آیت ۷۰)

اور جن لوگوں نے اپنے دین کو کھیل اور تماشا بنا رکھا ہے اور دنیا کی زندگی نے ان کو دھوکے میں ڈال رکھا ہے ان سے کچھ کام نہ رکھو ۔

اَلَّذِيْنَ اتَّخَذُوْا دِيْنَهُمْ لَهْوًا وَّلَعِبًا وَّغَرَّتْهُمُ الْحَيٰوةُ الدُّنْيَا ج فَالْيَوْمَ نَنْسٰهُمْ كَمَا نَسُوْا لِقَآءَ

جنہوں نے اپنے دین کو تماشا اور کھیل بنا رکھا تھا اور دنیا کی زندگی نے ان کو دھوکے میں ڈال رکھا تھا تو جس طرح یہ

يَوْمِهِمْ هٰذَا ۙ وَمَا كَانُوْا بِاٰيٰتِنَا يَجْحَدُوْنَ ۝ (سورۃ الاعراف آیت ۵۱)	لوگ اس دن کے آنے کو بھولے ہوئے اور ہماری نشانیوں سے منکر ہو رہے تھے اسی طرح آج ہم بھی انہیں بھلا دیں گے۔
تُرِيْدُوْنَ عَرَضَ الدُّنْيَا ۖ وَاللّٰهُ يُرِيْدُ الْاٰخِرَةَ ۗ وَاللّٰهُ عَزِيْزٌ حَكِيْمٌ ۝ (سورۃ الانفال ۶۷)	تم دنیا کے مال کے طالب ہو اور اللہ آخرت چاہتا ہے اور اللہ زبردست اور حکمت والا ہے۔
اَللّٰهُ يَبْسُطُ الرِّزْقَ لِمَنْ يَّشَآءُ وَيَقْدِرُ ۭ وَفَرِحُوْا بِالْحَيٰوةِ الدُّنْيَا ۭ وَمَا الْحَيٰوةُ الدُّنْيَا فِي الْاٰخِرَةِ اِلَّا مَتَاعٌ ۝ (سورۃ الرعد آیت ۲۶)	اللہ جس کا چاہتا ہے رزق فراخ کر دیتا ہے اور جس کا چاہتا ہے تنگ کر دیتا ہے اور یہ دنیا کی زندگی پر خوش ہو رہے ہیں اور دنیا کی زندگی آخرت کے مقابلے میں (بہت) تھوڑا فائدہ ہے۔
فَمِنَ النَّاسِ مَنْ يَّقُوْلُ رَبَّنَآ اٰتِنَا فِي الدُّنْيَا وَمَا لَهٗ فِي الْاٰخِرَةِ مِنْ خَلَاقٍ ۝ وَمِنْهُمْ مَّنْ يَّقُوْلُ رَبَّنَآ اٰتِنَا فِي الدُّنْيَا حَسَنَةً وَّفِي الْاٰخِرَةِ حَسَنَةً وَّقِنَا عَذَابَ النَّارِ ۝ اُولٰۗىِٕكَ لَهُمْ نَصِيْبٌ مِّمَّا كَسَبُوْا ۭ وَاللّٰهُ سَرِيْعُ الْحِسَابِ ۝ (سورۃ البقرہ آیت ۲۰۰ تا ۲۰۲)	اور لوگوں میں ایسے بھی ہیں جو یہ کہتے ہیں کہ اے ہمارے رب ہمیں دنیا ہی میں عطا کر، ایسے لوگوں کا آخرت میں کچھ حصہ نہیں اور بعض ایسے ہیں جو دعا کرتے ہیں کہ اے ہمارے رب ہم کو دنیا میں بھی نعمت عطا فرما اور آخرت میں بھی نعمت بخشیو اور آگ کے عذاب سے محفوظ رکھیو، یہی لوگ ہیں جن کے لیے جو کچھ کہ وہ کما چکے ہیں سے اچھا حصہ ہے اور اللہ سرعت سے حساب کیا کرتا ہے۔
زُيِّنَ لِلَّذِيْنَ كَفَرُوا الْحَيٰوةُ الدُّنْيَا وَيَسْخَرُوْنَ مِنَ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا ۘ وَالَّذِيْنَ اتَّقَوْا فَوْقَهُمْ	اور ناشکروں کے لیے دنیا کی زندگی خوشنما کر دی گئی ہے اور وہ مومنوں سے تمسخر کرتے ہیں لیکن جو متقی ہیں وہ قیامت

يَوْمَ الْقِيٰمَةِ ط وَاللّٰهُ يَرْزُقُ مَنْ يَّشَآءُ بِغَيْرِ حِسَابٍ ٥
(سورۃ البقرہ آیت ۲۱۲)

کے دن ان پر غالب ہوں گے اور اللہ جس کو چاہتا ہے بے حساب رزق دیتا ہے۔

زُيِّنَ لِلنَّاسِ حُبُّ الشَّهَوٰتِ مِنَ النِّسَآءِ وَالْبَنِيْنَ وَالْقَنَاطِيْرِ الْمُقَنْطَرَةِ مِنَ الذَّهَبِ وَالْفِضَّةِ وَالْخَيْلِ الْمُسَوَّمَةِ وَالْاَنْعَامِ وَالْحَرْثِ ط ذٰلِكَ مَتَاعُ الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا ج وَاللّٰهُ عِنْدَهٗ حُسْنُ الْمَاٰبِ ٥
(سورۃ آل عمران آیت ۱۴)

لوگوں کو ان کی خواہشوں کی چیزیں، عورتیں اور بیٹے اور سونے اور چاندی کے بڑے بڑے ڈھیر اور نشان لگے ہوئے گھوڑے اور مویشی اور کھیتی بڑی زینت دار معلوم ہوتی ہیں یہ سب دنیا ہی کی زندگی کے سامان ہیں اور اللہ کے پاس بہت اچھا ٹھکانا ہے۔

اِنَّ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا لَنْ تُغْنِيَ عَنْهُمْ اَمْوَالُهُمْ وَلَآ اَوْلَادُهُمْ مِّنَ اللّٰهِ شَيْئًا ط وَاُولٰٓئِكَ اَصْحٰبُ النَّارِ ج هُمْ فِيْهَا خٰلِدُوْنَ ٥ (آل عمران ۱۱۶)

جو لوگ ناشکرے ہیں ان کے مال اور اولاد اللہ کے عذاب کو ہرگز نہیں ٹال سکیں گے اور یہ لوگ آگ والے ہیں کہ ہمیشہ اسی میں رہیں گے۔

كُلُّ نَفْسٍ ذَآئِقَةُ الْمَوْتِ ط وَاِنَّمَا تُوَفَّوْنَ اُجُوْرَكُمْ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ ط فَمَنْ زُحْزِحَ عَنِ النَّارِ وَاُدْخِلَ الْجَنَّةَ فَقَدْ فَازَ ط وَمَا الْحَيٰوةُ الدُّنْيَآ اِلَّا مَتَاعُ الْغُرُوْرِ ٥
(سورۃ آل عمران آیت ۱۸۵)

ہر نفس کو موت کا ذائقہ چکھنا ہے اور تم کو قیامت کے دن تمہارے اعمال کا پورا پورا بدلہ دیا جائے گا تو جو شخص آگ سے دور رکھا گیا اور جنت میں داخل کیا گیا وہ یقیناً کامیاب ہوا اور دنیا کی زندگی تو دھوکے کا سامان ہے۔

لَا يَغُرَّنَّكَ تَقَلُّبُ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا فِى الْبِلَادِ ٥ مَتَاعٌ قَلِيْلٌ قف ثُمَّ مَاْوٰهُمْ جَهَنَّمُ ط وَبِئْسَ الْمِهَادُ ٥ (آل عمران ۱۹۶، ۱۹۷)

کافروں کا شہروں میں چلنا پھرنا تمہیں دھوکہ نہ دے تھوڑا سا فائدہ ہے پھر ان کا ٹھکانا دوزخ ہے اور وہ بری جگہ ہے۔

قُلْ مَتَاعُ الدُّنْيَا قَلِيْلٌ ج
وَالْاٰخِرَةُ خَيْرٌ لِّمَنِ اتَّقٰى قف
وَلَا تُظْلَمُوْنَ فَتِيْلًا ۝
(سورۃ النساء آیت ۷۷)

کہہ دو کہ دنیا کا فائدہ بہت تھوڑا ہے،
اور اچھی چیز تو متقی کے لیے آخرت ہے
اور تم پر دھاگے برابر بھی ظلم نہیں کیا
جائے گا۔

مَنْ كَانَ يُرِيْدُ ثَوَابَ الدُّنْيَا فَعِنْدَ اللّٰهِ
ثَوَابُ الدُّنْيَا وَالْاٰخِرَةِ ط وَكَانَ اللّٰهُ
سَمِيْعًا بَصِيْرًا ۝ (سورۃ النساء ۱۳۴)

جو شخص دنیا کی جزا کا طالب ہو تو اللہ کے
پاس دنیا و آخرت (دونوں) کیلئے اجر
ہیں اور اللہ سنتا دیکھتا ہے۔

يٰٓاَيُّهَا النَّاسُ اِنَّمَا بَغْيُكُمْ عَلٰٓى
اَنْفُسِكُمْ لا مَّتَاعَ الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا ز
ثُمَّ اِلَيْنَا مَرْجِعُكُمْ فَنُنَبِّئُكُمْ بِمَا
كُنْتُمْ تَعْمَلُوْنَ ۝ اِنَّمَا مَثَلُ الْحَيٰوةِ
الدُّنْيَا كَمَآءٍ اَنْزَلْنٰهُ مِنَ السَّمَآءِ
فَاخْتَلَطَ بِهٖ نَبَاتُ الْاَرْضِ مِمَّا
يَاْكُلُ النَّاسُ وَالْاَنْعَامُ ط حَتّٰٓى اِذَآ
اَخَذَتِ الْاَرْضُ زُخْرُفَهَا وَازَّيَّنَتْ
وَظَنَّ اَهْلُهَآ اَنَّهُمْ قٰدِرُوْنَ عَلَيْهَآ لا
اَتٰىهَآ اَمْرُنَا لَيْلًا اَوْ نَهَارًا فَجَعَلْنٰهَا
حَصِيْدًا كَاَنْ لَّمْ تَغْنَ بِالْاَمْسِ ط
كَذٰلِكَ نُفَصِّلُ الْاٰيٰتِ لِقَوْمٍ
يَّتَفَكَّرُوْنَ ۝ (یونس ۲۳، ۲۴)

اے لوگو! تمہاری سرکشی کا وبال تم پر ہی
پڑے گا تم دنیا کی زندگی کے فائدے اٹھا لو
پھر تم کو ہمارے ہی پاس لوٹ کر آنا ہے
اس وقت ہم تم کو بتائیں گے جو کچھ تم کیا
کرتے تھے، دنیا کی زندگی کی مثال پانی کی
سی ہے کہ ہم نے اس کو آسمان سے برسایا
پھر اس کے ساتھ سبزہ جسے آدمی اور
جانور کھاتے ہیں مل کر نکلا، یہاں تک کہ
زمین نے اپنا زر نکالا اور خوشنما دکھائی
دینے لگی اور زمین والوں نے ظن کیا کہ وہ
اس پر پوری دسترس رکھتے ہیں (ناگہاں)
رات کو یا دن کو ہمارا امر آ پہنچا تو ہم نے
اس کو کاٹ (کر ایسا کر) ڈالا کہ گویا کل وہاں
کچھ تھا ہی نہیں، جو لوگ تفکر کرنے والے ہیں ان کے لیے ہم نشانیاں اسی
طرح کھول کھول کر بیان کرتے ہیں۔

وَاضْرِبْ لَهُمْ مَّثَلَ الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا

اور ان سے دنیا کی زندگی کی مثال بھی بیان

كَمَآءٍ اَنْزَلْنٰهُ مِنَ السَّمَآءِ فَاخْتَلَطَ
بِهٖ نَبَاتُ الْاَرْضِ فَاَصْبَحَ هَشِيْمًا
تَذْرُوْهُ الرِّيٰحُ ؕ وَكَانَ اللّٰهُ عَلٰى
كُلِّ شَيْءٍ مُّقْتَدِرًا ۝ اَلْمَالُ وَالْبَنُوْنَ
زِيْنَةُ الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا ۚ وَالْبٰقِيٰتُ
الصّٰلِحٰتُ خَيْرٌ عِنْدَ رَبِّكَ ثَوَابًا
وَّخَيْرٌ اَمَلًا ۝

(سورۃ الکہف آیت ۴۵، ۴۶)

کردو جیسے پانی جسے ہم نے آسمان سے برسایا
تو اس کے ساتھ زمین کی روئیدگی مل گئی،
پھر وہ چورا چورا ہو گئی کہ ہوائیں اسے اڑاتی
پھرتی ہیں اور اللہ تو ہر چیز پر قدرت رکھتا
ہے، مال اور بیٹے تو دنیا کی زندگی کی
زینت ہیں اور نیکیاں جو باقی رہنے والی
ہیں وہ ثواب کے لحاظ سے تمہارے رب کے
ہاں بہت اچھی اور امید کے لحاظ سے بہت بہتر ہیں۔

فَخَرَجَ عَلٰى قَوْمِهٖ فِيْ زِيْنَتِهٖ ؕ قَالَ
الَّذِيْنَ يُرِيْدُوْنَ الْحَيٰوةَ الدُّنْيَا
يٰلَيْتَ لَنَا مِثْلَ مَاۤ اُوْتِيَ قَارُوْنُ ۙ
اِنَّهٗ لَذُوْ حَظٍّ عَظِيْمٍ ۝ وَقَالَ
الَّذِيْنَ اُوْتُوا الْعِلْمَ وَيْلَكُمْ
ثَوَابُ اللّٰهِ خَيْرٌ لِّمَنْ اٰمَنَ
وَعَمِلَ صَالِحًا ۚ وَلَا يُلَقّٰىهَاۤ اِلَّا
الصّٰبِرُوْنَ ۝ فَخَسَفْنَا بِهٖ وَبِدَارِهِ
الْاَرْضَ ۫ فَمَا كَانَ لَهٗ مِنْ فِئَةٍ
يَّنْصُرُوْنَهٗ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ ۗ وَمَا
كَانَ مِنَ الْمُنْتَصِرِيْنَ ۝ وَاَصْبَحَ
الَّذِيْنَ تَمَنَّوْا مَكَانَهٗ بِالْاَمْسِ
يَقُوْلُوْنَ وَيْكَاَنَّ اللّٰهَ يَبْسُطُ
الرِّزْقَ لِمَنْ يَّشَآءُ مِنْ عِبَادِهٖ
وَيَقْدِرُ ۚ لَوْلَاۤ اَنْ مَّنَّ اللّٰهُ عَلَيْنَا

تو (قارون) آرائش (اور ٹھاٹھ) سے
اپنی قوم کے سامنے نکلا، جو لوگ دنیا کی
زندگی کے طالب تھے کہنے لگے کہ جیسا قارون
کو ملا ہے کاش! ہمیں بھی ملے وہ تو بڑا
ہی صاحب نصیب ہے، اور جن لوگوں
کو علم دیا گیا تھا وہ کہنے لگے کہ تم پر
افسوس! اللہ کا ثواب مومنوں اور نیکوکاروں
کے لیے کہیں بہتر ہے اور وہ صرف صبر کرنے
والوں ہی کو ملے گا، پس ہم نے قارون
کو اور اس کے گھر کو زمین میں دھنسا دیا
تو اللہ کے سوا کوئی جماعت اس کی مددگار
نہ ہو سکی اور وہ لوگ جو کل اس کے رتبے کی
تمنا کرتے تھے صبح کو کہنے لگے ہائے شامت
اللہ ہی تو اپنے بندوں میں سے جس کیلئے
چاہتا ہے رزق فراخ کر دیتا ہے اور

لَخَسَفَ بِنَا ط وَيْكَاَنَّهٗ لَا يُفْلِحُ الْكٰفِرُوْنَ ہ تِلْكَ الدَّارُ الْاٰخِرَةُ نَجْعَلُهَا لِلَّذِيْنَ لَا يُرِيْدُوْنَ عُلُوًّا فِي الْاَرْضِ وَلَا فَسَادًا ط وَالْعَاقِبَةُ لِلْمُتَّقِيْنَ ہ
(سورۃ القصص آیت ۷۹ تا ۸۳)

جس کیلئے چاہتا ہے تنگ کر دیتا ہے اگر اللہ ہم پر احسان نہ کرتا تو ہمیں بھی دھنسا دیتا۔ ہائے خرابی! ناشکرے نجات نہیں پا سکتے وہ آخرت کا گھر ہم نے ان لوگوں کیلئے لکھ دیا ہے جو ملک میں ظلم اور فساد کا ارادہ نہیں رکھتے اور انجام تو متقیوں ہی کا ہے۔

پس خلاصہ کلام یہ ہے کہ دنیا کی زندگی چند چیزوں سے عبارت ہے جن میں اہم مال و دولت، بیوی بچے، کھیل کود، کھانا پینا، زیب و زینت آرائش و سنگار ان میں سے کوئی چیز حرام نہیں ہے بلکہ بقدر ضرورت ان سے مستفید ہونا ہی عین منشاء الٰہی ہے۔

مال و دولت کے لیے اللہ تعالیٰ نے اپنے کلام میں خیر، فضل اور قیام الناس جیسے الفاظ استعمال کیے ہیں، قیام للناس کا مطلب ہے "انسانیت کے قیام کا باعث"۔ میرے خیال میں مال و دولت کی اہمیت کے اظہار کے لیے اس سے بہتر لفظ کوئی اور ہو ہی نہیں سکتا۔

بیوی اور شوہر کے تعلقات، شادی بیاہ، حق مہر، طلاق، بیوی کے حقوق اور ورثہ میں اس کا حصہ، شوہر کے حقوق اور بیوی کے ورثہ میں اس کا حصہ وغیرہ وغیرہ پر کلام پاک تفصیل سے گفتگو کرتا ہے بلکہ بیوی اور شوہر کے درمیان الفت کو اپنی ایک نشانی ٹھہراتا ہے، ان کو ایک دوسرے کے سکون کا ذریعہ گردانتا ہے۔

اولاد کو رحمت قرار دیا ہے، حضرت زکریا علیہ الصلوٰۃ والسلام کو بیٹے کی خوشخبری کے بیان کو یوں شروع کیا کہ "یہ تیرے رب کی اس رحمت کا ذکر ہے جو اس نے زکریا (علیہ الصلوٰۃ والسلام) پر کی"۔ کسی کو نر اولاد کسی کو مادہ اولاد، کسی کو دونوں، اور کسی کو بانجھ رکھنا اپنا فعل قرار دیا ہے، بیوی اور بچوں کے لیے دعائیں سکھائی ہیں۔

کھانے پینے کی تو سختی سے تاکید کی ہے۔ پاک، طیب و حلال کھانوں سے پرہیز کو شیطان کا فعل قرار دیا ہے، کسی حلال شے کو حرام کر دینے والے کو دوزخ کی وعیدیں سنائی ہیں اور یہاں تک فرما دیا ہے کہ یہ کھانے پینے کی اور زیب و زینت کی اشیاء تو اللہ تعالیٰ ظاہر ہی مومنوں کی خاطر کرتا ہے، اور آخرت میں ان کے لیے خاص ہو جائے گی۔

زیب و زینت کو بھی حلال کیا ہے، جمال و آرائش کو سراہا ہے، مسجدوں میں اللہ تعالیٰ کے حضور حاضری کے وقت پوری زینت کے ساتھ آنے کا حکم فرمایا ہے۔

کھیل کود کو بھی جائز کہا ہے، حضرت یعقوب علیہ الصلوٰۃ والسلام کے بیٹے اکثر کھیل کود میں مصروف رہتے۔ جب انہوں نے ایک دن حضرت یوسف علیہ الصلوٰۃ والسلام کو ساتھ لے جانے کا خیال ظاہر کیا تو حضرت یعقوب علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ساتھ لے جانے کی اجازت دیدی، اگر یہ فعل حرام ہوتا تو حضرت یعقوب علیہ الصلوٰۃ والسلام اپنے بیٹوں کو لہو و لعب سے منع فرما دیتے۔

غرض اللہ تعالیٰ کے نزدیک دنیوی حیات سے مراد ناجائز چیزیں نہیں بلکہ جائز اشیاء ہیں۔ ناجائز افعال اور ناجائز اشیاء کے استعمال سے تو اللہ تعالیٰ ہمیشہ روکتا رہا ہے، اور جن چیزوں سے دنیوی حیات کو مزین فرمایا ہے وہ سب انعامات الٰہی میں سے ہیں بلکہ ان سے محرومی اللہ کے غضب کا باعث ہے۔ اللہ کے رسولوں نے اکثر گمراہ قوم کو یوں مخاطب کیا ہے کہ اگر تم ایمان لاؤ اور نیک اعمال کرو تو پھر اللہ تعالیٰ تمہاری مدد کرے گا اموال کے ساتھ بھی اور اولاد کے ساتھ بھی تمہارے لیے نہروں کا بندوبست کرے گا اور تمہارے لیے باغات کا انتظام کرے گا۔

پس جس چیز سے اللہ تعالیٰ منع فرما رہا ہے وہ ان چیزوں کو منتہائے زندگی بنانا ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ مقصود و مطلوب اللہ تعالیٰ کی مرضی ہونی چاہیئے نہ کہ یہ دنیاوی حیات کی متاع، ان سے اس طرح استفادہ کرنا چاہیئے کہ یہ اللہ تعالیٰ

کہ کلام میں تدبر اور اس کے ذکر وفکر کے راستہ میں حائل نہ ہوں، ان اشیاء کیلئے اتنی مصروفیات جائز نہیں کہ انسان کو ایسے اشخاص کی صحبتوں کو ہی ترک کرنا پڑ جائے جو دن رات اللہ تعالیٰ کے ساتھ لو لگائے ہوئے ہوں۔ اگر اللہ تعالیٰ نے انسان کو آسانی کے ساتھ سامانِ تعیش فراہم نہ کیا ہو تو ایسوں کے لیے بہتر ہے کہ وہ اپنے آپ کو ضروریاتِ زندگی تک ہی رکھیں تاکہ کلام پاک میں تدبر، اللہ تعالیٰ کے ذکر وفکر اور صالحین کی صحبت کے لیے وقت میسر ہوتا ہے، لیکن اکثر معاملہ الٹے دکھائی دیتا ہے۔ جن لوگوں کے پاس مال و دولت کی فراوانی ہے وہی لوگ اکثر کلام پاک کی تلاوت، ذکر وفکر اور صحبتِ صالحین کے لیے وقت نہیں پاتے اور اگر وقت پاتے بھی ہیں تو ان کی اہمیت کے منکر ہیں بلکہ ان کو غیر اہم افعال بلکہ گرے ہوئے افعال سمجھتے ہیں۔

میں نے رب کے ذکر کو چھوڑ کر دنیوی حیات کی تفصیل میں جانا اس لیے ضروری سمجھا کہ یہ حقیقت بھی ظاہر ہو کہ اللہ کو رب جان لینا ایک حالی مسئلہ ہے بغیر کلام پاک اور کائنات میں تدبر کے بغیر ذکر وفکر اور صحبتِ صالحین کے یہ مسئلہ حال نہیں ہوتا، ممکن ہے قال ہو جائے اور انسان اس حقیقت کو تسلیم بھی کرے کہ واقعی رب اللہ ہی ہے لیکن پھر بھی اس کے خیالات، افعال اس کی نفی کریں گے۔ بہرحال رب تک پہنچنے کا یہی واحد طریقہ ہے اگر کوئی کسی اور طریقہ سے رب تک پہنچنے کی کوشش کر سکتا ہے تو کر دیکھے ماسوائے مایوسی کے اور کچھ نہ پائے گا۔

"اللہ ہمارا رب ہے" کی اہمیت

حضور صلی اللہ علیہ وسلم پر پہلی وحی اسم رب سے۔
سب سے پہلی وحی میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی توجہ جس طرف دلائی گئی وہ "اسم الرب" کی طرف تھی۔

اِقْرَاْ بِاسْمِ رَبِّكَ الَّذِيْ خَلَقَ ۚ خَلَقَ الْاِنْسَانَ مِنْ عَلَقٍ ۚ اِقْرَاْ وَرَبُّكَ الْاَكْرَمُ ۙ الَّذِيْ عَلَّمَ بِالْقَلَمِ ۙ عَلَّمَ الْاِنْسَانَ مَا لَمْ يَعْلَمْ ۭ كَلَّآ اِنَّ الْاِنْسَانَ لَيَطْغٰٓى ۙ اَنْ رَّاٰهُ اسْتَغْنٰى ۭ اِنَّ اِلٰى رَبِّكَ الرُّجْعٰى ۭ

(سورۃ العلق آیت ۱تا۸)

اس رب کے اسم سے پڑھ جس نے تخلیق کیا، جس نے انسان کو خون کے لوتھڑے سے پیدا کیا، پڑھ کہ تیرا وہ رب بڑا (ہی) کریم ہے، جس نے قلم کے ذریعے علم دیا اور اس انسان کو جو کچھ نہ جانتا تھا علم سے نوازا، لیکن بیشک وشبہ یہ انسان سرکشی کرتا ہے کیونکہ یہ اپنے آپ کو آزاد اور مستغنی دیکھتا ہے۔ (اگرچہ حقیقت یہ نہیں بے نیاز تو صرف تیرا رب ہے، یہ سب تو تیرے رب کے نیاز مند ہیں، تیرے رب پر انحصار رکھتے ہیں لیکن جلد ہی ان کو حقیقت معلوم ہو جائے گی کہ بہر حال ایک نہ ایک دن) سب کو تیرے رب ہی کی طرف لوٹنا ہو گا۔

اِقْرَاْ سے مَا لَمْ يَعْلَمْ تک پہلی وحی ہے جس کے نزول سے نبوت کی ابتداء ہوئی۔

مطلب

مطلب صاف ہے کہ تیرا رب چونکہ بہت کریم ہے اس لیے اپنے بندوں کو صحیح علم سے نوازنے کی خاطر آپ کو علم دینا چاہتا ہے اور آپ کو یہ حیرانی کیوں ہو رہی ہے کہ آپ کیسے پڑھیں گے جبکہ آپ پڑھے لکھے نہیں؟ یہ انسان جب پیدا ہوتا ہے تو کچھ بھی نہیں جانتا ہوتا، معاشرہ بھی اسے پڑھانے سے قاصر ہوتا ہے بلکہ اس کے سامنے صحیح اور درست لفظ تک کے استعمال سے گریز کرتا ہے، کھانے کی چیز کو "مم" کہہ کر پیش کرتے ہیں۔ "میرا پیارا بیٹا" کی بجائے "میلا پیالا بیتا" سکھاتے ہیں لیکن پھر بھی چار یا پانچ سال کے اندر یہ بچہ اپنی مادری زبان سیکھ لیتا ہے، اس کو سکھانے والا کون ہوتا ہے؟ اور یہ بچہ بغیر ا، ب، یا A B C سیکھے۔ بغیر گرامر کے قواعد سے آگاہی کے یہ زبان اس قدر صحیح سیکھ لیتا ہے کہ کوئی دوسرا شخص، پوری ایک صدی اس کی زبان سیکھنے کے لیے صرف کر دے تب بھی اس جیسی مہارت حاصل نہیں کر سکتا، اسے پڑھانے والا تیرا رب نہیں تو اور کون

ہے؟ اور جب تیرا رب بغیر کسی واسطے کے پڑھائے تو اس کا جواب نہیں ہوتا۔ پھر جب یہ بڑا ہو کر قلم ہاتھ میں اٹھاتا ہے تو اس وقت بھی اس کو پڑھانے والے ہم ہی ہوتے ہیں۔ کیونکہ العلیم کائنات میں صرف میں ہوں علم میری صفت ہے۔

وَلَا یُحِیْطُوْنَ بِشَیْءٍ مِّنْ عِلْمِهٖٓ اِلَّا بِمَا شَآءَ ج (سورۃ البقرہ آیت ۲۵۵)	اور یہ اس (اللہ) کے علم سے ذرہ بھر بھی احاطہ نہیں کر سکتے مگر جتنا کہ وہ (اللہ) چاہے۔

یہ لوگ جو اپنے آپ کو بے نیاز دیکھ رہے ہیں، یہی ان کی غلطی ہے۔ اسی سرکشی سے روکنے ہی کے لیے تو ہم تم کو حقیقت سے آگاہ کرنا چاہتے ہیں۔ حضرت آدم علیہ السلام سے لے کر آج تک اس بے علم انسان کو ہم ہی علم سے نوازتے آرہے ہیں۔ پس جب علم میری ہی صفت ہے اور علم دینے والے ہم ہی ہیں تو ضروری نہیں کہ ہر کسی کو قلم ہی سے علم دیں، ہم ہر شے پر قدرت رکھتے ہیں، ہم آپ کو صرف اپنے اسم کی برکات سے پڑھاتے ہیں، اس اسم کی برکات سے جس نے تخلیق کا سلسلہ شروع کیا اور اب اس کی ربوبیت (پرورش) کر رہا ہے۔ چونکہ میں ہی رب ہوں اور میں نے ہی بندوں کی صحیح راہنمائی کرنی ہے پس تُو پڑھ تاکہ تجھے واسطہ بنا کر میں اپنے بندوں کی راہنمائی کروں۔ تجھے قلم کی کوئی ضرورت نہیں اور علم اپنے رب سے مانگتا رہ۔

وَقُلْ رَّبِّ زِدْنِیْ عِلْمًا ہ (طٰہٰ ۱۱۴)	کہہ اے رب میرے علم میں اضافہ کر۔

اور بس یہی کافی ہے مقصدِ وحی بھی رب کی رحمت کا یہ تقاضا تھا کہ لوگ اپنے رب کی طرف سے شک میں نہ رہیں۔

حٰمٓ ہ وَالْکِتٰبِ الْمُبِیْنِ ہ اِنَّآ اَنْزَلْنٰهُ فِیْ لَیْلَةٍ مُّبٰرَکَةٍ اِنَّا کُنَّا مُنْذِرِیْنَ ہ فِیْهَا یُفْرَقُ کُلُّ اَمْرٍ حَکِیْمٍ ہ اَمْرًا مِّنْ عِنْدِنَا اِنَّا کُنَّا مُرْسِلِیْنَ ہ رَحْمَةً مِّنْ رَّبِّکَ	حٰمٓ، کتاب مبین کی قسم کہ ہم نے اس کو مبارک رات میں نازل فرمایا، بے شک ہم تو آگاہ کرنے والے ہیں، اس میں تمام حکمت کے امور واضح کیے جاتے ہیں ہمارے ہاں سے حکم ہو کر، بیشک ہم ہی

اِنَّهٗ هُوَ السَّمِيْعُ الْعَلِيْمُ ۝ رَبِّ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ وَمَا بَيْنَهُمَا اِنْ كُنْتُمْ مُّوْقِنِيْنَ ۝ لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ يُحْيٖ وَيُمِيْتُ ؕ رَبُّكُمْ وَرَبُّ اٰبَآئِكُمُ الْاَوَّلِيْنَ ۝ بَلْ هُمْ فِيْ شَكٍّ يَّلْعَبُوْنَ ۝
(سورۃ الدخان آیت ۶ تا ۹)

بھیجتے رہتے ہیں، تمہارے رب کی رحمت سے وہ تو سننے والا جاننے والا ہے، آسمانوں اور زمین اور جو کچھ ان کے مابین ہے سب کا رب ہے اگر تم یقین کرنے والے ہو۔ اسکے علاوہ کوئی الٰہ نہیں، زندگی اُسی سے ہے اور موت بھی وہی دیتا ہے، تمہارا اور تمہارے پہلے باپ دادا کا رب ہے لیکن یہ لوگ شک میں کھیل رہے ہیں۔

قرآن مجید کی ابتداء اسم ربّ سے

اسی لیے قرآن مجید کی افتتاحی آیت ہی میں اللہ تعالیٰ نے اپنے آپ کو ربّ العالمین سے متعارف فرمایا:۔

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ ۝
(سورۃ الفاتحہ آیت ۱)

سب تعریفیں اللہ ہی کے لیے ہیں جو عالمین کا رب ہے۔

قرآن مجید کا اختتام اسم ربّ سے

قرآن مجید کی ابتداء اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ ۝ سے کر لینے کے بعد تمام کلام اسی اسم ربّ کی تفسیر ہے کہ ربّ سے مراد کیا ہے؟ کیا کائنات میں کوئی اور ربّ ہے؟ اگر وہ ربّ ہے تو آپ اس کے بندے (غلام) ہیں، جنہوں نے کہا کہ "اللہ ربّ ہے" وہ حق پر تھے، صراطِ مستقیم پر تھے، جنہوں نے اس کے سوا کچھ کہا تو وہ راہِ ہدایت سے بھٹک گئے، گمراہ ہوئے، جہنمی بنے، ان میں سے بعضوں نے اس قول کی مخالفت کی، اس لیے ان پر اللہ تعالیٰ کا قہر نازل ہوا اور وہ مغضوب

ہوئے۔ وہ گمراہ قومیں کون کون سی تھیں جنہوں نے اللہ کی مطلق ربوبیت کا انکار کیا، انہوں نے اللہ کے علاوہ کن کن کو رب مانا، ان کا گمراہ کن پراپیگنڈا کیا تھا، کس قسم کے لوگ ان کے جال میں پھنسے، قیامت کے دن ان لوگوں کی حالت کیا ہوگی وغیرہ وغیرہ۔ وہ مغضوب قومیں کون سی تھیں، وہ کون سے اعمال تھے جن کی بادا‌ش میں آخرت کے عذاب کے علاوہ دنیا میں بھی انہیں عذابِ الٰہی سے دوچار ہونا پڑا۔ یہ سب جھگڑا صرف "ایک اللہ ہی رب ہے" کے ماننے اور نہ ماننے کا تھا۔ جنہوں نے مانا وہ انبیاء، صدیقین، شہداء اور صالحین ٹھہرے، انہوں نے رب کو راضی رکھا، رب ان سے راضی ہوا، پس تم بھی اس کی ربوبیت کا اقرار کرو اور اپنے رب کا عرفان حاصل کرنے کے بعد یوں کہو کہ:-

قُلْ اَعُوْذُ بِرَبِّ الْفَلَقِ ۝ مِنْ شَرِّ مَا خَلَقَ ۝ وَمِنْ شَرِّ غَاسِقٍ اِذَا وَقَبَ ۝ وَمِنْ شَرِّ النَّفّٰثٰتِ فِی الْعُقَدِ ۝ وَمِنْ شَرِّ حَاسِدٍ اِذَا حَسَدَ ۝

(سورۃ الفلق)

کہدو! کہ میں اس ربّ الفلق کی پناہ میں آتا ہوں تمام مخلوقات کے شر سے اور اندھیری رات کے شر سے جب اندھیرا چھا جائے، گرہوں پر بڑھ پڑھ کر پھونکنے والیوں کے شر سے اور حسد کرنیوالے کے شر سے جب وہ حسد کرنے پر آجائے۔

اور یہ کہ:-

قُلْ اَعُوْذُ بِرَبِّ النَّاسِ ۝ مَلِكِ النَّاسِ ۝ اِلٰهِ النَّاسِ ۝ مِنْ شَرِّ الْوَسْوَاسِ الْخَنَّاسِ ۝ الَّذِیْ یُوَسْوِسُ فِیْ صُدُوْرِ النَّاسِ ۝ مِنَ الْجِنَّةِ وَالنَّاسِ ۝

(سورۃ الناس)

کہدو کہ میں ربّ الناس، لوگوں کے بادشاہ اور لوگوں کے الٰہ کی پناہ میں آتا ہوں اس خناس کے وسوسوں کے شر سے جو لوگوں کے سینوں میں وسوسہ ڈالتا ہے خواہ وہ خناس جنات میں سے ہوں یا انسانوں میں سے۔

کیونکہ اب تم اچھی طرح سمجھ گئے ہو گے کہ تمام امور میں توکل صرف اللہ ہی پر

چاہیئے کہ وہی تن تنہا کائنات کا رب ہے، مالک ہے، اللہ ہے، اور اس کے علاوہ مخلوقات میں اندھیروں، توہمات اور وسوسوں کے شر کے علاوہ کچھ نہیں کہ اسی پر انتہا ہے، یہی حق ہے۔ اور اگر آپ یہی حقیقت سے اچھی طرح روشناسی نہیں ہوئی اور یقیناً نہیں ہوئی ہوگی، کیونکہ شیطان وسوسہ اندازی کرتا رہا ہوگا۔ اس لیے قرآن مجید کو بند مت کرو بلکہ پہلے صفحے سے کلمہ پڑھ کر پھر ابتدا کرو کہ اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ ۝ اور یہی عمل زندگی بھر دہراتے رہو حتیٰ کہ آپ کا دل اپنی استعداد کے مطابق رب کی ربوبیت سے آگاہی حاصل کرتا ہے اور یقینِ خالص کا مقام حاصل کر لے۔

جنتیوں کی انتہا بھی اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ

اِنَّ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ يَهْدِيْهِمْ رَبُّهُمْ بِاِيْمَانِهِمْ ج تَجْرِيْ مِنْ تَحْتِهِمُ الْاَنْهٰرُ فِيْ جَنّٰتِ النَّعِيْمِ ۝ دَعْوٰىهُمْ فِيْهَا سُبْحٰنَكَ اللّٰهُمَّ وَتَحِيَّتُهُمْ فِيْهَا سَلٰمٌ ج وَاٰخِرُ دَعْوٰىهُمْ اَنِ الْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ ۝

(سورۃ التوبۃ آیت ۹، ۱۰)

جو لوگ ایمان لائے اور نیک کام کرتے رہے ان کا رب ان کے ایمان کی وجہ سے راہ دکھلائے گا، ان کے نیچے نعمت کے باغوں میں نہریں بہہ رہی ہوں گی وہاں کی دعا یہ ہوگی کہ اے اللہ! تو پاک ہے اور باہم ایک دوسرے پر سلامتی بھیجتے رہیں گے اور ان کی دعا کی انتہاء یہ ہوگی کہ سب تعریفیں اللہ ہی کیلئے ہیں جو عالمین کا رب ہے۔

وَقَالُوا الْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِيْ صَدَقَنَا وَعْدَهٗ وَاَوْرَثَنَا الْاَرْضَ نَتَبَوَّاُ مِنَ الْجَنَّةِ حَيْثُ نَشَآءُ ج فَنِعْمَ اَجْرُ الْعٰمِلِيْنَ ۝ وَتَرَى الْمَلٰٓئِكَةَ

وہ کہیں گے کہ سب تعریفیں اللہ کیلئے ہیں جس نے اپنے وعدے کو ہم سے سچا کر دیا اور ہم کو اس زمین کا وارث بنا دیا ہم جنت میں جہاں چاہیں رہیں تو عمل

حَآفِّيْنَ مِنْ حَوْلِ الْعَرْشِ يُسَبِّحُوْنَ بِحَمْدِ رَبِّهِمْ ج وَقُضِيَ بَيْنَهُمْ بِالْحَقِّ وَقِيْلَ الْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ ٥ (سورۃ الزمر آیت ۷۴، ۷۵)

کرنے والوں کا بدلہ بھی کیسا خوب ہے تم فرشتوں کو دیکھو گے کہ عرش کے گرد گھیرا باندھے ہوئے ہیں، اپنے رب کی تعریف کے ساتھ تسبیح کر رہے ہیں اور ان میں انصاف کے ساتھ فیصلہ کیا جائے گا اور کہا جائے گا کہ سب تعریفیں اللہ ہی کے لیے ہیں جو عالمین کا رب ہے۔

تمام عقلمند لوگ اگر اللہ تعالیٰ کو یاد رکھتے ہوئے اس کائنات کی تخلیق میں غور و فکر کریں تو اس نتیجہ پر پہنچیں کہ اللہ رب ہے اور پھر اس رب کی معرفت کے لیے کسی داعی الی اللہ کی طرف رجوع کریں اور جو بالآخر ان کو اپنے رب کے سامنے جھکتے اور اسی ایک کو "خوف وطمع کے ملے جلے جذبات کے ساتھ" پکارنے پر مائل کر دیں۔

اِنَّ فِيْ خَلْقِ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ وَاخْتِلَافِ الَّيْلِ وَالنَّهَارِ لَاٰيٰتٍ لِّاُولِي الْاَلْبَابِ ٥ الَّذِيْنَ يَذْكُرُوْنَ اللّٰهَ قِيٰمًا وَّقُعُوْدًا وَّعَلٰى جُنُوْبِهِمْ وَيَتَفَكَّرُوْنَ فِيْ خَلْقِ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ ج رَبَّنَا مَا خَلَقْتَ هٰذَا بَاطِلًا ج سُبْحٰنَكَ فَقِنَا عَذَابَ النَّارِ ٥ رَبَّنَآ اِنَّكَ مَنْ تُدْخِلِ النَّارَ فَقَدْ اَخْزَيْتَهٗ ط وَمَا لِلظّٰلِمِيْنَ مِنْ اَنْصَارٍ ٥ رَبَّنَآ اِنَّنَا سَمِعْنَا مُنَادِيًا يُّنَادِيْ لِلْاِيْمَانِ اَنْ اٰمِنُوْا بِرَبِّكُمْ فَاٰمَنَّا ق رَبَّنَا فَاغْفِرْ لَنَا ذُنُوْبَنَا وَكَفِّرْ عَنَّا

بے شک آسمانوں اور زمین کی پیدائش اور رات اور دن کی علی الترتیب بدلنے میں اولی الالباب کیلئے نشانیاں ہیں جو کھڑے بیٹھے اور پہلو کے اوپر اللہ کا ذکر کرتے اور آسمان و زمین کی خلقت میں غور و فکر کرتے ہیں، اے ہمارے رب! تو نے ان کو باطل پیدا نہیں کیا، تو پاک ہے ہمیں آگ کے عذاب سے بچا، اے ہمارے رب! تو نے جس کو آگ میں داخل کیا وہ رسوا ہوا اور ظالموں کا کوئی مددگار نہیں، اے ہمارے رب! ہم نے ایک منادی کو سنا کہ ایمان کے لیے پکار رہا تھا کہ اپنے رب پر ایمان لاؤ تو ہم ایمان لے آئے، اے ہمارے رب!

سَیِّاٰتِنَا وَ تَوَفَّنَا مَعَ الْاَبْرَارِ ۝ رَبَّنَا وَاٰتِنَا مَا وَعَدْتَّنَا عَلٰی رُسُلِكَ وَلَا تُخْزِنَا یَوْمَ الْقِیٰمَةِ اِنَّكَ لَا تُخْلِفُ الْمِیْعَادَ ۝ (سورۃ آلِ عمران آیت نمبر ۱۹۰ تا ۱۹۴)

ہمارے گناہ معاف فرما اور ہماری برائیوں کو ہم سے محو کر اور ہمیں نیکوکاروں کے ساتھ وفات دے، اے ہمارے رب! تو رسولوں کی وساطت سے جو وعدے ہم سے کر چکا ہے وہ ہمیں عطا فرما اور قیامت کے دن ہمیں رسوا نہ کر کچھ شک نہیں کہ تو خلافِ وعدہ نہیں کرتا۔

صرف مندرجہ بالا آیات کی روشنی میں مسلمان ذرا خود ہی یہ فیصلہ کر لیں کہ کیا وہ اللہ تعالیٰ کے نزدیک اولی الالباب (صاحبانِ عقل و دانش) کے زمرے میں بھی گنے جانے کے قابل ہیں۔ مغربی دنیا نے کائنات میں سوچا لیکن اللہ تعالیٰ جل شانہٗ اس کے فرشتوں اور اس کی وحی کو پس پشت ڈالتے ہوئے، مشرق نے بڑے ایسے اللہ اللہ کرنے والے پیدا کیے جنہوں نے کائنات کی تخلیق میں غور و فکر کو ایک فعلِ عبث سمجھا، انہوں نے کائنات اور حیاتِ دنیوی میں فرق نہ کیا، کائنات کی مٹی حق سے ہے اور دنیوی حیات ایک فریبِ نظر، حکم دنیوی حیات کو مطمحِ نظر نہ بنانے کا تھا یہ کائنات کو درخورِ اعتنا نہ سمجھے۔

انہی آیات کی بناء پر مجھ سے اکثر اللہ تعالیٰ کہلوایا کرتا ہے کہ "بڑے بڑے ہیئت دانوں کو بھی دیکھا، ان کے علوم سے بقدرِ ظرف فائدہ بھی اٹھایا، بڑے بڑے قرآن خوان، قرآن دان، ذاکرین و ذاکرات سے بھی پالا پڑا اور سنا لیکن آج تک کسی اولی الالباب کا منہ دیکھنا نصیب نہیں ہوا، کاش! کوئی کسی اولی الالباب کا پتہ دے۔"

عالم حکیم اور ملائکہ سب اس بات پر گواہ ہیں کہ رب (منتظم) کائنات میں صرف ایک اللہ ہی ہے۔

مَا كَانَ لِبَشَرٍ اَنْ یُّؤْتِیَهُ اللّٰهُ الْكِتٰبَ وَالْحُكْمَ وَالنُّبُوَّةَ ثُمَّ یَقُوْلَ

کسی بشر کو یہ شایاں نہیں کہ اللہ اسے کتاب، حکومت اور نبوت عطا فرمائے

لِلنَّاسِ كُوْنُوْا عِبَادًا لِّيْ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ وَلٰكِنْ كُوْنُوْا رَبّٰنِيّٖنَ بِمَا كُنْتُمْ تُعَلِّمُوْنَ الْكِتٰبَ وَبِمَا كُنْتُمْ تَدْرُسُوْنَ ۝ وَلَا يَاْمُرَكُمْ اَنْ تَتَّخِذُوا الْمَلٰٓئِكَةَ وَالنَّبِيّٖنَ اَرْبَابًا ؕ اَيَاْمُرُكُمْ بِالْكُفْرِ بَعْدَ اِذْ اَنْتُمْ مُّسْلِمُوْنَ ۝

(سورۃ آل عمران آیت ۷۹، ۸۰)

اور وہ لوگوں سے کہے کہ اللہ کو چھوڑ کر میری بندگی کرو بلکہ (وہ تو یہ کہے گا) کہ ربانی بن جاؤ کیونکہ تم کتاب کا علم حاصل کرتے ہو اور اسے پڑھاتے بھی ہو اور وہ یہ حکم بھی نہیں دیتا کہ ملائکہ اور انبیاء کو رب کا درجہ دو، بھلا جب تم مسلمان ہو چکے تو کیا اسے زیبا ہے کہ تمہیں کافر ہونے کو کہے۔

فرشتوں کی گواہی

وَمَا نَتَنَزَّلُ اِلَّا بِاَمْرِ رَبِّكَ ۚ لَهٗ مَا بَيْنَ اَيْدِيْنَا وَمَا خَلْفَنَا وَمَا بَيْنَ ذٰلِكَ ۚ وَمَا كَانَ رَبُّكَ نَسِيًّا ۝ رَبُّ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ وَمَا بَيْنَهُمَا فَاعْبُدْهُ وَاصْطَبِرْ لِعِبَادَتِهٖ ؕ هَلْ تَعْلَمُ لَهٗ سَمِيًّا ۝

(سورۃ مریم آیت ۶۴، ۶۵)

اور (فرشتوں نے کہا) کہ ہم تمہارے حکم کے بغیر نازل نہیں ہو سکتے، جو کچھ ہمارے آگے ہے اور جو پیچھے ہے اور جو ان کے درمیان ہے سب اسی کا ہے اور تمہارا رب بھولنے والا نہیں، آسمانوں اور زمین کا اور جو ان کے درمیان ہے سب کا رب ہے۔ تو اسی کی بندگی کرو اور اسکی بندگی پر ثابت قدم رہو، بھلا تو کسی کو اس کا ہم صفت جانتا ہے۔

جنّات کی گواہی

قُلْ اُوْحِيَ اِلَيَّ اَنَّهُ اسْتَمَعَ نَفَرٌ

کہہ دو کہ میرے پاس وحی آئی ہے کہ جنوں کی

مِّنَ الْجِنِّ فَقَالُوٓا اِنَّا سَمِعْنَا قُرْاٰنًا عَجَبًا ۝ يَّهْدِيْٓ اِلَى الرُّشْدِ فَاٰمَنَّا بِهٖ ۭ وَلَنْ نُّشْرِكَ بِرَبِّنَآ اَحَدًا ۝ (سورہ جن آیت ۱،۲)

ایک جماعت نے سُن کر کہا کہ "ہم نے ایک عجیب قرآن سُنا" جو بھلائی کا رستہ بتاتا ہے سو ہم اس پر ایمان لے آئے اور ہم اپنے رب کے ساتھ کسی کو شریک نہیں ٹھہراتے ۔

وَّاَنَّا لَمَّا سَمِعْنَا الْهُدٰٓى اٰمَنَّا بِهٖ ۭ فَمَنْ يُّؤْمِنْۢ بِرَبِّهٖ فَلَا يَخَافُ بَخْسًا وَّلَا رَهَقًا ۝ (سورہ جن آیت ۱۳)

اور جب ہم نے ہدایت سنی تو ایمان لے آئے تو جو شخص اپنے رب پر ایمان لاتا ہے اس کو نہ نقصان کا خوف ہے نہ ظلم کا ۔

وَمَنْ يُّعْرِضْ عَنْ ذِكْرِ رَبِّهٖ يَسْلُكْهُ عَذَابًا صَعَدًا ۝ (سورہ جن آیت ۱۷)

اور جو شخص اپنے رب کے ذکر سے منہ پھیرے گا وہ اس کو بڑھتے ہوئے عذاب میں داخل کرے گا ۔

ہُدہُد کی گواہی

کہ شیطان نے بلقیس اور اس کی رعیت کو صحیح راہ سے بہکا دیا ہے اور وہ اللہ تعالیٰ ہی کو کارساز اور رب نہیں مانتے ۔

اِنِّىْ وَجَدْتُّ امْرَاَةً تَمْلِكُهُمْ وَاُوْتِيَتْ مِنْ كُلِّ شَيْءٍ وَّلَهَا عَرْشٌ عَظِيْمٌ ۝ وَجَدْتُّهَا وَقَوْمَهَا يَسْجُدُوْنَ لِلشَّمْسِ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ وَزَيَّنَ لَهُمُ الشَّيْطٰنُ اَعْمَالَهُمْ فَصَدَّهُمْ عَنِ السَّبِيْلِ فَهُمْ لَا يَهْتَدُوْنَ ۝ اَلَّا يَسْجُدُوْا لِلّٰهِ الَّذِيْ يُخْرِجُ الْخَبْءَ فِي السَّمٰوٰتِ

میں نے ایک عورت دیکھی کہ ان لوگوں پر حکومت کرتی ہے اور ہر چیز اسے میسر ہے اور اس کا عظیم تخت ہے میں نے دیکھا کہ وہ اور اس کی قوم اللہ کو چھوڑ کر سورج کو سجدہ کرتے ہیں اور شیطان نے ان کے اعمال آراستہ کر کے دکھائے ہیں اور ان کو رستے سے روک رکھا ہے پس وہ رستے پر نہیں آتے پس وہ اللہ کو سجدہ نہیں کرتے جو

وَالْاَرْضِ وَيَعْلَمُ مَا تُخْفُوْنَ وَمَا تُعْلِنُوْنَ ٥ اَللّٰهُ لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ رَبُّ الْعَرْشِ الْعَظِيْمِ ٥
(سورۃ النمل آیت ۲۳ تا ۲۶)

آسمانوں اور زمین میں چھپی چیزوں کو ظاہر کر دیتا ہے اور تمہارے پوشیدہ اور ظاہر اعمال کو جانتا ہے اللہ ہی کے علاوہ کوئی اللہ نہیں وہی عرشِ عظیم کا رب ہے۔

یہی کچھ آج دنیا بھر میں ہو رہا ہے، لوگوں نے سورج کو اللہ اور رب سمجھ رکھا ہے۔

ملکہ بلقیس کی گواہی

قَالَتْ رَبِّ اِنِّیْ ظَلَمْتُ نَفْسِیْ وَاَسْلَمْتُ مَعَ سُلَیْمٰنَ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ ٥
(سورۃ النمل آیت ۴۴)

بولی اے میرے رب! میں اپنے نفس پر ظلم کر چکی ہوں اور سلیمان کے ساتھ اللہ کے سامنے سرِ تسلیم خم کرتی ہوں جو کہ عالمین کا رب ہے۔

اصحابِ کہف کی گواہی

اِنَّهُمْ فِتْیَةٌ اٰمَنُوْا بِرَبِّهِمْ وَ
زِدْنٰهُمْ هُدًی ٥ وَّرَبَطْنَا عَلٰی
قُلُوْبِهِمْ اِذْ قَامُوْا فَقَالُوْا رَبُّنَا
رَبُّ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ لَنْ
نَّدْعُوَا مِنْ دُوْنِهٖۤ اِلٰهًا لَّقَدْ قُلْنَآ
اِذًا شَطَطًا ٥ هٰۤؤُلَآءِ قَوْمُنَا
اتَّخَذُوْا مِنْ دُوْنِهٖۤ اٰلِهَةً لَوْ لَا

وہ کئی جوان تھے جو اپنے رب پر ایمان لائے تھے اور ہم نے انکی ہدایت میں اضافہ کیا اور ان کے قلوب کو مضبوط کر دیا جب وہ کھڑے ہوئے تو کہنے لگے کہ ہمارا رب آسمانوں اور زمین کا رب ہے ہم اس کے سوا کسی کو اللہ نہ پکاریں گے کیونکہ ایسا کرنے کی صورت میں ہم بڑے جرم کے

يَأْتُونَ عَلَيْهِم بِسُلْطٰنٍ بَيِّنٍ ؕ فَمَنْ أَظْلَمُ مِمَّنِ افْتَرٰى عَلَى اللّٰهِ كَذِبًا ۝ (سورۃ الکہف آیت ۱۳ تا ۱۵)

مرتکب ہونگے ہماری قوم کے ان لوگوں نے اسکے سوا اور الٰہ بنا رکھے ہیں جس کیلئے یہ کوئی کھلی دلیل نہیں لاتے، تو اس سے زیادہ کون ظالم ہے جو اللہ پر جھوٹ افترا کرے۔

سورۂ یٰسٓ میں ایک مومن شخص کی گواہی

سورۃ یٰسٓ میں ایک قوم کی طرف پے در پے تین رسول بھیجنے کا ذکر آتا ہے جن کی تبلیغ سے صرف ایک شخص کو ایمان نصیب ہوا۔ جیسے کہ روایت میں ہے کہ جب اس نے اپنی قوم کے سامنے یہ اعلان کیا کہ "میں تمہارے رب پر ایمان لے آیا ہوں" تو قوم اس پر ٹوٹ پڑی اور اسے شہید کر دیا۔ اللہ تعالیٰ نے اسے عزت دی اور اسے جنت کا وارث ٹھہرایا اور اس قوم کو ہلاک کر ڈالا، اس کا قصہ کلام پاک میں یوں بیان ہوا ہے:۔

وَجَآءَ مِنْ أَقْصَا الْمَدِينَةِ رَجُلٌ يَّسْعٰى قَالَ يٰقَوْمِ اتَّبِعُوا الْمُرْسَلِينَ ۝ اتَّبِعُوا مَنْ لَّا يَسْـَٔلُكُمْ أَجْرًا وَّهُم مُّهْتَدُونَ ۝ وَمَا لِيَ لَآ أَعْبُدُ الَّذِي فَطَرَنِي وَإِلَيْهِ تُرْجَعُونَ ۝ ءَأَتَّخِذُ مِن دُونِهِ آلِهَةً إِن يُرِدْنِ الرَّحْمٰنُ بِضُرٍّ لَّا تُغْنِ عَنِّي شَفَاعَتُهُمْ شَيْـًٔا وَّلَا يُنقِذُونِ ۝ إِنِّي إِذًا لَّفِي ضَلٰلٍ مُّبِينٍ ۝ إِنِّي آمَنتُ بِرَبِّكُمْ فَاسْمَعُونِ ۝ قِيلَ

اور شہر کے پرلے کنارے سے ایک آدمی دوڑتا ہوا آیا کہنے لگا کہ اے میری قوم رسولوں کے پیچھے چلو ایسوں کے جو تم سے صلہ نہیں مانگتے اور وہ سیدھے راستے پر ہیں اور مجھے کیا ہے کہ میں اس کی بندگی (غلامی) نہ کروں جس نے مجھے پیدا کیا اور اسی کی طرف تم کو لوٹ کر جانا ہے تو کیا میں ان کو چھوڑ کر اوروں کو الٰہ بناؤں؟ اگر الرحمٰن میرے حق میں نقصان کرنا چاہے تو ان کی سفارش مجھے کچھ بھی فائدہ نہ دے سکے اور

اُدْخُلِ الْجَنَّۃَ ؕ قَالَ یٰلَیْتَ قَوْمِیْ یَعْلَمُوْنَ ۝ بِمَا غَفَرَ لِیْ رَبِّیْ وَجَعَلَنِیْ مِنَ الْمُکْرَمِیْنَ ۝ وَمَآ اَنْزَلْنَا عَلٰی قَوْمِہٖ مِنْۢ بَعْدِہٖ مِنْ جُنْدٍ مِّنَ السَّمَآءِ وَمَا کُنَّا مُنْزِلِیْنَ ۝ اِنْ کَانَتْ اِلَّا صَیْحَۃً وَّاحِدَۃً فَاِذَا ھُمْ خٰمِدُوْنَ ۝
(سورۃ یٰسٓ آیت ۲۰ تا ۲۹)

نہ ہی وہ مجھے چھڑا سکیں تب تو میں صریح گمراہی میں مبتلا ہو گیا، میں تمہارے رب پر ایمان لے آیا ہوں، سو میری بات سن رکھو کہا گیا کہ جنت میں داخل ہو جا، بولا کاش! میری قوم کو خبر ہو کہ اللہ نے مجھے بخش دیا اور عزت والوں میں کیا، اور ہم نے اس کے بعد اس کی قوم پر کوئی لشکر نہیں اتارا اور نہ ہم اتارنے والے تھے ہی، وہ تو صرف ایک چنگھاڑ تھی سو وہ ناگہاں بجھ کر رہ گئے۔

دو رفقاء کی گواہی

سورۃ الکہف میں اللہ تعالیٰ نے دو ساتھیوں کا ذکر کیا ہے ایک ان میں سے مالدار اور صاحب حیثیت شخص تھا اور دوسرا قدرے غریب، مالدار رفیق نے غریب پر فخر کیا، اس کا مذاق اڑایا جس کا جواب غریب دوست یوں دیتا ہے:۔

قَالَ لَہٗ صَاحِبُہٗ وَھُوَ یُحَاوِرُہٗٓ اَکَفَرْتَ بِالَّذِیْ خَلَقَکَ مِنْ تُرَابٍ ثُمَّ مِنْ نُّطْفَۃٍ ثُمَّ سَوّٰکَ رَجُلًا ۝ لٰکِنَّا۠ ھُوَ اللّٰہُ رَبِّیْ وَلَآ اُشْرِکُ بِرَبِّیْٓ اَحَدًا ۝ وَلَوْلَآ اِذْ دَخَلْتَ جَنَّتَکَ قُلْتَ مَا شَآءَ اللّٰہُ ۙ لَا قُوَّۃَ اِلَّا بِاللّٰہِ ۚ اِنْ تَرَنِ اَنَا اَقَلَّ مِنْکَ مَالًا وَّوَلَدًا ۝

تو اس کا دوست جو اس سے گفتگو کر رہا تھا کہنے لگا کہ کیا تم اس ذات سے کفر کرتے ہو جس نے تم کو مٹی سے پیدا کیا، پھر نطفے سے پھر تمہیں پورا مرد بنایا مگر میں تو یہ کہتا ہوں کہ اللہ ہی میرا رب ہے اور میں اپنے رب کے ساتھ کسی کو شریک نہیں کرتا اور (بھلا) جب تم اپنے باغ میں داخل ہوئے تو تم نے

فَعَسٰى رَبِّيْٓ اَنْ يُّؤْتِيَنِ خَيْرًا مِّنْ جَنَّتِكَ وَيُرْسِلَ عَلَيْهَا حُسْبَانًا مِّنَ السَّمَآءِ فَتُصْبِحَ صَعِيْدًا زَلَقًا ۙ اَوْ يُصْبِحَ مَآؤُهَا غَوْرًا فَلَنْ تَسْتَطِيْعَ لَهٗ طَلَبًا ۝ وَاُحِيْطَ بِثَمَرِهٖ فَاَصْبَحَ يُقَلِّبُ كَفَّيْهِ عَلٰى مَآ اَنْفَقَ وَهِيَ خَاوِيَةٌ عَلٰى عُرُوْشِهَا وَيَقُوْلُ يٰلَيْتَنِيْ لَمْ اُشْرِكْ بِرَبِّيْٓ اَحَدًا ۝ وَلَمْ تَكُنْ لَّهٗ فِئَةٌ يَّنْصُرُوْنَهٗ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ وَمَا كَانَ مُنْتَصِرًا ۝ هُنَالِكَ الْوَلَايَةُ لِلّٰهِ الْحَقِّ ۭ هُوَ خَيْرٌ ثَوَابًا وَّخَيْرٌ عُقْبًا ۝ (سورۃ الکہف آیت ۳۷ تا ۴۴)

مَا شَآءَ اللّٰهُ ۙ لَا قُوَّةَ اِلَّا بِاللّٰهِ ج کیوں نہ کہا؟ اگر تم مجھے مال و اولاد میں اپنے سے کمتر دیکھتے ہو تو عجب نہیں کہ میرا رب مجھے تمہارے باغ سے بہتر عطا فرمائے اور اس تمہارے باغ پر آسمان سے آفت بھیجدے تو وہ صاف میدان ہو جائے یا اس کا پانی گہرا ہو جائے تو پھر تم اسے نہ لا سکو اور اس کے میوؤں کو عذاب نے آگھیرا اور وہ اپنی چھتریوں پر گر کر رہ گیا تو جو مال اس اس پر خرچ کیا تھا اس پر (حسرت سے) ہاتھ ملنے لگا اور کہنے لگا کہ کاش میں اپنے رب کے ساتھ کسی کو شریک نہ بناتا اللہ کے سوا کوئی جماعت اس کی مددگار نہ ہوئی اور نہ وہ بدلہ لے سکا اسی طرح حکومت سب اللہ برحق کی ہے اس کا صلہ بہتر اور بدلہ اچھا ہے۔

آدم علیہ الصلوٰۃ والسلام کے فرزند ارجمند کی گواہی

جب ہابیل کی قربانی اللہ تعالٰی کے ہاں بوجہ اس کے تقویٰ کے قبول ہوئی اور قابیل کی قربانی رد کر دی گئی تو اس نے ہابیل کو قتل کرنے کی ٹھان لی تو ہابیل نے کہا کہ :-

لَئِنْۢ بَسَطْتَّ اِلَيَّ يَدَكَ لِتَقْتُلَنِيْ مَآ اَنَا بِبَاسِطٍ يَّدِيَ اِلَيْكَ لِاَقْتُلَكَ ۚ اِنِّيْٓ اَخَافُ اللّٰهَ رَبَّ الْعٰلَمِيْنَ ۝ (المائدہ ۲۸)

اور اگر تو مجھے قتل کرنے کیلئے مجھ پر ہاتھ چلائے گا تو میں تجھ کو قتل کرنے کیلئے تجھ پر ہاتھ نہیں چلاؤں گا مجھے تو اللہ رب العالمین سے ڈر لگتا ہے۔

آلِ فرعون میں سے ایک مومن کی گواہی

جب فرعون نے اپنے درباریوں سے حضرت موسٰی علیہ الصلوٰۃ والسلام کو قتل کرنے کی اجازت چاہی

وَقَالَ فِرْعَوْنُ ذَرُوْنِیْٓ اَقْتُلْ مُوْسٰی وَلْيَدْعُ رَبَّهٗ ۚ اِنِّیْٓ اَخَافُ اَنْ يُّبَدِّلَ دِيْنَكُمْ اَوْ اَنْ يُّظْهِرَ فِی الْاَرْضِ الْفَسَادَ ۝

(سورۃ المومن آیت ۲۶)

اور کہا کہ مجھے چھوڑ دو کہ میں موسٰی کو قتل کر دوں اور پھر یہ اپنے رب کو پکارے میں خوف رکھتا ہوں کہیں ایسا نہ ہو کہ یہ شخص تمہیں تمہارے دین سے نہ پھیر دے اور زمین پر فساد برپا نہ کر دے۔

وَقَالَ رَجُلٌ مُّؤْمِنٌ ۖ مِّنْ اٰلِ فِرْعَوْنَ يَكْتُمُ اِيْمَانَهٗٓ اَتَقْتُلُوْنَ رَجُلًا اَنْ يَّقُوْلَ رَبِّیَ اللّٰهُ وَقَدْ جَآءَكُمْ بِالْبَيِّنٰتِ مِنْ رَّبِّكُمْ ۭ وَاِنْ يَّكُ كَاذِبًا فَعَلَيْهِ كَذِبُهٗ ۚ وَاِنْ يَّكُ صَادِقًا يُّصِبْكُمْ بَعْضُ الَّذِیْ يَعِدُكُمْ ۭ اِنَّ اللّٰهَ لَا يَهْدِیْ مَنْ هُوَ مُسْرِفٌ كَذَّابٌ ۝

(سورہ مومن آیت ۲۸)

اور فرعون کی آل میں سے ایک مومن شخص جو اپنے ایمان کو پوشیدہ رکھتا تھا کہنے لگا کیا تم ایسے شخص کو قتل کرنا چاہتے ہو جو یہ کہتا ہے کہ میرا رب اللہ ہے اور وہ تمہارے پاس تمہارے رب (کی طرف) سے نشانیاں بھی لیکر آیا ہے اور اگر وہ جھوٹا ہو گا تو اس کے جھوٹ کا ضرر اسی کو ہو گا اور اگر سچا ہو گا تو کوئی سا عذاب جس کا وہ تم سے وعدہ کرتا ہے تم پر واقع ہو کر رہے گا، بے شک اللہ اس شخص کو ہدایت نہیں دیتا جو اسراف کرنے والا جھوٹا ہو۔

عہدِ میثاق کی گواہی

وَاِذْ اَخَذَ رَبُّكَ مِنْۢ بَنِیْٓ اٰدَمَ

اور جب تمہارے رب نے بنی آدم کی

مِنْ ظُهُوْرِهِمْ ذُرِّيَّتَهُمْ وَاَشْهَدَهُمْ عَلٰٓى اَنْفُسِهِمْ ج اَلَسْتُ بِرَبِّكُمْ ط قَالُوْا بَلٰى ج شَهِدْنَا ج اَنْ تَقُوْلُوْا يَوْمَ الْقِيٰمَةِ اِنَّا كُنَّا عَنْ هٰذَا غٰفِلِيْنَ ۝ اَوْ تَقُوْلُوْٓا اِنَّمَآ اَشْرَكَ اٰبَاۗؤُنَا مِنْ قَبْلُ وَكُنَّا ذُرِّيَّةً مِّنْۢ بَعْدِهِمْ ج اَفَتُهْلِكُنَا بِمَا فَعَلَ الْمُبْطِلُوْنَ ۝ وَكَذٰلِكَ نُفَصِّلُ الْاٰيٰتِ وَلَعَلَّهُمْ يَرْجِعُوْنَ ۝

(سورۃ الاعراف آیت ۱۷۲ تا ۱۷۴)

پیٹھوں سے ان کی اولاد نکالی اور انہیں خود اپنے نفوس پر گواہ ٹھہرایا (یعنی ان سے پوچھا کہ) کیا میں تمہارا رب نہیں ہوں؟ وہ کہنے لگے کیوں نہیں ہم گواہ ہیں، ایسا نہ ہو کہ یوم قیامت کو کہنے لگو کہ ہم کو تو اس کی خبر ہی نہ تھی یا یہ کہو کہ شرک تو ہم سے باپ دادا نے کیا تھا اور ہم تو ان کی اولاد ہیں، تو کیا جو کام اہل باطل کرتے رہے اس کے بدلے میں تو ہمیں ہلاک کرتا ہے اور اس طرح ہم اپنی آیتیں کھول کھول کر بیان کرتے ہیں تاکہ یہ رجوع کریں۔

نوح علیہ الصلوٰۃ والسلام کی گواہی

قَالَ يٰقَوْمِ لَيْسَ بِيْ ضَلٰلَةٌ وَّلٰكِنِّيْ رَسُوْلٌ مِّنْ رَّبِّ الْعٰلَمِيْنَ ۝ اُبَلِّغُكُمْ رِسٰلٰتِ رَبِّيْ وَاَنْصَحُ لَكُمْ وَاَعْلَمُ مِنَ اللّٰهِ مَا لَا تَعْلَمُوْنَ ۝ اَوَعَجِبْتُمْ اَنْ جَاۗءَكُمْ ذِكْرٌ مِّنْ رَّبِّكُمْ عَلٰي رَجُلٍ مِّنْكُمْ لِيُنْذِرَكُمْ وَلِتَتَّقُوْا وَلَعَلَّكُمْ تُرْحَمُوْنَ ۝

(سورۃ الاعراف آیت ۶۱ تا ۶۳)

انہوں نے کہا اے قوم مجھ میں کسی طرح کی گمراہی نہیں ہے بلکہ میں تو رب العالمین کا رسول ہوں تمہیں اپنے رب کے پیغام پہنچاتا ہوں اور تمہیں نصیحت کرتا ہوں اور مجھ کو اللہ کی طرف سے ایسی باتیں معلوم ہیں جن سے تم بے خبر ہو، کیا تم کو اس بات سے تعجب ہوا ہے کہ تم میں سے ایک شخص کے ہاتھ تمہارے رب کی طرف سے تمہارے پاس نصیحت آئی تاکہ وہ تم کو ڈرائے اور تاکہ تم پرہیزگار بنو اور تاکہ تم پر رحم کیا جائے۔

قَالَ رَبِّ اِنِّیْ دَعَوْتُ قَوْمِیْ لَیْلًا
وَّنَهَارًا ۙ فَلَمْ یَزِدْهُمْ دُعَآءِیْٓ اِلَّا
فِرَارًا ۝ وَاِنِّیْ کُلَّمَا دَعَوْتُهُمْ لِتَغْفِرَ لَهُمْ
جَعَلُوْٓا اَصَابِعَهُمْ فِیْٓ اٰذَانِهِمْ وَاسْتَغْشَوْا
ثِیَابَهُمْ وَاَصَرُّوْا وَاسْتَکْبَرُوا اسْتِکْبَارًا ۚ
ثُمَّ اِنِّیْ دَعَوْتُهُمْ جِهَارًا ۙ ثُمَّ اِنِّیْٓ
اَعْلَنْتُ لَهُمْ وَاَسْرَرْتُ لَهُمْ اِسْرَارًا ۙ
فَقُلْتُ اسْتَغْفِرُوْا رَبَّکُمْ ۭ اِنَّهٗ کَانَ
غَفَّارًا ۙ یُّرْسِلِ السَّمَآءَ عَلَیْکُمْ
مِّدْرَارًا ۙ وَّیُمْدِدْکُمْ بِاَمْوَالٍ
وَّبَنِیْنَ وَیَجْعَلْ لَّکُمْ جَنّٰتٍ وَّ
یَجْعَلْ لَّکُمْ اَنْهٰرًا ۭ مَا لَکُمْ لَا
تَرْجُوْنَ لِلّٰهِ وَقَارًا ۚ

(سورہ نوح آیت ۵ تا ۱۳)

جب لوگوں نے نہ مانا تو پکار اٹھا کہ اے
میرے رب! میں اپنی قوم کو رات دن
بلاتا رہا لیکن میرے بلانے سے ان کے
بھاگنے میں ہی اضافہ ہوا، جب بھی
میں نے ان کو بلایا کہ تو ان کو معاف
فرمائے، تو انہوں نے اپنے کانوں میں
انگلیاں دے لیں اور کپڑے اوڑھ لئے اور
اڑ گئے اور اکڑ بیٹھے، پھر ان کو کھلے طور پر
بھی بلاتا رہا اور ظاہر اور پوشیدہ ہر طرح
سمجھاتا رہا، اور کہا کہ اپنے رب سے
معافی مانگو کہ وہ بڑا معاف کرنے والا ہے،
وہ تم پر آسمان سے مینہ برسائے گا اور مال
اور بیٹوں سے تمہاری مدد فرمائے گا اور تمہیں
باغ عطا کرے گا اور تمہارے لیے نہریں
بہادے گا تم کو کیا ہوا ہے کہ تم اللہ کی عظمت کا اعتقاد نہیں رکھتے۔

ابراہیم علیہ الصلوٰۃ والسلام کی گواہی

سب سے پہلے جب اللہ تعالیٰ نے حضرت ابراہیم علیہ الصلوٰۃ والسلام کو موقنین میں سے کرنا چاہا تو اس کی توجہ رب ہی کے عرفان حاصل کرنے کی طرف پھیری اور اس نے ارض و سمٰوٰت کی ایک ایک چیز میں ربوبیت کی نفی کی حتیٰ کہ اسے رب کا مکمل عرفان حاصل ہوا، اس کا ذکر اللہ تعالیٰ یوں فرماتا ہے کہ:۔

وَکَذٰلِکَ نُرِیْٓ اِبْرٰهِیْمَ مَلَکُوْتَ

اور ہم اس طرح ابراہیمؑ کو آسمانوں اور

السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ وَلِيَكُوْنَ
مِنَ الْمُوْقِنِيْنَ ٥ فَلَمَّا جَنَّ عَلَيْهِ
الَّيْلُ رَاٰ كَوْكَبًا ج قَالَ هٰذَا رَبِّيْ ج
فَلَمَّآ اَفَلَ قَالَ لَآ اُحِبُّ الْاٰفِلِيْنَ ٥
فَلَمَّا رَاَ الْقَمَرَ بَازِغًا قَالَ هٰذَا رَبِّيْ ج
فَلَمَّآ اَفَلَ قَالَ لَئِنْ لَّمْ يَهْدِنِيْ
رَبِّيْ لَاَكُوْنَنَّ مِنَ الْقَوْمِ الضَّآلِّيْنَ ٥
فَلَمَّا رَاَ الشَّمْسَ بَازِغَةً قَالَ هٰذَا
رَبِّيْ هٰذَآ اَكْبَرُ ج فَلَمَّآ اَفَلَتْ قَالَ
يٰقَوْمِ اِنِّيْ بَرِيْٓءٌ مِّمَّا تُشْرِكُوْنَ ٥
اِنِّيْ وَجَّهْتُ وَجْهِيَ لِلَّذِيْ فَطَرَ
السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ حَنِيْفًا وَّمَآ
اَنَا مِنَ الْمُشْرِكِيْنَ ج وَحَآجَّهٗ
قَوْمُهٗ ط قَالَ اَتُحَآجُّوْٓنِّيْ فِي اللّٰهِ
وَقَدْ هَدٰىنِ ط وَلَآ اَخَافُ مَا
تُشْرِكُوْنَ بِهٖٓ اِلَّآ اَنْ يَّشَآءَ رَبِّيْ
شَيْئًا ط وَسِعَ رَبِّيْ كُلَّ شَيْءٍ عِلْمًا ط
اَفَلَا تَتَذَكَّرُوْنَ ٥

(سورۃ الانعام آیت ۷۶ تا ۸۰)

زمین کی بادشاہت دکھانے لگے تا کہ وہ یقین کرنے والوں میں سے ہو جائیں جب رات نے ان کو ڈھانپ لیا ایک ستارے کو دیکھا کہنے لگے کہ میرا رب ہے جب وہ ڈوب گیا تو کہنے لگے کہ مجھے ڈوبنے والوں سے محبت نہیں پھر جب چاند کو دیکھا کہ چمک رہا ہے تو کہنے لگے یہ میرا رب ہے لیکن جب وہ چھپ گیا تو بول اٹھے کہ اگر میرا رب مجھے ہدایت نہیں بخشے گا تو میں ان لوگوں میں سے ہو جاؤں گا جو ضالین ہیں پھر جب سورج کو دیکھا کہ جگمگا رہا ہے تو کہنے لگے میرا رب یہ ہے، یہ بڑا ہے مگر جب وہ بھی غروب ہو گیا تو کہنے لگے کہ جن چیزوں کو تم اللہ کا شریک ٹھہراتے ہو میں ان سے بیزار ہوں میں نے یکسو ہو کر اپنا چہرہ اس ذات کی طرف کر دیا جس نے آسمانوں اور زمین کو پیدا کیا ہے اور میں مشرکوں میں سے نہیں ہوں اور ان کی قوم ان سے بحث کرنے لگی تو انہوں نے کہا کیا تم مجھ سے اللہ کے بارے میں بحث کرتے ہو جبکہ اس نے مجھے ہدایت بخشی ہے اور جن چیزوں کو تم اس کا شریک بناتے ہو میں ان سے نہیں ڈرتا ہاں جو میرا رب کچھ چاہے، میرا رب علم سے ہر شے پر احاطہ کیے ہوئے ہے کیا تم خیال نہیں کرتے؟

جس مقام کو حضرت ابراہیم علیہ الصلوٰۃ والسلام نے بتوفیقِ الٰہی ایک ہی جست میں طے کر لیا، یعنی "ہو نہ ہو یہ سورج ہی دنیا کے نظام کو چلا رہا ہے"۔ اس مقام میں ہمارے سائنسدان اور ان کی اندھی تقلید کرنے والے مزید کچھ ایسے پھنس گئے ہیں کہ اس مقام سے نکلنے والے محسوس نہیں ہوتے بلکہ اس مقام پر مطمئن ہو کر بیٹھ گئے ہیں جیسے انہوں نے حقیقت کو پا لیا ہو، جیسے سورج بذاتِ خود اپنی مادی توانائی کو روشنی اور حرارت کی توانائی میں تبدیل کر رہا ہے تاکہ مخلوق اس سے فیضیاب ہوتی رہے، جیسے اپنے صحیح مقام کا تعین اس نے اپنے لیے خود ہی کر لیا ہے، جیسے سائنسدان اس کا تسلی بخش جواب دے گئے کہ اس عظیم مادے کرے میں (Fission) کا عمل کیسے شروع ہوا۔ مجھے ان سے تو کوئی شکایت نہیں جو اللہ تعالیٰ کی وحی کو الگ کر کے کائنات میں سوچ رہے ہیں لیکن شکایت ان مؤمنین سے ضرور ہے جو وحی الٰہی سے فیضیاب ہوتے ہوئے بھی اس مقام پر رک گئے ہیں، ان کی قرآنی بصیرت بھی انہیں اس مقام سے آگے بڑھنے میں ممد و معاون ثابت نہ ہو سکی، ان کی نگاہ مادۂ کائنات کو پھاڑ کر فَاطِرِ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ (زمین اور آسمانوں کے پیدا کرنے والے) کو نہ پا سکی۔ آج مسلمان کروڑوں ارباب کو مانتے ہوئے بھی "اللہ ہی رب ہے" کی رٹ لگائے ہوئے ہیں اور ان سب ارباب میں سورج کو سب سے بڑا رب تسلیم کرتے ہوئے بھی اپنے آپ کو مومن سمجھ رہے ہیں، ورنہ قرآن مجید کے مطابق ہمارا رب وہی ہو سکتا ہے جو ہمارے لیے دن رات پیدا کرتا ہے، دن رات کو بڑھا گھٹا کر مختلف موسم پیدا کرتا ہے، ہماری زمین اور اس کے سیاروں کو اپنی گرفت میں لیے ہوئے ہے تاکہ اپنے مدار سے ذرّہ بھر بھی اِدھر اُدھر نہ ہونے پائیں، ہمارے لیے بادل بناتا ہے پھر ان بادلوں سے پانی نازل کرتا ہے، اسی پانی سے زمین کو زندہ کرتا ہے، ہمارے اور ہمارے چارپایوں کے استعمال کیلئے مختلف انواع کے

سبزے اور میوے ظاہر کرتا ہے، ہمارے کھیتوں کو پکاتا ہے، ہوائیں چلاتا ہے، ہمارے لیے درختوں سے آگ پیدا کرتا ہے، ہمارے لیے زمین کے اندر مختلف قسم کے معدنی اور غیر معدنی خزانے جمع کر رکھے ہیں (مثلاً کوئلہ، پٹرولیم وغیرہ وغیرہ) اور پھر معلوم اندازوں کے مطابق انہیں ظاہر کرتا رہتا ہے، اور انسان تو کیا تمام ذی روح اجسام کو زندگی بخشتا ہے۔

غرض دنیا کی چمک دمک، اتار چڑھاؤ، بڑھاؤ گھٹاؤ، چہل پہل، رنگ و بُو کا باعث صرف رب ہی ہے اور اس کے علاوہ کائنات میں دوسرا کوئی رب نہیں، زمین اور آسمانوں میں صرف وہی ایک اللہ ہے جو رُبوبیت کر رہا ہے اور اسے حق ربوبیت ادا کرنے میں کوئی دقت پیش نہیں آتی، اس لیے اس کو نباہنے کے لیے اس نے کسی دوسرے شخص یا شے کو اپنے ساتھ رُبُوبیّت کے اس فعل میں شریک نہیں فرمایا۔

لیکن سائنس کی ابتدائی جماعتوں کے طلباء سے بھی یہ بات مخفی نہ ہوگی کہ یہ سب کام ہمارے لیے سورج سرانجام دے رہا ہے۔ اگر اوپر تحریر شدہ پیراگراف میں "میرا ربّ وہی ہو سکتا ہے" کی بجائے "میرا سورج وہی ہے" پڑھا جائے تو پیرا نہ صرف صحیح ہوگا بلکہ سائنس کے ایک طالب علم کے لیے سمجھنا بھی آسان ہوگا اور اس کو فخر بھی ہوگا کہ وہ اتنی کچھ معلومات حاصل کر چکا ہے اور ان سب افعال کی کہنہ و حقیقت سے واقف ہے، اور ان کی وجوہات بیان کرنے پر قادر ہے۔

اس سے ماسوائے اس کے اور کیا مطلب لیا جائے کہ اللہ نے جس کو ربّ کہا ہے وہ سورج ہی ہے اور یہ کہ ہم اپنے رب کو پا گئے۔ (نعوذ باللہ) مجھے علم ہے کہ ان جیسے دلائل کا لوگوں کے پاس صرف ایک ہی جواب ہے، کہ وہ سورج بھی تو اللہ تعالیٰ نے پیدا کیا ہے۔" اگر اس جواب کو صحیح تسلیم کر لیا جائے تو بات کچھ یوں بنے گی:۔

"اللہ تعالیٰ نے جب دنیا والوں کی ربوبیت کا ارادہ کیا تو اس کام کے لیے سورج کو پیدا کیا جس کے ذریعہ اب وہ ربوبیت کر رہا ہے۔"

بات وہی کی وہی رہی کہ اللہ خالق ہے اور سورج رب! اس میں کوئی شک نہیں کہ اس میں خالقیت کی صفت تو بدرجہا بلند معلوم ہوتی ہے کہ اللہ تعالیٰ اس پر بھی قدرت رکھتا ہے کہ وہ رب بھی پیدا کر سکتا ہے، لیکن جب اللہ خود فرماتا ہے کہ اس نے نہ کوئی رب پیدا کیا اور نہ ہی اس کے علاوہ کوئی رب ہے، اور یہ کہ دین و دنیا کی سرفرازیاں صرف اس کے حصے میں ہیں جو کہدے کہ اللہ رب ہے اور پھر اس پر ڈٹا رہے اور جس نے بھی رب کے علاوہ کوئی اور رب تجویز کیا تو ٹھکانا ہمیشگی کا دوزخ ہے۔

سائنس کی دوڑ صرف مشاہدات تک ہے اور مشاہدات کی تعبیر وہ ہر دور میں اپنے علم کے عروج کے مطابق کرتا رہتا ہے جو کچھ آج کا سائنسدان ان مشاہدات کی بابت کہہ رہا ہے کل کا سائنسدان نہ کہتا تھا کیونکہ وہ اس قدر علم سے بھی بے بہرہ تھا جتنا کہ آجکل کے سائنسدانوں کو حاصل ہے، اور بہت ممکن ہے کہ کل کا سائنسدان جو کچھ کہے وہ آج کے سائنسدانوں سے کچھ الگ اور بہتر قول ہو، انسانی علم بہر حال محدود ہے اور خاص کر اگر وہ اللہ تعالیٰ تعالیٰ، ملائکہ، الہامی کتب اور انبیاء کا منکر ہو خواہ وہ اعتقاداً منکر ہو یا عملاً، تو وہ دور کی گمراہی میں جا پڑتا ہے، اس پر اشیاء کے حقائق کا منکشف ہونا علمی طور سے بھی ناممکن ہو جاتا ہے۔ جہاں بھی وہ محسوسات کے دائرے سے باہر نکل کر فرشتوں کے دائرے میں داخل ہو گا اس کا اپنا ہی علم اس پر وبالِ جان بن کر رہ جائے گا، وہ اس وقت بھی اپنے مشاہدات میں آنے والی نوری مخلوق کو ایک بے جان ذرہ سمجھ کر اس کے اعمال کو کسی حسابی فارمولے یا کسی سائنسی نظریئے کی زبان میں ہمیشہ ہمیشہ کے لیے قلمبند کرنے کا خواہاں ہو گا اور نہ جانتا ہو گا کہ اب اس کا معاملہ بے لس و بے جان، بے ارادہ و بے اختیار علم سے بے بہرہ ذرات سے نہیں بلکہ

اللہ تعالیٰ کی اس مخلوق کی ایک نوع سے ہے جس کو ملائکہ کہا جاتا ہے۔

سورج کے معاملہ میں تو اس سے بھی کم مغالطہ میں مبتلا ہے۔ اَللّٰہُ نُوْرُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ (اللہ ہی زمین و آسمان کا نور ہے)۔ نور اور روشنی میں فرق ہے، نور جس چیز پر تجلی کرتا ہے وہ چمک اٹھتی ہے اور چمکنے کے بعد روشنی اور حرارت کا منبع بن جاتا ہے، جس طرح آج کے سائنسدانوں پر یہ بات روز روشن کی طرح واضح ہے کہ چاند بذاتِ خود روشن نہیں بلکہ سورج کی روشنی کو منعکس کرتا ہے اور چودھویں کی رات کو جو زمین بُقعہ نور بنتی ہے تو اس کا اصلی سبب چاند نہیں بلکہ سورج ہے، چاند کا بس اسی قدر کام ہے کہ سورج کی روشنی کو زمین کی طرف منعکس کر دیتا ہے، یہی اس کا کام ہے جو وہ باقاعدگی کے ساتھ سرانجام دے رہا ہے۔ اسی طرح ایک مومن انسان پر بغیر شک و شبہ کے یہ بات کھل گئی ہوتی ہے کہ سورج خود بھی منور بذات نہیں بلکہ اللہ تعالیٰ جو سراپا نور ہے اس کی تجلی کو منعکس کرتا ہے اور اس انعکاس کے دوران خود بھی تجلی کی تاب نہ لاتے ہوئے مادہ کے ان حقیر ترین ذرات میں تقسیم ہوتا چلا جاتا ہے جن سے حقیر ترین ذرے ممکن ہی نہیں۔ (یعنی ہائیڈروجن اور ہیلیم وغیرہ)

نوٹ:۔ یہ کہ نور تجلی بھی کرتا ہے اور اس نور کی ایک معمولی سی تجلی کی بھی تاب نہ لاتے ہوئے پہاڑ تک بھی ٹوٹ جایا کرتے ہیں، اس کا ذکر کلام پاک کی اس آیتِ کریمہ میں ہے :۔

وَلَمَّا جَآءَ مُوْسٰى لِمِيْقَاتِنَا وَكَلَّمَهٗ رَبُّهٗ ۙ قَالَ رَبِّ اَرِنِيْٓ اَنْظُرْ اِلَيْكَ ۭ قَالَ لَنْ تَرٰىنِيْ وَلٰكِنِ انْظُرْ اِلَى الْجَبَلِ فَاِنِ اسْتَقَرَّ مَكَانَهٗ فَسَوْفَ تَرٰىنِيْ ۚ فَلَمَّا تَجَلّٰى رَبُّهٗ لِلْجَبَلِ جَعَلَهٗ دَكًّا وَّخَرَّ	اور جب موسیٰ ہمارے مقرر کیے ہوئے وقت پر پہنچے اور ان کے رب نے ان سے کلام کیا تو کہنے لگے کہ اے رب مجھے (جلوہ) دکھا تاکہ میں آپ کو دیکھ لوں، کہا تم مجھے ہرگز نہ دیکھ سکو گے ہاں پہاڑ کی طرف دیکھتے رہو اگر یہ اپنی جگہ پر قائم رہا تو تم مجھ کو دیکھ سکو گے

مُوسٰی صَعِقًا فَلَمَّآ اَفَاقَ قَالَ سُبْحٰنَكَ تُبْتُ اِلَيْكَ وَاَنَا اَوَّلُ الْمُؤْمِنِيْنَ ٥ (سورۃ الاعراف آیت ۱۴۳)	جب ان کا رب پہاڑ پر نمودار ہوا تو اس کو ریزہ ریزہ کر دیا اور موسیٰ بیہوش ہو کر گر پڑے جب ہوش میں آئے تو کہنے لگے کہ تیری ذات پاک ہے میں تیرے

حضور توبہ کرتا ہوں اور مَیں سب سے اوّل مومنوں میں سے ہوں۔

پس حقیقت حال یہ ہے کہ دنیا کی گوناں گوں تبدیلیاں، اس کی چہل پہل، چمک دمک، رنگ و روغن، حیات نباتات و حیوانات، گرمی سردی، اندھیرا اُجالا سب اللہ تعالیٰ ہی کے باعث ہیں، اسی النُّور کے چہرے کی تجلّی ہے، وہ علّام الغیوب بہتر جانتا ہے کہ تجلّی کس مقام پر ہو، کس مقدار میں ہو اور کتنے علاقے سے ہو اور کتنے علاقہ پر ہو تاکہ میری مخلوق اس کو برداشت کر سکے اور میرے نور کی اس تجلّی کی برکات سے فیضیاب ہو سکے۔ پس اسی نے اندازے مقرر کئے۔ (ذٰلِكَ تَقْدِيْرُ الْعَزِيْزِ الْعَلِيْمِ) سائنسدانوں کا مشاہدہ یہاں تک تو پہنچ سکتا ہے (اور پہنچا ہے) کہ اگر سورج قدرے قریب ہو جائے تب بھی زندگی موجودہ حالت میں قائم نہ رہ سکے۔ Ultra Violet Radiation زندگی کو ختم کر کے رکھ دے اور اگر ذرا سا دور ہو جائے تو سخت سردی ناقابلِ برداشت ہو جائے، اگر زمین میں جو ترچھا پن ہے (Inclination) اگر وہ زیادہ یا کم ہو جائے تب بھی بنی نوعِ کو (اگر وہ زندہ رہے) ہزاروں قسم کی مشکلات کا سامنا کرنا پڑے۔ وہ یہ تو بتلا سکتا ہے کہ دن رات کا موجودہ سلسلہ نیز موسموں کی یہ تبدیلیاں انتہائی موزوں ہیں، وہ یہ نہیں بتا سکتا کہ یہ سب کس کی سوچ کا نتیجہ ہے، اندھی فطرت کا یا کہ ایک حیّ و قیوم اِلٰہ کا؟

پس مومنوں کو چاہیئے کہ سورج کو "هٰذَا رَبِّيْ هٰذَآ اَكْبَرُ" کہنا چھوڑ دیں اور اس مقام تک رسائی حاصل کریں جو حضرت ابراہیم علیہ الصلوٰۃ والسلام کو اس کے فوراً بعد عطا ہوا اور پکار اُٹھے کہ:

إِنِّي وَجَّهْتُ وَجْهِيَ لِلَّذِي فَطَرَ السَّمٰوٰتِ وَالْأَرْضَ حَنِيفًا وَّمَا أَنَا مِنَ الْمُشْرِكِينَ ۝ (سورۃ الانعام آیت ۷۹)

میں نے سب سے یکسو ہو کر اپنا چہرہ اُس ذات کی طرف کیا جس نے آسمانوں اور زمین کو پیدا کیا ہے اور میں مشرکوں میں سے نہیں ہوں۔

اور جب انہوں نے قوم کے سامنے اس رب پر ایمان لانے کی دعوت دی تو قوم یوں گویا ہوئی :-

قَالُوا أَجِئْتَنَا بِالْحَقِّ أَمْ أَنتَ مِنَ اللّٰعِبِينَ ۝ (سورۃ الانبیاء ۵۵)

وہ بولے کیا تم ہمارے پاس حق لائے ہو یا ہم سے کھیل (کی باتیں) کرتے ہو۔

اس کا جواب حضرت ابراہیم علیہ الصلوٰۃ والسلام کی طرف سے یہ ملا :

قَالَ بَل رَّبُّكُمْ رَبُّ السَّمٰوٰتِ وَالْأَرْضِ الَّذِي فَطَرَهُنَّ وَأَنَا عَلٰى ذٰلِكُم مِّنَ الشّٰهِدِينَ ۝ (سورۃ الانبیاء آیت ۵۶)

کہا بلکہ تمہارا رب آسمانوں اور زمین کا رب ہے جس نے ان کو پیدا کیا ہے اور میں ان میں سے ہوں جو اس بات کی گواہی دیتے ہیں۔

اور اپنے والد اور قوم سے یوں مخاطب ہوئے۔

إِذْ قَالَ لِأَبِيهِ وَقَوْمِهِ مَاذَا تَعْبُدُونَ ۝ أَئِفْكًا آلِهَةً دُونَ اللّٰهِ تُرِيدُونَ ۝ فَمَا ظَنُّكُم بِرَبِّ الْعٰلَمِينَ ۝ (سورۃ الصّٰفّٰت آیت ۸۵ تا ۸۷)

جب انہوں نے اپنے والد اور اپنی قوم سے کہا کہ تم کن چیزوں کی بندگی کرتے ہو؟ کیوں جھوٹ (بنا کر) اللہ کے سوا اور اِلٰہ کے طالب ہو بھلا رب العالمین کے بارے میں تمہارا کیا خیال ہے؟

یہاں تک کہ نمرود بھی حضرت ابراہیم علیہ الصلوٰۃ والسلام سے رب کے بارے میں جھگڑ بیٹھا۔

أَلَمْ تَرَ إِلَى الَّذِي حَاجَّ إِبْرٰهِيمَ فِي رَبِّهِ أَنْ آتَاهُ اللّٰهُ الْمُلْكَ

بھلا تم نے اس شخص کو نہیں دیکھا جو اس سبب سے کہ اللہ نے اس کو سلطنت

اِذْ قَالَ اِبْرٰهِمُ رَبِّيَ الَّذِيْ يُحْيٖ وَيُمِيْتُ قَالَ اَنَا اُحْيٖ وَاُمِيْتُ قَالَ اِبْرٰهِمُ فَاِنَّ اللّٰهَ يَاْتِيْ بِالشَّمْسِ مِنَ الْمَشْرِقِ فَاْتِ بِهَا مِنَ الْمَغْرِبِ فَبُهِتَ الَّذِيْ كَفَرَ ۭ وَاللّٰهُ لَا يَهْدِي الْقَوْمَ الظّٰلِمِيْنَ ۝

(سورۃ البقرہ آیت ۲۵۸)

بخشی تھی ابراہیم سے رب کے بارے میں جھگڑنے لگا، جب ابراہیم نے کہا میرا رب تو وہ ہے جو حیات اور موت عطا کرتا ہے وہ بولا کہ جلا اور مار تو میں بھی سکتا ہوں، ابراہیم نے کہا کہ اللہ تو سورج کو مشرق سے نکالتا ہے تو اسے مغرب سے نکال دے پس کافر اپنا سا منہ لے کر رہ گیا اور اللہ ظالموں کو ہدایت نہیں دیا کرتا۔

اور تمام قوم حتیٰ کہ آپ کا والد بھی آپ کا جانی دشمن بن گیا، کیونکہ وہ ایک رب پر ایمان لائے تھے اور اُن سے کہتے تھے کہ:۔

قَالَ اَفَرَءَيْتُمْ مَّا كُنْتُمْ تَعْبُدُوْنَ ۝ اَنْتُمْ وَاٰبَاۗؤُكُمُ الْاَقْدَمُوْنَ ۝ فَاِنَّهُمْ عَدُوٌّ لِّيْٓ اِلَّا رَبَّ الْعٰلَمِيْنَ ۝ الَّذِيْ خَلَقَنِيْ فَهُوَ يَهْدِيْنِ ۝ وَالَّذِيْ هُوَ يُطْعِمُنِيْ وَيَسْقِيْنِ ۝ وَاِذَا مَرِضْتُ فَهُوَ يَشْفِيْنِ ۝ وَالَّذِيْ يُمِيْتُنِيْ ثُمَّ يُحْيِيْنِ ۝ وَالَّذِيْٓ اَطْمَعُ اَنْ يَّغْفِرَ لِيْ خَطِيْۗـــَٔــتِيْ يَوْمَ الدِّيْنِ ۝

(سورۃ الشعراء آیت ۷۵ تا ۸۲)

(ابراہیمؑ نے) کہا کیا تم نے دیکھا کہ جن کی تم بندگی کرتے ہو تم بھی اور تمہارے اگلے باپ دادا بھی، وہ میرے دشمن ہیں ماسوائے رب العٰلمین کے، جس نے مجھے پیدا کیا ہے اور وہی مجھے رستہ دکھاتا ہے اور وہ جو مجھے کھلاتا اور پلاتا ہے اور جب میں بیمار پڑتا ہوں تو مجھے شفاء بخشتا ہے اور وہ مجھے مارے گا اور پھر زندہ کرے گا اور وہ جس سے مَیں اُمید رکھتا ہوں کہ قیامت کے دن میرے گناہ بخشے گا۔

یوسف علیہ الصلوٰۃ والسلام کی گواہی

ذٰلِكُمَا مِمَّا عَلَّمَنِيْ رَبِّيْ ۭ اِنِّىْ تَرَكْتُ

یہ اُن میں سے ہے جو میرے رب نے

مِلَّةَ قَوْمٍ لَّا يُؤْمِنُوْنَ بِاللّٰهِ وَهُمْ بِالْاٰخِرَةِ هُمْ كٰفِرُوْنَ ۝ وَاتَّبَعْتُ مِلَّةَ اٰبَآءِيْٓ اِبْرٰهِيْمَ وَاِسْحٰقَ وَيَعْقُوْبَ ۭ مَا كَانَ لَنَآ اَنْ نُّشْرِكَ بِاللّٰهِ مِنْ شَيْءٍ ۭ ذٰلِكَ مِنْ فَضْلِ اللّٰهِ عَلَيْنَا وَعَلَى النَّاسِ وَلٰكِنَّ اَكْثَرَ النَّاسِ لَا يَشْكُرُوْنَ ۝ يٰصَاحِبَيِ السِّجْنِ ءَاَرْبَابٌ مُّتَفَرِّقُوْنَ خَيْرٌ اَمِ اللّٰهُ الْوَاحِدُ الْقَهَّارُ ۝ مَا تَعْبُدُوْنَ مِنْ دُوْنِهٖٓ اِلَّآ اَسْمَآءً سَمَّيْتُمُوْهَآ اَنْتُمْ وَاٰبَآؤُكُمْ مَّآ اَنْزَلَ اللّٰهُ بِهَا مِنْ سُلْطٰنٍ ۭ اِنِ الْحُكْمُ اِلَّا لِلّٰهِ ۭ اَمَرَ اَلَّا تَعْبُدُوْٓا اِلَّآ اِيَّاهُ ۭ ذٰلِكَ الدِّيْنُ الْقَيِّمُ وَلٰكِنَّ اَكْثَرَ النَّاسِ لَا يَعْلَمُوْنَ ۝ (یوسف ۳۷ تا ۴۰)

مجھے سکھائی ہیں جو لوگ اللہ پر ایمان نہیں لاتے اور آخرت کے انکاری ہیں میں اُن کی ملت چھوڑے ہوئے ہوں اور اپنے باپ دادا ابراہیم، اسحٰق اور یعقوب کی ملت پر چلتا ہوں، ہمیں شایان نہیں ہے کہ کسی چیز کو اللہ کے ساتھ شریک بنائیں اور یہ اللہ کا فضل ہے ہم پر بھی اور لوگوں پر بھی لیکن اکثر لوگ شکر نہیں کرتے، اے میرے جیلخانے کے رفیقو بھلا کئی ارباب اچھے ہیں یا ایک واحد قہار اللہ؟ جن کی تم اللہ کے سوا بندگی کرتے ہو وہ صرف نام ہی نام ہیں جو تم نے اور تمہارے باپ دادا نے رکھ لیے ہیں اللہ نے انکی کوئی سند نازل نہیں کی اللہ کے سوا کسی کی حکومت نہیں ہے اس نے حکم دیا ہے کہ اسکے سوا کسی کی عبادت نہ کرو یہی قائم دین ہے لیکن اکثر لوگ نہیں جانتے ۔

عیسٰی علیہ الصلوٰۃ والسلام کی گواہی

وَلَمَّا جَآءَ عِيْسٰى بِالْبَيِّنٰتِ قَالَ قَدْ جِئْتُكُمْ بِالْحِكْمَةِ وَلِاُبَيِّنَ لَكُمْ بَعْضَ الَّذِيْ تَخْتَلِفُوْنَ فِيْهِ ۚ فَاتَّقُوا اللّٰهَ وَاَطِيْعُوْنِ ۝ اِنَّ اللّٰهَ

اور جب عیسٰیؑ نشانیاں لیکر آئے تو کہنے لگے کہ میں تمہارے پاس حکمت لے کر آیا ہوں، نیز اسلئے کہ بعض باتیں جن میں تم اختلاف کرتے ہو تم کو سمجھا دوں ۔

هُوَ رَبِّیْ وَرَبُّکُمْ فَاعْبُدُوْهُ هٰذَا صِرَاطٌ مُّسْتَقِیْمٌ ۝ (سورۃ الزخرف آیت ۶۳، ۶۴)

سے ڈرو اور میرا کہا مانو، کچھ شک نہیں کہ اللہ ہی میرا اور تمہارا رب ہے پس اس کی بندگی کرو یہی سیدھا رستہ ہے۔

وَمُصَدِّقًا لِّمَا بَیْنَ یَدَیَّ مِنَ التَّوْرٰىةِ وَلِاُحِلَّ لَکُمْ بَعْضَ الَّذِیْ حُرِّمَ عَلَیْکُمْ وَجِئْتُکُمْ بِاٰیَةٍ مِّنْ رَّبِّکُمْ فَاتَّقُوا اللّٰهَ وَاَطِیْعُوْنِ ۝ اِنَّ اللّٰهَ رَبِّیْ وَرَبُّکُمْ فَاعْبُدُوْهُ هٰذَا صِرَاطٌ مُّسْتَقِیْمٌ ۝ (سورۃ آل عمران آیت ۵۰، ۵۱)

اور مجھ سے پہلے جو تورات (نازل ہوئی) اس کی تصدیق بھی کرتا ہوں، اور یہ کہ بعض چیزیں جو تم پر حرام تھیں ان کو تمہارے لیے حلال کر دوں، اور میں تمہارے رب کی طرف سے نشانیاں لیکر آیا ہوں، تو اللہ سے ڈرو اور میرا کہنا مانو، کچھ شک نہیں کہ اللہ ہی میرا اور تمہارا رب ہے، تو اسی کی بندگی کرو، یہی سیدھا رستہ ہے۔

وَقَالَ الْمَسِیْحُ یٰبَنِیْٓ اِسْرَآءِیْلَ اعْبُدُوا اللّٰهَ رَبِّیْ وَرَبَّکُمْ ؕ اِنَّهٗ مَنْ یُّشْرِکْ بِاللّٰهِ فَقَدْ حَرَّمَ اللّٰهُ عَلَیْهِ الْجَنَّةَ وَمَاْوٰىهُ النَّارُ ؕ وَمَا لِلظّٰلِمِیْنَ مِنْ اَنْصَارٍ ۝ (سورۃ المائدہ آیت ۷۲)

اور جب مسیح نے کہا کہ اے بنی اسرائیل اللہ ہی کی بندگی کرو جو میرا بھی رب ہے اور تمہارا بھی، اور جو اللہ کے ساتھ شرک کرے گا اللہ اس پر جنت کو حرام کر دے گا اور اس کا ٹھکانا دوزخ ہے اور ظالموں کا کوئی مددگار نہیں۔

وَاِذْ قَالَ اللّٰهُ یٰعِیْسَى ابْنَ مَرْیَمَ ءَاَنْتَ قُلْتَ لِلنَّاسِ اتَّخِذُوْنِیْ وَاُمِّیَ اِلٰهَیْنِ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ ؕ قَالَ سُبْحٰنَکَ مَا یَکُوْنُ لِیْٓ اَنْ اَقُوْلَ مَا لَیْسَ لِیْ ۗ بِحَقٍّ ؕ اِنْ کُنْتُ قُلْتُهٗ فَقَدْ عَلِمْتَهٗ ؕ تَعْلَمُ

اور جب اللہ نے کہا کہ اے عیسیٰ ابن مریم! کیا تم نے لوگوں سے کہا تھا کہ اللہ کے سوا مجھے اور میری والدہ کو الٰہ مقرر کرو؟ کہا کہ تو پاک ہے مجھے کب شایان تھا کہ میں ایسی بات کہتا جس کا مجھے کچھ حق نہیں اگر میں نے ایسا کہا ہوگا تو تجھ کو معلوم ہوگا

مَا فِیْ نَفْسِیْ وَلَآ اَعْلَمُ مَا فِیْ نَفْسِکَ ط اِنَّکَ اَنْتَ عَلَّامُ الْغُیُوْبِ ۝ مَا قُلْتُ لَهُمْ اِلَّا مَآ اَمَرْتَنِیْ بِهٖٓ اَنِ اعْبُدُوا اللّٰهَ رَبِّیْ وَرَبَّکُمْ وَکُنْتُ عَلَیْهِمْ شَهِیْدًا مَّا دُمْتُ فِیْهِمْ ج فَلَمَّا تَوَفَّیْتَنِیْ کُنْتَ اَنْتَ الرَّقِیْبَ عَلَیْهِمْ ط وَاَنْتَ عَلٰی کُلِّ شَیْءٍ شَهِیْدٌ ۝ (سورۃ المائدہ آیت ۱۱۶، ۱۱۷)

جو بات میرے نفس میں ہے تو اسے جانتا ہے اور جو تیرے نفس میں ہے میں اسے نہیں جانتا، بیشک تو علام الغیوب ہے، میں نے ان سے کچھ نہیں کہا بجز اس کے جس کا تو نے مجھے حکم دیا ہے وہ یہ کہ تم اللہ کی بندگی کرو جو میرا اور تمہارا سب کا رب ہے، اور جب تک میں ان میں رہا ان کی خبر رکھتا رہا جب تو نے مجھے اٹھا لیا تو تو ان کا نگران تھا اور تو ہر شے پر گواہ ہے۔

موسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام کی گواہی

آپ کی طرف سب سے پہلی وحی میں اللہ تعالےٰ نے اپنا تعارف رب کے اسم ہی سے کیا۔

اِنِّیْٓ اَنَا رَبُّکَ فَاخْلَعْ نَعْلَیْکَ ج اِنَّکَ بِالْوَادِ الْمُقَدَّسِ طُوًی ۝ وَاَنَا اخْتَرْتُکَ فَاسْتَمِعْ لِمَا یُوْحٰی ۝ اِنَّنِیْٓ اَنَا اللّٰهُ لَآ اِلٰهَ اِلَّآ اَنَا فَاعْبُدْنِیْ لا وَاَقِمِ الصَّلٰوۃَ لِذِکْرِیْ ۝ (سورہ طٰہٰ آیت ۱۲ تا ۱۴)

میں اور میں ہی تمہارا رب ہوں تم اپنی جوتیاں اتار دو تم طویٰ کی مقدس وادی میں ہو اور میں نے تم کو انتخاب کر لیا ہے تو جو وحی دی جاتی ہے اسے سنو، بیشک میں ہی اللہ ہوں میرے سوا کوئی الٰہ نہیں، تو میری بندگی (غلامی) کرو اور میری یاد کے لیے صلوٰۃ (نماز) قائم کرو۔

اِنِّیْٓ اَنَا اللّٰهُ رَبُّ الْعٰلَمِیْنَ ۝ (القصص ع ۳۰)

میں اور میں ہی اللہ رب العالمین ہوں۔

وَسُبْحٰنَ اللّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ ۝ (النمل ع ۸)

اور اللہ پاک ہے جو تمام جہان کا رب ہے۔

اِذۡهَبۡ اِلٰى فِرۡعَوۡنَ اِنَّهٗ طَغٰى ٥ فَقُلۡ هَلۡ لَّكَ اِلٰٓى اَنۡ تَزَكّٰى ٥ وَاَهۡدِيَكَ اِلٰى رَبِّكَ فَتَخۡشٰى ٥ (سورۃ النازعات آیت ۱۷ تا ۱۹)

فرعون کے پاس جاؤ وہ سرکش ہو رہا ہے پس (اس سے) کہو کیا تو چاہتا ہے کہ پاک ہو جائے؟ اور میں تجھے تیرے رب کا رستہ بتاؤں تاکہ تجھ کو خوف (پیدا) ہو۔

موسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام نے بھی (دیگر انبیاء کی طرح) سب سے پہلے اپنا تعارف رب العالمین کے رسول کی حیثیت سے کروایا۔

وَلَقَدۡ اَرۡسَلۡنَا مُوۡسٰى بِاٰيٰتِنَاۤ اِلٰى فِرۡعَوۡنَ وَمَلَا۟ئِهٖ فَقَالَ اِنِّىۡ رَسُوۡلُ رَبِّ الۡعٰلَمِيۡنَ ٥ فَلَمَّا جَآءَهُمۡ بِاٰيٰتِنَاۤ اِذَا هُمۡ مِّنۡهَا يَضۡحَكُوۡنَ ٥ (سورۃ الزخرف آیت ۴۶، ۴۷)

اور ہم نے موسیٰ کو اپنی نشانیاں دے کر فرعون اور اس کے درباریوں کے پاس بھیجا تو کہا کہ میں رب العالمین کا رسول ہوں، جب وہ ان کے پاس ہماری نشانیاں لیکر آئے تو وہ نشانیوں سے ہنسی کرنے لگے۔

اللہ تعالیٰ اور اس کے تمام رسولوں کی گواہی

ابراہیمؑ، لوطؑ، اسحٰقؑ، یعقوبؑ، نوحؑ، داؤدؑ، سلیمانؑ، ایوبؑ، اسمٰعیلؑ، ادریسؑ، ذا الکفلؑ، یونسؑ، زکریاؑ، یحییٰؑ اور بی بی مریمؑ کے تذکرے کے بعد اللہ تعالیٰ جل شانہٗ، فرماتے ہیں کہ:۔

اِنَّ هٰذِهٖۤ اُمَّتُكُمۡ اُمَّةً وَّاحِدَةً ۖ وَّاَنَا رَبُّكُمۡ فَاعۡبُدُوۡنِ ٥ (سورۃ الانبیاء آیت ۹۲)

یہ تمہاری امت ایک ہی امت ہے اور میں تمہارا رب ہوں تو میری ہی بندگی (غلامی) کیا کرو۔

مطلب ظاہر ہے کہ ان سب نے مجھے رب جانا اور پھر میری ہی غلامی کی پس آپ مجھے رب مان لیں، میری ہی غلامی کریں تاکہ آپ بھی اس امت کے ایک فرد گنے جائیں۔

يَا أَيُّهَا الرُّسُلُ كُلُوا مِنَ الطَّيِّبَاتِ وَاعْمَلُوا صَالِحًا ۖ إِنِّي بِمَا تَعْمَلُونَ عَلِيمٌ ۝ وَإِنَّ هَٰذِهِ أُمَّتُكُمْ أُمَّةً وَاحِدَةً وَأَنَا رَبُّكُمْ فَاتَّقُونِ ۝ (سورۃ المومنون آیت ۵۱، ۵۲)

اے رسولو! پاکیزہ چیزیں کھاؤ اور نیک عمل کرو، جو عمل تم کرتے ہو میں ان سے واقف ہوں اور یہ تمہاری اُمت ایک ہی اُمت ہے اور میں تمہارا رب ہوں تو مجھ سے ڈرو۔

اوپر جو حکم تمام مومنین کو دیا گیا تھا وہی حکم یہاں تمام رُسل کو دیا گیا جس سے یہ ظاہر ہوتا ہے کہ حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی اُمت ہی نے حضورؐ کے بعد حضورؐ کی رسالت کے کام کو جاری رکھنا تھا، اللہ تعالیٰ کے پیغام کو مشرق و مغرب میں پہنچانا تھا۔ اگلوں نے تو یہ فرض تن، من، دھن کی بازی لگا کر پورا کیا۔ ورنہ آج پاکستان میں مسلمانوں کا نام و نشان تک نہ ہوتا۔ نہ جانے کب اُمت کو یہ گمان ہوا کہ اب کرنے کے لیے کچھ نہیں رہا پس دنیا کے پیچھے لگ جاؤ کتنا بڑا اعزاز ہے جو اُمت نے نادانی سے کھو دیا۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تھا کہ جو کچھ میں نے آپ تک پہنچایا آپ اوروں تک پہنچائیں، اللہ تعالیٰ نے فرمایا تھا کہ:-

لِيَكُونَ الرَّسُولُ شَهِيدًا عَلَيْكُمْ وَتَكُونُوا شُهَدَاءَ عَلَى النَّاسِ ۝ (سورۃ الحج آیت ۷۸)

تاکہ رسولؐ تم پر گواہ بنے اور تم لوگوں پر گواہ بن جاؤ۔

اور یہی وہ گواہ ہیں جو نبی نہ ہوتے ہوئے بھی انبیاء کرامؑ کے درجوں میں ہیں قرآن مجید کی اس آیت سے صاف ظاہر ہے کہ یہ گروہ قیامت کے دن انبیاءؑ کے زمرے میں ہوں گے۔

وَجِيءَ بِالنَّبِيِّينَ وَالشُّهَدَاءِ وَقُضِيَ بَيْنَهُمْ بِالْحَقِّ وَهُمْ لَا يُظْلَمُونَ ۝ (سورۃ الزمر آیت ۶۹)

اور انبیاء اور گواہ حاضر کیے جائیں گے اور ان میں انصاف کے ساتھ فیصلہ کیا جائے گا اور بے انصافی نہیں کی جائے گی۔

حضرت ہود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی گواہی

قَالَ يٰقَوْمِ لَيْسَ بِىْ سَفَاهَةٌ وَّلٰكِنِّىْ رَسُوْلٌ مِّنْ رَّبِّ الْعٰلَمِيْنَ ٥ اُبَلِّغُكُمْ رِسٰلٰتِ رَبِّىْ وَاَنَا لَكُمْ نَاصِحٌ اَمِيْنٌ ٥
(سورۃ الاعراف آیت ۶۷، ۶۸)

(ہودؑ نے) کہا کہ اے میری قوم! مجھ میں حماقت کی کوئی بات نہیں ہے بلکہ میں رب العالمین کا رسول ہوں تمہیں اللہ کے پیغام پہنچاتا ہوں اور تمہارا امانتدار نصیحت کرنے والا ہوں۔

حضرت صالح علیہ الصلوٰۃ والسلام کی گواہی

قَالَ يٰقَوْمِ لَقَدْ اَبْلَغْتُكُمْ رِسَالَةَ رَبِّىْ وَنَصَحْتُ لَكُمْ وَلٰكِنْ لَّا تُحِبُّوْنَ النّٰصِحِيْنَ ٥
(سورۃ الاعراف آیت ۷۹)

کہا کہ اے میری قوم! میں نے تم کو اللہ کا پیغام پہنچا دیا اور تمہیں نصیحت کی مگر تم نصیحت کرنے والوں سے محبت نہیں رکھتے۔

حضرت شعیب علیہ الصلوٰۃ والسلام کی گواہی

قَدِ افْتَرَيْنَا عَلَى اللّٰهِ كَذِبًا اِنْ عُدْنَا فِىْ مِلَّتِكُمْ بَعْدَ اِذْ نَجّٰىنَا اللّٰهُ مِنْهَا ؕ وَمَا يَكُوْنُ لَنَآ اَنْ نَّعُوْدَ فِيْهَآ اِلَّآ اَنْ يَّشَآءَ اللّٰهُ رَبُّنَا ؕ وَسِعَ رَبُّنَا كُلَّ شَىْءٍ عِلْمًا ؕ عَلَى اللّٰهِ تَوَكَّلْنَا

اگر ہم اسکے بعد کہ اللہ ہمیں اس سے نجات بخش چکا ہے تمہاری ملت (مذہب) میں لوٹ جائیں تو بیشک ہم نے اللہ پر جھوٹ (افتراء) باندھا اور ہمیں شایاں نہیں کہ ہم اس میں لوٹ جائیں ہاں اللہ جو ہمارا رب ہے (اگر) چاہے

رَبَّنَا افۡتَحۡ بَيۡنَنَا وَبَيۡنَ قَوۡمِنَا بِالۡحَقِّ وَاَنۡتَ خَيۡرُ الۡفٰتِحِيۡنَ ٥
(سورۃ الاعراف آیت ۸۹)

ہمارے رب کا علم ہر شے پر احاطہ کئے ہوئے ہے ہم اللہ پر توکل کرتے ہیں اے رب ہم میں اور ہماری قوم میں حق سے فیصلہ کر دے اور تو سب سے بہتر فیصلہ کرنے والا ہے۔

حضرت الیاس علیہ الصلوٰۃ والسلام کی گواہی

وَاِنَّ اِلۡيَاسَ لَمِنَ الۡمُرۡسَلِيۡنَ ٥ اِذۡ قَالَ لِقَوۡمِهٖۤ اَلَا تَتَّقُوۡنَ ٥ اَتَدۡعُوۡنَ بَعۡلًا وَّتَذَرُوۡنَ اَحۡسَنَ الۡخَالِقِيۡنَ ٥ اللّٰهَ رَبَّكُمۡ وَرَبَّ اٰبَآئِكُمُ الۡاَوَّلِيۡنَ ٥ فَكَذَّبُوۡهُ فَاِنَّهُمۡ لَمُحۡضَرُوۡنَ ٥
(سورۃ الصافات آیت ۱۲۳ تا ۱۲۷)

اور الیاس بھی رسولوں میں سے تھے جب انہوں نے اپنی قوم سے کہا کہ تم ڈرتے کیوں نہیں کیا تم بعل کو پکارتے ہو اور احسن الخالقین کو چھوڑ دیتے ہو یعنی اللہ کو جو تمہارا اور تمہارے اگلے باپ دادا کا رب ہے؟ تو ان لوگوں نے ان کو جھٹلا دیا سو وہ حاضر کئے جائیں گے۔

حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے رب کے بارے میں اعلانات:

قُلۡ اِنَّنِيۡ هَدٰنِيۡ رَبِّيۡۤ اِلٰى صِرَاطٍ مُّسۡتَقِيۡمٍ ۚ دِيۡنًا قِيَمًا مِّلَّةَ اِبۡرٰهِيۡمَ حَنِيۡفًا ۚ وَمَا كَانَ مِنَ الۡمُشۡرِكِيۡنَ ٥ قُلۡ اِنَّ صَلَاتِيۡ وَنُسُكِيۡ وَمَحۡيَايَ وَمَمَاتِيۡ لِلّٰهِ رَبِّ الۡعٰلَمِيۡنَ ٥ لَا شَرِيۡكَ لَهٗ ۚ وَبِذٰلِكَ اُمِرۡتُ وَاَنَا اَوَّلُ الۡمُسۡلِمِيۡنَ ٥

کہدو کہ مجھے میرے رب نے صراط مستقیم پر گامزن کیا ہے اس قائم دین پر جو کہ ایک ہی طرف کے ابراہیمؑ کی ملت کہلاتی ہے اور وہ مشرکوں میں سے نہ تھے۔ کہدو کہ میری نماز اور میری قربانی، میرا جینا اور میرا مرنا سب اللہ رب العالمین ہی کیلئے ہے جس کا کوئی شریک نہیں اور مجھ کو

قُلْ اَغَيْرَ اللّٰهِ اَبْغِيْ رَبًّا وَّهُوَ رَبُّ كُلِّ شَيْءٍ ؕ وَلَا تَكْسِبُ كُلُّ نَفْسٍ اِلَّا عَلَيْهَا ۚ وَلَا تَزِرُ وَازِرَةٌ وِّزْرَ اُخْرٰى ۚ ثُمَّ اِلٰى رَبِّكُمْ مَّرْجِعُكُمْ فَيُنَبِّئُكُمْ بِمَا كُنْتُمْ فِيْهِ تَخْتَلِفُوْنَ ۝

(سورۃ الانعام آیت ۱۶۲ تا ۱۶۵)

اس بات کا حکم ملا ہے اور میں سب سے اوّل سرِ تسلیم خم کرنے والوں میں سے ہوں کہو کہ میں اللہ کے سوا اور رب تلاش کروں اور وہی تو ہر شے کا رب ہے اور ہر کوئی نفس خود اپنے ہی فعل سے متاثر ہوتا ہے اور کوئی دوسرے کا بوجھ نہیں اٹھاتا پھر تم کو اپنے رب کی طرف لوٹ کر جانا ہے توجن جن باتوں میں تم اختلاف کیا کرتے تھے وہ تم کو بتائے گا۔

فَاِنْ تَوَلَّوْا فَقُلْ حَسْبِيَ اللّٰهُ ۖ لَاۤ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ ؕ عَلَيْهِ تَوَكَّلْتُ وَهُوَ رَبُّ الْعَرْشِ الْعَظِيْمِ ۝

(سورۃ التوبۃ آیت ۱۲۹)

پھر اگر یہ لوگ پھر جائیں تو کہدو کہ اللہ میرے لیے کافی ہے اس کے سوا کوئی الٰہ نہیں اس پر میرا توکل ہے اور وہی عرشِ عظیم کا مالک ہے۔

قُلْ مَنْ رَّبُّ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ ؕ قُلِ اللّٰهُ ؕ قُلْ اَفَاتَّخَذْتُمْ مِّنْ دُوْنِهٖۤ اَوْلِيَآءَ لَا يَمْلِكُوْنَ لِاَنْفُسِهِمْ نَفْعًا وَّلَا ضَرًّا ؕ قُلْ هَلْ يَسْتَوِي الْاَعْمٰى وَالْبَصِيْرُ ۙ اَمْ هَلْ تَسْتَوِي الظُّلُمٰتُ وَالنُّوْرُ ۚ اَمْ جَعَلُوْا لِلّٰهِ شُرَكَآءَ خَلَقُوْا كَخَلْقِهٖ فَتَشَابَهَ الْخَلْقُ عَلَيْهِمْ ؕ قُلِ اللّٰهُ خَالِقُ كُلِّ شَيْءٍ وَّهُوَ الْوَاحِدُ الْقَهَّارُ ۝

(سورۃ الرعد آیت ۱۶)

ان سے کہدو کہ آسمانوں اور زمین کا رب کون ہے؟ کہدو اللہ! کہدو کہ تم نے اللہ کے ماسوا کو دوست رکھا ہے جو خود اپنے نفع نقصان کا بھی اختیار نہیں رکھتے کہدو کیا اندھا اور بینا برابر ہو سکتے ہیں یا ظلمات اور نور برابر ہو سکتے ہیں؟ بھلا ان لوگوں نے جن کو اللہ کا شریک مقرر کیا ہے کیا انہوں نے کچھ تخلیق کیا ہے جن کے سبب اللہ کی خلقت ان پر مشتبہ ہو گئی ہے کہدو کہ اللہ ہی ہر چیز کا خالق ہے اور وہ یکتا اور زبردست ہے۔

قُلْ هُوَ رَبِّيْ لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ ج
عَلَيْهِ تَوَكَّلْتُ وَاِلَيْهِ مَتَابِ ٥
(سورۃ الرعد آیت ۳۰)

کہدو وہی تو میرا رب ہے اسکے سوا
کوئی اِلٰہ نہیں میں اسی پر توکل کرتا ہوں
اور اسی کی طرف رجوع کرتا ہوں۔

قُلْ مَنْ رَّبُّ السَّمٰوٰتِ السَّبْعِ
وَرَبُّ الْعَرْشِ الْعَظِيْمِ ٥ سَيَقُوْلُوْنَ
لِلّٰهِ قُلْ اَفَلَا تَتَّقُوْنَ ٥ قُلْ مَنْ
بِيَدِهٖ مَلَكُوْتُ كُلِّ شَيْءٍ وَّهُوَ
يُجِيْرُ وَلَا يُجَارُ عَلَيْهِ اِنْ كُنْتُمْ
تَعْلَمُوْنَ ٥ سَيَقُوْلُوْنَ لِلّٰهِ
قُلْ فَاَنّٰى تُسْحَرُوْنَ ٥ بَلْ
اَتَيْنٰهُمْ بِالْحَقِّ وَاِنَّهُمْ لَكٰذِبُوْنَ ٥
(سورۃ المومنون آیت ۸۶ تا ۹۰)

کہدو کہ سات آسمانوں اور عرش عظیم کا
رب کون ہے؟ پس کہدیں گے کہ اللہ!
کہدو کہ پھر تم ڈرتے کیوں نہیں؟ کہدو
کہ کس کے ہاتھ میں ہر شے کی بادشاہی ہے؟
اور وہ پناہ دیتا ہے اور اس کے سوا کوئی
پناہ نہیں اگر تم جانتے ہو، پس کہدیں گے
کہ اللہ! کہو کہ پھر تم سحر زدہ کیوں ہوتے ہو
بات یہ ہے کہ ہم نے ان کے پاس حق پہنچا
دیا ہے اور یہ بیشک جھوٹے ہیں۔

قُلْ مَآ اَسْئَلُكُمْ عَلَيْهِ مِنْ اَجْرٍ
اِلَّا مَنْ شَآءَ اَنْ يَّتَّخِذَ اِلٰى رَبِّهٖ
سَبِيْلًا ٥ (سورۃ الفرقان آیت ۵۷)

کہدو کہ میں تم سے اس کے بدلے کوئی
اُجرت نہیں مانگتا ہاں جو شخص چاہے اپنے
رب کی طرف رستہ اختیار کرے۔

قُلْ رَّبِّيْٓ اَعْلَمُ مَنْ جَآءَ بِالْهُدٰى
وَمَنْ هُوَ فِيْ ضَلٰلٍ مُّبِيْنٍ ٥ وَمَا
كُنْتَ تَرْجُوْٓا اَنْ يُّلْقٰٓى اِلَيْكَ الْكِتٰبُ
اِلَّا رَحْمَةً مِّنْ رَّبِّكَ فَلَا تَكُوْنَنَّ
ظَهِيْرًا لِّلْكٰفِرِيْنَ ٥ وَلَا يَصُدُّنَّكَ
عَنْ اٰيٰتِ اللّٰهِ بَعْدَ اِذْ اُنْزِلَتْ اِلَيْكَ
وَادْعُ اِلٰى رَبِّكَ وَلَا تَكُوْنَنَّ مِنَ
الْمُشْرِكِيْنَ ٥ وَلَا تَدْعُ مَعَ اللّٰهِ

کہدو کہ میرا رب اس شخص کو بھی خوب
جانتا ہے جو ہدایت لیکر آیا اور اس کو
بھی جو صریح گمراہی میں ہے اور تمہیں اُمید
نہ تھی کہ تم پر کتاب کھول دی جائے گی مگر
تمہارے رب کی رحمت سے تم ہرگز کافروں
کے مددگار نہ ہونا اور وہ تمہیں اللہ کی
آیتوں سے بعد اس کے کہ وہ تم پر نازل
ہو چکی ہیں، روک نہ دیں، اور اپنے رب

إِلٰهًا اٰخَرَ لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ قف
كُلُّ شَيْءٍ هَالِكٌ اِلَّا وَجْهَهٗ ط
لَهُ الْحُكْمُ وَ اِلَيْهِ تُرْجَعُوْنَ ٥
(سورۃ القصص آیت ۸۵ تا ۸۸)

کی طرف آنے کی دعوت دیا کرو اور مشرکوں
میں سے نہ ہونا اور اللہ کے سوا کسی اور کو
اللہ نہ پکارنا، اسکے سوا کوئی اللہ نہیں
اسکے چہرے کے سوا ہر شے فنا ہونے والی
ہے، حکم اُسی ہی کا ہے اور اُسی کی طرف تم لوٹ کر جاؤ گے۔

قُلْ يَجْمَعُ بَيْنَنَا رَبُّنَا ثُمَّ يَفْتَحُ
بَيْنَنَا بِالْحَقِّ ط وَهُوَ الْفَتَّاحُ الْعَلِيْمُ ٥
(سورۃ السبا آیت ۲۶)

کہہ دو کہ ہمارا رب ہم کو جمع کرے گا پھر
ہمارے درمیان انصاف کے ساتھ فیصلہ
کر دے گا اور وہ صاحب علم فیصلہ کرنیوالا ہے۔

قُلْ اِنَّ رَبِّيْ يَبْسُطُ الرِّزْقَ لِمَنْ
يَّشَآءُ وَيَقْدِرُ وَلٰكِنَّ اَكْثَرَ النَّاسِ
لَا يَعْلَمُوْنَ ٥
(سورۃ السبا آیت ۳۶)

کہہ دو کہ میرا رب جس کے لیے چاہتا ہے
رزق فراخ کر دیتا ہے اور (جس کے
لیے چاہتا ہے) تنگ کر دیتا ہے، لیکن
اکثر لوگ نہیں جانتے۔

قُلْ مَا سَاَلْتُكُمْ مِّنْ اَجْرٍ فَهُوَ
لَكُمْ ط اِنْ اَجْرِيَ اِلَّا عَلَى اللّٰهِ ج وَ
هُوَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ شَهِيْدٌ ٥ قُلْ
اِنَّ رَبِّيْ يَقْذِفُ بِالْحَقِّ ج عَلَّامُ
الْغُيُوْبِ ٥ قُلْ جَآءَ الْحَقُّ وَمَا
يُبْدِئُ الْبَاطِلُ وَمَا يُعِيْدُ ٥ قُلْ
اِنْ ضَلَلْتُ فَاِنَّمَآ اَضِلُّ عَلٰى
نَفْسِيْ ج وَاِنِ اهْتَدَيْتُ فَبِمَا
يُوْحِيْٓ اِلَيَّ رَبِّيْ ط اِنَّهٗ سَمِيْعٌ
قَرِيْبٌ ٥
(سورۃ السبا آیت ۴۷ تا ۵۰)

کہہ دو کہ میں نے تم سے کچھ صلہ مانگا
ہو تو وہ تمہارا ہی، میرا صلہ اللہ کے ذمے
ہے اور وہ ہر شے پر گواہ ہے، کہہ دو کہ
میرا رب حق اتارتا ہے اور غیب کی
باتوں کا جاننے والا ہے، کہہ دو کہ حق
آچکا اور وہ حق ذات) نہ باطل کی ابتدا کرتا
ہے اور نہ اسے دہراتا ہے، کہہ دو کہ اگر
میں گمراہ ہوں تو میری گمراہی کا ضرر مجھی
کو ہے اور اگر ہدایت پر ہوں تو یہ اس
وجہ سے کہ میرا رب مجھے وحی بھیجتا ہے
بیشک وہ سننے والا قریب ہے۔

قُلْ إِنَّمَآ أَنَا مُنذِرٌ ۖ وَمَا مِنْ
إِلٰهٍ إِلَّا اللّٰهُ الْوَاحِدُ الْقَهَّارُ ۝
رَبُّ السَّمٰوٰتِ وَالْأَرْضِ وَمَا
بَيْنَهُمَا الْعَزِيزُ الْغَفَّارُ ۝ قُلْ
هُوَ نَبَؤٌا عَظِيمٌ ۝ أَنتُمْ عَنْهُ
مُعْرِضُونَ ۝ (سورہ ص ع ۶۵ تا ۶۸)

کہدو کہ میں تو صرف آگاہ کرنے والا ہوں
اور اللہ یکتا قہار کے سوا کوئی الٰہ نہیں
اور جو آسمانوں اور زمین اور جو اس کے
مابین ہے کا رب ہے زبردست بخشنے
والا ہے کہدو کہ یہ ایک بڑی خبر ہے
جس سے تم روگردانی کرتے ہو۔

قُلْ إِنِّي نُهِيتُ أَنْ أَعْبُدَ الَّذِينَ
تَدْعُونَ مِن دُونِ اللّٰهِ لَمَّا
جَآءَنِيَ الْبَيِّنٰتُ مِن رَّبِّي وَأُمِرْتُ
أَنْ أُسْلِمَ لِرَبِّ الْعٰلَمِينَ ۝
(سورہ مومن آیت ۶۶)

کہہ دو کہ مجھے اس بات کی ممانعت کی
گئی ہے کہ جن کو تم اللہ کے سوا پکارتے ہو
ان کی بندگی (غلامی) کروں جبکہ میرے
پاس میرے رب کی طرف سے کھلی
دلیلیں آچکی ہیں اور مجھ کو یہ حکم ہوا ہے کہ
رب العالمین کے سامنے سر تسلیم خم کردوں۔

قُلْ أَئِنَّكُمْ لَتَكْفُرُونَ بِالَّذِي
خَلَقَ الْأَرْضَ فِي يَوْمَيْنِ وَتَجْعَلُونَ
لَهٗ أَندَادًا ۚ ذٰلِكَ رَبُّ الْعٰلَمِينَ ۝
وَجَعَلَ فِيهَا رَوَاسِيَ مِن فَوْقِهَا
وَبٰرَكَ فِيهَآ أَقْوَاتَهَا فِي
أَرْبَعَةِ أَيَّامٍ ۚ سَوَآءً لِّلسَّآئِلِينَ ۝
ثُمَّ اسْتَوٰى إِلَى السَّمَآءِ وَهِيَ
دُخَانٌ فَقَالَ لَهَا وَلِلْأَرْضِ ائْتِيَا
طَوْعًا أَوْ كَرْهًا قَالَتَآ أَتَيْنَا
طَآئِعِينَ ۝ فَقَضٰهُنَّ سَبْعَ سَمٰوٰتٍ
فِي يَوْمَيْنِ وَأَوْحٰى فِي كُلِّ سَمَآءٍ

کہو کیا تم اس سے کفر کرتے ہو جس نے
زمین کو ۲ دو دور میں پیدا کیا اور اس کا
مدمقابل بناتے ہو وہی تو رب العالمین ہے
اور اسی نے چار ۴ دور میں زمین میں اس
کے اوپر پہاڑ بنائے اور زمین میں برکت
رکھی اور اس میں سامان معیشت مقرر کیا
تمام سائلین کیلئے یکساں، پھر آسمان کی
طرف متوجہ ہوا اور وہ دھواں تھا تو
اس سے اور زمین سے فرمایا کہ دونوں
آؤ خوشی سے خواہ ناخوشی سے، انہوں نے
کہا ہم خوشی سے آتے ہیں، پھر ۲ دو دور میں

أَمْرَهَا ۚ وَزَيَّنَّا السَّمَاءَ الدُّنْيَا
بِمَصَابِيحَ ۖ وَحِفْظًا ۚ ذَٰلِكَ
تَقْدِيرُ الْعَزِيزِ الْعَلِيمِ ۝
(سورہ حٰمٓ السجدہ آیت ۹ تا ۱۲)

وَكَذَٰلِكَ أَوْحَيْنَا إِلَيْكَ قُرْآنًا
عَرَبِيًّا لِّتُنذِرَ أُمَّ الْقُرَىٰ وَمَنْ
حَوْلَهَا وَتُنذِرَ يَوْمَ الْجَمْعِ
لَا رَيْبَ فِيهِ ۚ فَرِيقٌ فِي الْجَنَّةِ
وَفَرِيقٌ فِي السَّعِيرِ ۝ وَلَوْ شَاءَ اللَّهُ
لَجَعَلَهُمْ أُمَّةً وَاحِدَةً وَلَٰكِن
يُدْخِلُ مَن يَشَاءُ فِي رَحْمَتِهِ ۚ
وَالظَّالِمُونَ مَا لَهُم مِّن وَلِيٍّ وَلَا
نَصِيرٍ ۝ أَمِ اتَّخَذُوا مِن دُونِهِ
أَوْلِيَاءَ ۖ فَاللَّهُ هُوَ الْوَلِيُّ وَهُوَ
يُحْيِي الْمَوْتَىٰ وَهُوَ عَلَىٰ كُلِّ شَيْءٍ
قَدِيرٌ ۝ وَمَا اخْتَلَفْتُمْ فِيهِ مِن
شَيْءٍ فَحُكْمُهُ إِلَى اللَّهِ ۚ ذَٰلِكُمُ
اللَّهُ رَبِّي عَلَيْهِ تَوَكَّلْتُ ۖ وَإِلَيْهِ
أُنِيبُ ۝ فَاطِرُ السَّمَاوَاتِ وَالْأَرْضِ ۚ
جَعَلَ لَكُم مِّنْ أَنفُسِكُمْ أَزْوَاجًا
وَمِنَ الْأَنْعَامِ أَزْوَاجًا ۖ يَذْرَؤُكُمْ
فِيهِ ۚ لَيْسَ كَمِثْلِهِ شَيْءٌ ۖ وَهُوَ
السَّمِيعُ الْبَصِيرُ ۝ لَهُ مَقَالِيدُ

سات آسمان بنائے اور ہر آسمان میں امر وحی کیا اور ہم نے آسمانِ دُنیا کو چراغوں سے مُزیّن کیا اور اسکی حفاظت کی یہ زبردست علم رکھنے والے کے مقرر کردہ اندازے ہیں۔

اور اسی طرح ہم نے تمہارے پاس قرآنِ عربی بھیجا ہے تاکہ تم مرکزی گاؤں کے رہنے والوں کو اور جو لوگ اس کے اردگرد رہتے ہیں ان کو آگاہ کردو اور انہیں قیامت کے دن سے بھی جس میں کوئی شک نہیں آگاہی بخشو، اُس روز ایک فریق جنت میں ہوگا اور ایک فریق سعیر (یعنی دوزخ) میں، اور اگر اللہ چاہتا تو ان کو ایک ہی اُمت کر دیتا لیکن وہ جس کو چاہتا ہے اپنی رحمت میں داخل کرلیتا ہے اور ظالموں کا نہ کوئی یار ہے اور نہ مددگار، کیا انہوں نے اسکے سوا دوست بنائے ہیں؟ (دوست) تو اللہ ہی ہے اور وہی مُردوں کو زندگی بخشتا ہے اور وہ ہر شے پر قدرت رکھتا ہے اور تم جس بات میں اختلاف کرتے ہو اس کا فیصلہ اللہ کے ہاتھ میں ہے۔ یہی اللہ تمہارا رب ہے، مَیں اسی پر توکل کرتا ہوں اور اسی کی طرف رجوع کرتا ہوں، وہ آسمانوں اور زمین کا موجد ہے اسی نے تمہارے لیے تمہاری ہی جنس کے جوڑے بنائے اور چارپایوں کے بھی جوڑے

السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ ۚ يَبْسُطُ الرِّزْقَ لِمَنْ يَّشَآءُ وَيَقْدِرُ ؕ اِنَّهٗ بِكُلِّ شَیْءٍ عَلِيْمٌ ۝
(سورۃ الشوریٰ آیت ۱۲تا)

رہتا ہے) اسی طریق پر تم کو پھیلاتا رہتا ہے اس جیسی کوئی شے نہیں اور وہ سننے والا اور دیکھنے والا ہے آسمانوں اور زمین کی کنجیاں اسی کے ہاتھ میں ہیں وہ جس کے لیے چاہتا ہے رزق فراخ کر دیتا ہے اور جس کیلئے چاہتا ہے تنگ کر دیتا ہے بیشک وہ ہر شے کا علم رکھتا ہے۔

فَلِذٰلِكَ فَادْعُ ۚ وَاسْتَقِمْ كَمَآ اُمِرْتَ ۚ وَلَا تَتَّبِعْ اَهْوَآءَهُمْ ۚ وَقُلْ اٰمَنْتُ بِمَآ اَنْزَلَ اللّٰهُ مِنْ كِتٰبٍ ۚ وَاُمِرْتُ لِاَعْدِلَ بَيْنَكُمْ ؕ اَللّٰهُ رَبُّنَا وَرَبُّكُمْ ؕ لَنَآ اَعْمَالُنَا وَلَكُمْ اَعْمَالُكُمْ ؕ لَا حُجَّةَ بَيْنَنَا وَبَيْنَكُمْ ؕ اَللّٰهُ يَجْمَعُ بَيْنَنَا ۚ وَاِلَيْهِ الْمَصِيْرُ ۝
(سورۃ الشوریٰ آیت ۱۵)

تو اسی کی طرف دعوت دیتے رہنا اور جیسا کہ تم کو حکم ہوا ہے اس پر قائم رہنا اور اُن کی خواہشوں کی پیروی نہ کرنا اور کہدو کہ اللہ نے کتاب سے جو کچھ نازل فرمایا ہے میں اُس پر ایمان رکھتا ہوں اور مجھے حکم ہوا ہے کہ تم میں انصاف کروں، اللہ ہی ہمارا اور تمہارا رب ہے ہمارے لیے ہمارے اعمال اور تمہارے لیے تمہارے اعمال، ہم میں اور تم میں کوئی بحث نہیں، اللہ ہم کو اکٹھا کرے گا اور اسی کی طرف لوٹ کر جانا ہے۔

قُلْ اِنْ كَانَ لِلرَّحْمٰنِ وَلَدٌ ۖ فَاَنَا اَوَّلُ الْعٰبِدِيْنَ ۝ سُبْحٰنَ رَبِّ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ رَبِّ الْعَرْشِ عَمَّا يَصِفُوْنَ ۝
(سورۃ الزخرف آیت ۸۱،۸۲)

کہدو کہ اگر اللہ کے اولاد ہو (حقیقت یہ ہے کہ اس کی کوئی اولاد نہیں) پس میں سب سے پہلے بندگی (غلامی) کرنے والا ہوں آسمانوں اور زمین اور عرش کا رب پاک ہے ان باتوں سے جو وہ بتاتے ہیں

قُلْ اِنَّمَآ اَدْعُوْا رَبِّیْ وَلَآ اُشْرِكُ بِهٖٓ اَحَدًا ۝ قُلْ اِنِّیْ لَآ اَمْلِكُ لَكُمْ ضَرًّا وَّلَا رَشَدًا ۝ قُلْ اِنِّیْ

کہدو کہ میں تو اپنے رب ہی کی بندگی (غلامی) کرتا ہوں اور کسی کو اس کا شریک نہیں ٹھہراتا، یہ بھی کہدو کہ میں تمہارے

لَنْ يُّجِيْرَنِيْ مِنَ اللّٰهِ اَحَدٌ ۙ وَّلَنْ اَجِدَ مِنْ دُوْنِهٖ مُلْتَحَدًا ۝ اِلَّا بَلٰغًا مِّنَ اللّٰهِ وَرِسٰلٰتِهٖ ؕ وَمَنْ يَّعْصِ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ فَاِنَّ لَهٗ نَارَ جَهَنَّمَ خٰلِدِيْنَ فِيْهَآ اَبَدًا ۝ (سورہ جن آیت ۲۰ تا ۲۳)

حق میں نقصان اور نفع کا کچھ اختیار نہیں رکھتا، یہ بھی کہہ دو کہ اللہ سے مجھے کوئی پناہ نہیں دے سکتا اور میں اس کے سوا کہیں جائے پناہ نہیں دیکھتا، ہاں اللہ کی طرف سے اس کے پیغاموں کا پہنچا دینا میرے ذمے ہے اور جو شخص اللہ اور اس کے رسول کی نافرمانی کرے گا تو ایسوں کیلئے جہنم کی آگ ہے ہمیشہ ہمیشہ اس میں رہیں گے۔

يٰٓاَيُّهَا الْمُدَّثِّرُ ۙ قُمْ فَاَنْذِرْ ۙ وَرَبَّكَ فَكَبِّرْ ۙ وَثِيَابَكَ فَطَهِّرْ ۙ وَالرُّجْزَ فَاهْجُرْ ۙ وَلَا تَمْنُنْ تَسْتَكْثِرُ ۙ وَلِرَبِّكَ فَاصْبِرْ ۝ (سورۃ المدثر آیت ۱ تا ۷)

اے جو کپڑا لپیٹے پڑے ہو اٹھو اور آگاہ کر دو اور اپنے رب کی بڑائی بیان کرو اور اپنے کپڑوں کو پاک رکھو اور ناپاکی سے دور رہو اور احسان نہ کرو کہ اس سے زیادہ کے طالب ہو اور اپنے رب کیلئے صبر کرو۔

فَاصْبِرْ لِحُكْمِ رَبِّكَ وَلَا تُطِعْ مِنْهُمْ اٰثِمًا اَوْ كَفُوْرًا ۝ وَاذْكُرِ اسْمَ رَبِّكَ بُكْرَةً وَّاَصِيْلًا ۝ وَمِنَ الَّيْلِ فَاسْجُدْ لَهٗ وَسَبِّحْهُ لَيْلًا طَوِيْلًا ۝ اِنَّ هٰٓؤُلَآءِ يُحِبُّوْنَ الْعَاجِلَةَ وَيَذَرُوْنَ وَرَآءَهُمْ يَوْمًا ثَقِيْلًا ۝ نَحْنُ خَلَقْنٰهُمْ وَشَدَدْنَآ اَسْرَهُمْ ۚ وَاِذَا شِئْنَا بَدَّلْنَآ اَمْثَالَهُمْ تَبْدِيْلًا ۝ اِنَّ هٰذِهٖ تَذْكِرَةٌ ۚ فَمَنْ شَآءَ اتَّخَذَ اِلٰى رَبِّهٖ سَبِيْلًا ۝ (سورۃ الدہر ۲۴ تا ۲۹)

بس اپنے رب کے حکم کے سامنے صبر سے جھکے رہو اور ان لوگوں میں سے کسی گنہگار اور ناشکرے کا کہا نہ مانو اور صبح و شام اپنے رب کے اسم کا ذکر کیا کرو اور رات کو دیر تک اس کے آگے سجدے کرو اور اس کی پاکی بیان کرتے رہو یہ لوگ دنیا کو دوست رکھتے ہیں اور بھاری دن کو پس پشت چھوڑ دیتے ہیں ہم نے اور ہم ہی نے ان کو پیدا کیا اور انکے مفاصل کو مضبوط بنایا اور اگر ہم چاہیں تو انکے بدلے انہی کی طرح اور لوگ لے آئیں، یہ تو یاد دہانی ہے جو چاہے اپنے رب کی طرف پہنچنے کا رستہ اختیار کرے۔

قُلْ يَاَهْلَ الْكِتٰبِ تَعَالَوْا اِلٰى كَلِمَةٍ سَوَآءٍۭ بَيْنَنَا وَ بَيْنَكُمْ اَلَّا نَعْبُدَ اِلَّا اللّٰهَ وَلَا نُشْرِكَ بِهٖ شَيْئًا وَّلَا يَتَّخِذَ بَعْضُنَا بَعْضًا اَرْبَابًا مِّنْ دُوْنِ اللّٰهِ ؕ فَاِنْ تَوَلَّوْا فَقُوْلُوا اشْهَدُوْا بِاَنَّا مُسْلِمُوْنَ ۝

(سورۃ آل عمران آیت ۶۴)

کہہ دو کہ اے اہلِ کتاب جو بات تمہارے اور ہمارے درمیان مشترک ہے اس کی طرف آؤ وہ یہ کہ اللہ کے سوا ہم کسی کی بندگی (غلامی) نہ کریں اور اس کے ساتھ کسی کو شریک نہ بنائیں اور ہم میں کوئی کسی کو اللہ کے سوا اپنا رب نہ سمجھے، اگر یہ روگردانی کریں تو کہدو کہ تم گواہ رہو کہ ہم مسلمان ہیں (یعنی اللہ تعالیٰ کے سامنے سرِ تسلیم خم کیے ہوئے ہیں۔

وَاِذَا جَآءَكَ الَّذِيْنَ يُؤْمِنُوْنَ بِاٰيٰتِنَا فَقُلْ سَلٰمٌ عَلَيْكُمْ كَتَبَ رَبُّكُمْ عَلٰى نَفْسِهِ الرَّحْمَةَ ۙ اَنَّهٗ مَنْ عَمِلَ مِنْكُمْ سُوْٓءًا ۢبِجَهَالَةٍ ثُمَّ تَابَ مِنْۢ بَعْدِهٖ وَاَصْلَحَ فَاَنَّهٗ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ ۝

(سورۃ الانعام آیت ۵۴)

اور جب تمہارے پاس ایسے لوگ آیا کریں جو ہماری آیتوں پر ایمان لاتے ہیں تو ان سے السلام علیکم کہا کرو، اللہ نے اپنے نفس پر رحمت کو لازم کر لیا ہے کہ جو کوئی تم میں سے نادانی سے کوئی بری حرکت کر بیٹھے پھر اس کے بعد توبہ کر لے اور اصلاح کرلے تو وہ بخشنے والا رحیم ذات ہے۔

وَلَا تَطْرُدِ الَّذِيْنَ يَدْعُوْنَ رَبَّهُمْ بِالْغَدٰوةِ وَالْعَشِيِّ يُرِيْدُوْنَ وَجْهَهٗ ؕ مَا عَلَيْكَ مِنْ حِسَابِهِمْ مِّنْ شَيْءٍ وَّمَا مِنْ حِسَابِكَ عَلَيْهِمْ مِّنْ شَيْءٍ فَتَطْرُدَهُمْ فَتَكُوْنَ مِنَ الظّٰلِمِيْنَ ۝ (سورۃ الانعام ۵۲)

اور جو لوگ صبح و شام اپنے رب کو پکارتے ہیں اور اس کے چہرے کے طالب ہیں ان کو نظروں سے نہ گراؤ ان کے حساب کی جوابدہی تم پر کچھ نہیں اور نہ تیرا کوئی حساب ان کے ذمہ ہے، اگر ان کو نظروں سے گراؤ گے تو ظالموں میں ہو جاؤ گے۔

اس آیت سے ظاہر ہے کہ رب کو پکارنے والے اللہ تعالیٰ کو کس قدر پیارے ہیں اور اللہ تعالیٰ کے نزدیک ان کا کیا رتبہ ہے۔

قُلْ تَعَالَوْا اَتْلُ مَا حَرَّمَ رَبُّكُمْ عَلَيْكُمْ اَلَّا تُشْرِكُوْا بِهٖ شَيْـًٔا وَّبِالْوَالِدَيْنِ اِحْسَانًا ۚ وَلَا تَقْتُلُوْٓا اَوْلَادَكُمْ مِّنْ اِمْلَاقٍ ۭ نَحْنُ نَرْزُقُكُمْ وَاِيَّاهُمْ ۚ وَلَا تَقْرَبُوا الْفَوَاحِشَ مَا ظَهَرَ مِنْهَا وَمَا بَطَنَ ۚ وَلَا تَقْتُلُوا النَّفْسَ الَّتِيْ حَرَّمَ اللّٰهُ اِلَّا بِالْحَقِّ ۭ ذٰلِكُمْ وَصّٰىكُمْ بِهٖ لَعَلَّكُمْ تَعْقِلُوْنَ ۝

(سورۃ الانعام آیت ۱۵۱)

کہو کہ آؤ میں تمہیں وہ چیزیں پڑھ کر سناؤں جو تمہارے رب نے تم پر حرام کر دی ہیں کہ کسی چیز کو اللہ کا شریک نہ بنانا اور والدین کے ساتھ احسان کیا کرنا اور غربت کے ڈر سے اپنی اولاد کو قتل نہ کرنا ہم تم کو اور ان کو رزق دیتے ہیں اور بے حیائی کے کام ظاہر ہوں یا پوشیدہ ان کے پاس نہ پھٹکنا اور کسی نفس کو جس کے قتل کو اللہ نے حرام کر دیا ہے قتل نہ کرنا مگر حق کے ساتھ ان باتوں کی وہ تمہیں تاکید کرتا ہے تاکہ تم سمجھو

سَبِّحِ اسْمَ رَبِّكَ الْاَعْلَى ۝ الَّذِيْ خَلَقَ فَسَوّٰى ۝ وَالَّذِيْ قَدَّرَ فَهَدٰى ۝ وَالَّذِيْٓ اَخْرَجَ الْمَرْعٰى ۝ فَجَعَلَهٗ غُثَاۗءً اَحْوٰى ۝ (الاعلیٰ ۱ تا ۵)

اپنے رب جلیل شان والے کی تسبیح کرو جس نے پیدا کیا پھر درست کیا اور جس نے اندازہ ٹھہرایا، پھر ہدایت بخشی اور جس نے چارہ اگایا پھر اس کو سیاہ رنگ کا کوڑا کر دیا۔

سُبْحٰنَ رَبِّكَ رَبِّ الْعِزَّةِ عَمَّا يَصِفُوْنَ ۝ وَسَلٰمٌ عَلَى الْمُرْسَلِيْنَ ۝ وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ ۝

(سورۃ الصافات آیت ۱۸۰ تا ۱۸۲)

یہ جو کچھ بیان کرتے ہیں تمہارا رب جو صاحب عزت ہے (اس سے) پاک ہے اور رسولوں پر سلامتی ہو اور سب تعریف اللہ کے لیے ہے جو عالمین کا رب ہے۔

وَاَمَّا بِنِعۡمَةِ رَبِّكَ فَحَدِّثۡ ۝ (سورۃ الضحیٰ آیت ۱۱)	اور اپنے رب کے انعامات کو بیان کرتے رہنا۔
فَاِذَا فَرَغۡتَ فَانۡصَبۡ ۝ وَاِلٰى رَبِّكَ فَارۡغَبۡ ۝ (سورۃ الم نشرح آیت ۷، ۸)	تو جب فارغ ہوا کرو تو محنت کیا کرو اور اپنے ربّ کی طرف متوجہ ہو جایا کرو۔
فَسَبِّحۡ بِحَمۡدِ رَبِّكَ وَاسۡتَغۡفِرۡهُ ؕ اِنَّهٗ كَانَ تَوَّابًا ۝ (سورۃ النصر آیت ۳)	تو اپنے رب کی تعریف کے ساتھ تسبیح کرو اور اس سے مغفرت مانگو بیشک وہ توبہ قبول کرنے والا ہے۔
قُلۡ اَعُوۡذُ بِرَبِّ الۡفَلَقِ ۝ مِنۡ شَرِّ مَا خَلَقَ ۝ وَمِنۡ شَرِّ غَاسِقٍ اِذَا وَقَبَ ۝ وَمِنۡ شَرِّ النَّفّٰثٰتِ فِى الۡعُقَدِ ۝ وَمِنۡ شَرِّ حَاسِدٍ اِذَا حَسَدَ ۝ (سورۃ الفلق آیت ۱ تا ۵)	کہو کہ میں صبح کے رب کی پناہ مانگتا ہوں ہر چیز کے شر سے جو اس نے پیدا کی، اور شب تاریک کی برائی سے جب اس کا اندھیرا چھا جائے اور گرہوں پر پھونکنے والیوں کے شر سے اور حسد کرنے والے کے شر سے جب وہ حسد کرنے پر آجائے۔
قُلۡ اَعُوۡذُ بِرَبِّ النَّاسِ ۝ مَلِكِ النَّاسِ ۝ اِلٰهِ النَّاسِ ۝ مِنۡ شَرِّ الۡوَسۡوَاسِ ۙ الۡخَنَّاسِ ۝ الَّذِىۡ يُوَسۡوِسُ فِىۡ صُدُوۡرِ النَّاسِ ۝ مِنَ الۡجِنَّةِ وَالنَّاسِ ۝ (سورۃ الناس آیت ۱ تا ۶)	کہو کہ میں لوگوں کے رب کی پناہ مانگتا ہوں، لوگوں کے بادشاہ کی، لوگوں کے اللہ کی، خناس کی وسوسہ اندازی کے شر سے، جو لوگوں کے سینوں میں وسوسے ڈالتا ہے (خواہ وہ) جنات سے (ہو) یا انسانوں میں سے۔
قُلۡ رَّبِّ اغۡفِرۡ وَارۡحَمۡ وَاَنۡتَ خَيۡرُ الرّٰحِمِيۡنَ ۝ (سورۃ المومنون آیت ۱۱۸)	کہو اے رب مجھے بخش دے اور مجھ پر رحم کر اور تو سب سے بہتر رحم کرنے والا ہے۔
وَاذۡكُرِ اسۡمَ رَبِّكَ وَتَبَتَّلۡ	اور اپنے رب کے اسماء کا ذکر کرو اور

اِلَیۡہِ تَبۡتِیۡلاً ۝ رَبُّ الۡمَشۡرِقِ وَالۡمَغۡرِبِ لَاۤ اِلٰہَ اِلَّا ھُوَ فَاتَّخِذۡہُ وَکِیۡلاً ۝

(سورۃ المزمل آیت ۸،۹)

ہر طرف سے بے تعلق ہو کر اس کی طرف متوجہ ہو جاؤ (وہی) مشرق اور مغرب کا مالک (ہے اور) اس کے سوا کوئی اِلٰہ نہیں، تو اس کو اپنا کارساز بناؤ۔

قُلۡ اَتُحَآجُّوۡنَنَا فِی اللّٰہِ وَھُوَ رَبُّنَا وَرَبُّکُمۡ ج وَلَنَاۤ اَعۡمَالُنَا وَلَکُمۡ اَعۡمَالُکُمۡ ج وَنَحۡنُ لَہٗ مُخۡلِصُوۡنَ ۝

(سورۃ البقرہ آیت ۱۳۹)

کہو کیا تم اللہ کے بارے میں ہم سے جھگڑتے ہو حالانکہ وہی ہمارا اور تمہارا رب ہے اور ہمارے لیے ہمارے اعمال اور تمہارے لیے تمہارے اعمال، اور ہم خاص اس کی بندگی (غلامی) کرنے والے ہیں۔

فَذَکِّرۡ قف اِنَّمَاۤ اَنۡتَ مُذَکِّرٌ ۝ لَسۡتَ عَلَیۡھِمۡ بِمُصَیۡطِرٍ ۝ اِلَّا مَنۡ تَوَلّٰی وَکَفَرَ ۝ فَیُعَذِّبُہُ اللّٰہُ الۡعَذَابَ الۡاَکۡبَرَ ۝ اِنَّ اِلَیۡنَاۤ اِیَابَھُمۡ ۝ ثُمَّ اِنَّ عَلَیۡنَا حِسَابَھُمۡ ۝

(سورۃ الغاشیہ آیت ۲۱تا۲۶)

تو یاد دہانی کرتے رہو کیونکہ تم یاد دہانی کرنے والے ہی ہو تم ان پر داروغہ نہیں ہو، ہاں جس نے منہ پھیرا اور ناشکری کی تو اللہ اس کو بڑا عذاب دے گا بیشک ان کو ہمارے پاس لوٹ کر آنا ہے پھر ہم ہی کو ان سے حساب لینا ہے۔

فَتَعٰلَی اللّٰہُ الۡمَلِکُ الۡحَقُّ ج لَاۤ اِلٰہَ اِلَّا ھُوَ ج رَبُّ الۡعَرۡشِ الۡکَرِیۡمِ ۝ وَمَنۡ یَّدۡعُ مَعَ اللّٰہِ اِلٰھًا اٰخَرَ لا لَا بُرۡھَانَ لَہٗ بِہٖ لا فَاِنَّمَا حِسَابُہٗ عِنۡدَ رَبِّہٖ ط اِنَّہٗ لَا یُفۡلِحُ الۡکٰفِرُوۡنَ ۝

(سورۃ المومنون آیت ۱۱۶تا۱۱۷)

اللہ جو حق بادشاہ ہے وہ عالی ہے، اس کے علاوہ کوئی اِلٰہ نہیں (وہی) عرشِ کریم کا مالک ہے، اور جو شخص اللہ کے ساتھ کسی اور کو بھی اِلٰہ سمجھ کر پکارتا ہے جس کی اس کے پاس کوئی سند نہیں، تو اس کا حساب اللہ ہی کے ہاں ہوگا، کچھ شک نہیں کہ کافر فلاح نہیں پائیں گے۔

إِنَّ إِلٰهَكُمْ لَوَاحِدٌ ۝ رَبُّ السَّمٰوٰتِ وَالْأَرْضِ وَمَا بَيْنَهُمَا وَرَبُّ الْمَشَارِقِ ۝
(سورۃ الصافات آیت ۴،۵)

کہ تمہارا اِلٰہ ایک ہی ہے جو آسمانوں اور زمین اور جو ان کے مابین ہے سب کا رب ہے اور سورج کے طلوع ہونے کے مقامات کا بھی رب ہے۔

إِنَّ هٰذِهٖ تَذْكِرَةٌ ۚ فَمَنْ شَاءَ اتَّخَذَ إِلٰى رَبِّهٖ سَبِيلًا ۝ (سورۃ المزمل ۱۹)

یہ تو یاد دہانی ہے سو جو چاہے اپنے رب تک راستہ اختیار کرے۔

فَلِلّٰهِ الْحَمْدُ رَبِّ السَّمٰوٰتِ وَرَبِّ الْأَرْضِ رَبِّ الْعٰلَمِينَ ۝ وَلَهُ الْكِبْرِيَاءُ فِي السَّمٰوٰتِ وَالْأَرْضِ ۖ وَهُوَ الْعَزِيزُ الْحَكِيمُ ۝
(سورۃ الجاثیہ آیت ۳۶،۳۷)

پس تمام تعریف اللہ ہی کی ہے جو آسمانوں، زمین اور عالمین کا رب ہے اور آسمانوں اور زمین میں اسی کے لیے بڑائی ہے اور وہ زبردست حکمت والا ہے۔

وَفِي الْأَرْضِ اٰيٰتٌ لِّلْمُوقِنِينَ ۝ وَفِيٓ أَنفُسِكُمْ ۚ أَفَلَا تُبْصِرُونَ ۝ وَفِي السَّمَاءِ رِزْقُكُمْ وَمَا تُوعَدُونَ ۝ فَوَرَبِّ السَّمَاءِ وَالْأَرْضِ إِنَّهٗ لَحَقٌّ مِّثْلَ مَآ أَنَّكُمْ تَنطِقُونَ ۝
(سورۃ الذٰریٰت آیت ۲۰تا۲۳)

اور یقین کرنے والوں کے لیے زمین میں نشانیاں ہیں اور خود تمہارے نفوس میں بھی، پس کیا تم غور سے نہیں دیکھتے اور تمہارا رزق اور جس چیز کا تم سے وعدہ کیا جاتا ہے آسمان میں ہے، تو آسمانوں اور زمین کے رب کی قسم یہ اس طرح حق ہے جس طرح کہ تم باہم باتیں کرتے ہو۔

وَأَنَّ إِلٰى رَبِّكَ الْمُنتَهٰى ۝
(سورۃ النجم آیت ۴۲)

اور یہ کہ تمہارا رب ہی منزلِ مقصود ہے۔

وَأَنَّهٗ هُوَ رَبُّ الشِّعْرٰى ۝ (النجم ۴۹)

اور یہ وہی شعریٰ کا رب ہے۔

فَبِأَيِّ اٰلَاءِ رَبِّكَ تَتَمَارٰى ۝
(سورۃ النجم آیت ۵۵)

تو اپنے رب کی کون کون سی نعمت پر جھگڑے گا؟

فَبِاَيِّ اٰلَاۗءِ رَبِّكُمَا تُكَذِّبٰنِ ۝
(سورۃ الرحمٰن آیت ۱۶)

تو تم اپنے رب کی کون کون سی نعمت کو جھٹلاؤ گے۔

رَبُّ الْمَشْرِقَيْنِ وَرَبُّ الْمَغْرِبَيْنِ ۝ (سورۃ الرحمٰن ۱۷)

وہی دونوں مشرقوں اور دونوں مغربوں کا رب ہے۔

كُلُّ مَنْ عَلَيْهَا فَانٍ ۝ وَّيَبْقٰى وَجْهُ رَبِّكَ ذِی الْجَلٰلِ وَالْاِكْرَامِ ۝ (سورۃ الرحمٰن آیت ۲۶، ۲۷)

جو کچھ اس پہ ہے سب کو فنا ہونا ہے، اور تمہارے رب ہی کا چہرہ جو صاحب جلال واکرام باقی رہے گا۔

تَبٰرَكَ اسْمُ رَبِّكَ ذِی الْجَلٰلِ وَالْاِكْرَامِ ۝ (سورۃ الرحمٰن آیت ۷۸)

تمہارا رب جو صاحب جلال واکرام ہے اس کا اسم بڑا بابرکت ہے۔

وَلِمَنْ خَافَ مَقَامَ رَبِّهٖ جَنَّتٰنِ ۝
(سورۃ الرحمٰن آیت ۴۶)

اور جو شخص اپنے رب کے سامنے کھڑا ہونے سے ڈرا اس کیلئے دو باغ ہیں۔

فَسَبِّحْ بِاسْمِ رَبِّكَ الْعَظِيْمِ ۝
(سورۃ الواقعہ آیت ۷۴)

تو تم اپنے عظیم رب کے اسم کی تسبیح کرو۔

فَلَآ اُقْسِمُ بِرَبِّ الْمَشٰرِقِ وَالْمَغٰرِبِ اِنَّا لَقٰدِرُوْنَ ۝ عَلٰٓى اَنْ نُّبَدِّلَ خَيْرًا مِّنْهُمْ ۙ وَمَا نَحْنُ بِمَسْبُوْقِيْنَ ۝ (سورۃ المعارج ۴۰، ۴۱)

ہمیں مشرقوں اور مغربوں کے رب کی قسم کہ ہم قادر ہیں اس بات پر کہ ان سے بہتر لوگ بدل لائیں اور ہم عاجز نہیں ہیں۔

مَثَلُ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا بِرَبِّهِمْ اَعْمَالُهُمْ كَرَمَادِ ِۨاشْتَدَّتْ بِهِ الرِّيْحُ فِيْ يَوْمٍ عَاصِفٍ ۭ لَا يَقْدِرُوْنَ مِمَّا كَسَبُوْا عَلٰي شَيْءٍ ۭ ذٰلِكَ هُوَ الضَّلٰلُ الْبَعِيْدُ ۝

(سورۃ ابراھیم آیت ۱۸)

جن لوگوں نے اپنے رب کی ناشکری کی ان کے اعمال کی مثال راکھ کی سی ہے کہ آندھی کے دن اس پر زور کی ہوا چلے اور اسے اڑا لے جائے جو کام وہ کرتے رہے ان پر ان کو کچھ دسترس نہ ہوگا یہی تو پرلے درجے کی گمراہی ہے۔

جھگڑا ہمیشہ صرف اس بات پر رہا ہے کہ
اللہ ہی تمہارا ربّ ہے

اور جب حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے بحکمِ الٰہی لوگوں کو ایک اللہ ہی کو رب تسلیم کرنے کی دعوت دی تو وہی لوگ جو اللہ تعالیٰ ہی کو ربّ العٰلمین، ربّ العرش، ربّ الکعبہ، ربّ السمٰوٰت والارض تسلیم کرتے تھے، اس کے اور اس کے ماننے والوں کی جان کے درپے ہو گئے، اسے اور اس کے ماننے والوں کو وہ وہ اذیتیں پہنچائیں کہ الامان والحفیظ! اور جب ان کی یہ زیادتیاں انتہا کو پہنچیں تو مسلمانوں نے بحکمِ الٰہی مکہ سے مدینہ ہجرت فرمائی، لیکن اہلِ مکہ ان کو یہاں بھی آرام سے کب چھوڑنے والے تھے، وہ تو ان لوگوں کو جو "اللہ ہی کو اپنا ربّ" تسلیم کر چکے تھے، صفحۂ ہستی سے مٹا دینا چاہتے تھے، پس اللہ تعالیٰ کی طرف سے انہیں بھی لڑنے کی اجازت ان الفاظ میں ملی کہ :-

أُذِنَ لِلَّذِينَ يُقَاتَلُونَ بِأَنَّهُمْ ظُلِمُوا ۚ وَإِنَّ اللَّهَ عَلَىٰ نَصْرِهِمْ لَقَدِيرٌ ۝ الَّذِينَ أُخْرِجُوا مِن دِيَارِهِم بِغَيْرِ حَقٍّ إِلَّا أَن يَقُولُوا رَبُّنَا اللَّهُ ۗ

(سورۃ الحج آیت ۳۹، ۴۰)

(مسلمانوں میں سے) جو لڑنا چاہیں ان کو لڑنے کی اجازت ہے کیونکہ ان پر ظلم ہو رہا ہے اور بلا شک و شبہ اللہ ان کی مدد پر قادر ہے، یہ وہ لوگ ہیں کہ اپنے گھروں سے ناحق نکال دیئے گئے صرف اس کہنے پر کہ اللہ ہمارا رب ہے۔

اور ان سے ہر قسم کے تعلقات کو ختم کرنے کا حکم دیا اور وجہ بھی بتائی کہ چونکہ وہ اس حقیقت کو تسلیم نہیں کرتے کہ جو تمہیں پہنچ چکا ہے "یعنی یہ کہ ہمارا رب اللہ ہے"، پس وہ اس قابل نہیں کہ تم ان سے رواداری کا تعلق جاری رکھو کیونکہ ایسا کرنا خود ایک بہت بڑی غلطی ہے اور راہِ راست سے بھٹک جانا ہے۔

کے مترادف ہے۔

يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا لَا تَتَّخِذُوا عَدُوِّي وَعَدُوَّكُمْ أَوْلِيَاءَ تُلْقُونَ إِلَيْهِم بِالْمَوَدَّةِ وَقَدْ كَفَرُوا بِمَا جَاءَكُم مِّنَ الْحَقِّ يُخْرِجُونَ الرَّسُولَ وَإِيَّاكُمْ أَن تُؤْمِنُوا بِاللَّهِ رَبِّكُمْ إِن كُنتُمْ خَرَجْتُمْ جِهَادًا فِي سَبِيلِي وَابْتِغَاءَ مَرْضَاتِي تُسِرُّونَ إِلَيْهِم بِالْمَوَدَّةِ وَأَنَا أَعْلَمُ بِمَا أَخْفَيْتُمْ وَمَا أَعْلَنتُمْ وَمَن يَفْعَلْهُ مِنكُمْ فَقَدْ ضَلَّ سَوَاءَ السَّبِيلِ ۝

(سورۃ الممتحنہ آیت ۱)

مومنو! اگر تم میری راہ میں لڑنے اور میری خوشنودی طلب کرنے کے لیے نکلے ہو تو میرے اور اپنے دشمنوں کو دوست نہ بناؤ، تم تو ان کو دوستی کے پیغام بھیجتے ہو اور وہ حق سے جو تمہارے پاس آیا ہے منکر ہیں اور اس باعث سے کہ تم اپنے رب اللہ پر ایمان لائے ہو، اور تم کو جلا وطن کرتے ہیں، تم ان کے پاس پوشیدہ دوستی کے پیغام بھیجتے ہو، اور جو کچھ تم مخفی طور پر اور جو علی الاعلان کرتے ہو وہ مجھے معلوم ہے اور جو کوئی تم میں سے ایسا کرے گا وہ سیدھے رستے سے بھٹک گیا۔

آخر میں عرض ہے کہ میں اپنے آپ کو تو اس قابل نہیں پاتا کہ آپ لوگوں کو کچھ نصیحت کروں اس لیے آپ کے رب ہی کے کلام کے واسطے سے آپ کو مخاطب کرنے کی جسارت کرتا ہوں۔

يَا أَيُّهَا النَّاسُ قَدْ جَاءَكُم بُرْهَانٌ مِّن رَّبِّكُمْ وَأَنزَلْنَا إِلَيْكُمْ نُورًا مُّبِينًا ۝ فَأَمَّا الَّذِينَ آمَنُوا بِاللَّهِ وَاعْتَصَمُوا بِهِ فَسَيُدْخِلُهُمْ فِي رَحْمَةٍ مِّنْهُ وَفَضْلٍ وَيَهْدِيهِمْ إِلَيْهِ صِرَاطًا مُّسْتَقِيمًا ۝

(سورۃ النساء آیت ۱۷۴، ۱۷۵)

لوگو! تمہارے رب کی طرف سے تمہارے پاس دلیل آچکی ہے اور ہم نے تمہاری طرف بیّن نور بھیج دیا ہے پس جو لوگ اللہ پر ایمان لائے اور اس کو مضبوط پکڑے رہے ان کو وہ اپنی رحمت و فضل میں داخل کرے گا اور اپنے آپ تک پہنچنے کیلئے ان کو صراط مستقیم

يٰۤاَهْلَ الْكِتٰبِ قَدْ جَآءَكُمْ رَسُوْلُنَا
يُبَيِّنُ لَكُمْ كَثِيْرًا مِّمَّا كُنْتُمْ
تُخْفُوْنَ مِنَ الْكِتٰبِ وَ يَعْفُوْا عَنْ
كَثِيْرٍ ۬ؕ قَدْ جَآءَكُمْ مِّنَ اللّٰهِ نُوْرٌ
وَّ كِتٰبٌ مُّبِيْنٌ ۙ يَّهْدِيْ بِهِ اللّٰهُ
مَنِ اتَّبَعَ رِضْوَانَهٗ سُبُلَ السَّلٰمِ
وَ يُخْرِجُهُمْ مِّنَ الظُّلُمٰتِ اِلَى
النُّوْرِ بِاِذْنِهٖ وَ يَهْدِيْهِمْ اِلٰى
صِرَاطٍ مُّسْتَقِيْمٍ ۝
(سورۃ المائدہ آیت ۱۵، ۱۶)

اے اہلِ کتاب تمہارے پاس ہمارا پیغام رساں
آچکا ہے کہ جو کچھ تم کتاب میں سے چھپاتے
تھے وہ اس میں سے بہت کچھ تمہیں
کھول کھول کر بتا دیتے ہیں اور بہت
سے معاف کر دیتے ہیں بے شک تمہارے
پاس اللہ کی طرف سے نور اور روشن
کتاب آچکی ہے اللہ سلامتی کی راہیں دکھاتا
ہے اسے جو اس کی رضا کا طالب ہو
اور انہیں اپنے حکم سے اندھیروں سے
نور کی طرف نکالتا ہے اور انہیں
سیدھی راہ پر چلاتا ہے۔

يٰۤاَهْلَ الْكِتٰبِ قَدْ جَآءَكُمْ رَسُوْلُنَا
يُبَيِّنُ لَكُمْ عَلٰى فَتْرَةٍ مِّنَ
الرُّسُلِ اَنْ تَقُوْلُوْا مَا جَآءَنَا مِنْۢ
بَشِيْرٍ وَّ لَا نَذِيْرٍ فَقَدْ جَآءَكُمْ
بَشِيْرٌ وَّ نَذِيْرٌ ؕ وَ اللّٰهُ عَلٰى كُلِّ
شَيْءٍ قَدِيْرٌ ۝
(سورۃ المائدہ آیت ۱۹)

اے اہلِ کتاب! پیغام رسانوں کے آنے
کا سلسلہ جو منقطع رہا تمہارے پاس ہمارا
پیغام رساں آچکا ہے جو کھول کھول کر
تمہیں بیان کرتا ہے تاکہ تم یہ نہ کہہ سکو کہ
ہمارے پاس کوئی خوشخبری دینے یا آگاہ
کرنے والا نہیں آیا تھا، تمہارے پاس
خوشخبری دینے اور آگاہ کرنے والا آگیا
ہے، اور اللہ ہر شے پر قادر ہے۔

وَمَا لَكُمْ لَا تُؤْمِنُوْنَ بِاللّٰهِ ۚ
وَالرَّسُوْلُ يَدْعُوْكُمْ لِتُؤْمِنُوْا
بِرَبِّكُمْ وَقَدْ اَخَذَ مِيْثَاقَكُمْ اِنْ
كُنْتُمْ مُّؤْمِنِيْنَ ۝ هُوَ الَّذِيْ

اور تمہیں کیا ہوا ہے کہ اللہ پر ایمان
نہیں لاتے حالانکہ پیغام رساں تمہیں
بلا رہے ہیں کہ اپنے رب پر ایمان لاؤ
اور اگر تم مومن ہو تو وہ تم سے عہد بھی

يُنَزِّلُ عَلٰى عَبْدِهٖٓ اٰيٰتٍۢ بَيِّنٰتٍ لِّيُخْرِجَكُمْ مِّنَ الظُّلُمٰتِ اِلَى النُّوْرِ ۭ وَاِنَّ اللّٰهَ بِكُمْ لَرَءُوْفٌ رَّحِيْمٌ ۝
(سورۃ الحدید آیت ۸،۹)

لے چکا ہے وہی تو ہے جو اپنے بندے پر واضح آیتیں نازل کرتا ہے تاکہ تم کو ظلمات میں سے نکال کر نور میں لائے، بے شک اللہ تم پر نہایت شفقت کرنے والا اور رحیم ہے۔

وَلِلَّذِيْنَ كَفَرُوْا بِرَبِّهِمْ عَذَابُ جَهَنَّمَ ۭ وَبِئْسَ الْمَصِيْرُ ۝
(سورۃ الملک آیت ۶)

اور جن لوگوں نے اپنے رب کی ناشکری کی ان کے لیے جہنم کا عذاب ہے اور وہ برا ٹھکانا ہے۔

کیونکہ عذاب سے تو صرف وہی لوگ بچ سکیں گے۔

وَالَّذِيْنَ هُمْ مِّنْ عَذَابِ رَبِّهِمْ مُّشْفِقُوْنَ ۝ (سورۃ المعارج ۲۷)

اور جو اپنے رب کے عذاب سے خوف رکھتے ہیں۔

اِنَّ عَذَابَ رَبِّهِمْ غَيْرُ مَاْمُوْنٍ ۝
(سورۃ المعارج آیت ۲۸)

بے شک ان کے رب کا عذاب ہے ہی ایسا کہ اس سے بے خوف نہ ہوا جائے۔

بلکہ اپنے آپ کو اللہ تعالےٰ کے عذاب سے محفوظ سمجھنا ہی ناشکری ہے، کفر ہے اور یہ تو گمراہوں کا شیوہ ہے، پس لازم ہے کہ اپنے رب کی طرف آؤ۔

قُلْ يٰعِبَادِيَ الَّذِيْنَ اَسْرَفُوْا عَلٰٓي اَنْفُسِهِمْ لَا تَقْنَطُوْا مِنْ رَّحْمَةِ اللّٰهِ ۭ اِنَّ اللّٰهَ يَغْفِرُ الذُّنُوْبَ جَمِيْعًا ۭ اِنَّهٗ هُوَ الْغَفُوْرُ الرَّحِيْمُ ۝ وَاَنِيْبُوْٓا اِلٰى رَبِّكُمْ وَاَسْلِمُوْا لَهٗ مِنْ قَبْلِ اَنْ يَّاْتِيَكُمُ الْعَذَابُ ثُمَّ لَا تُنْصَرُوْنَ ۝ وَاتَّبِعُوْٓا اَحْسَنَ

کہہ دو کہ اے میرے (یعنی اللہ کے) بندو! جنہوں نے اپنے نفوس پر زیادتی کی ہے اللہ کی رحمت سے مایوس نہ ہونا، اللہ تو سب گناہوں کو بخش دیتا ہے وہ تو بخشنے والا مہربان ہے اور اس سے پہلے کہ تم پر عذاب آ واقع ہو اپنے رب کی طرف رجوع کرو اور اس کے سامنے سر تسلیم خم کر دو

مَآ اُنْزِلَ اِلَيْكُمْ مِّنْ رَّبِّكُمْ مِّنْ
قَبْلِ اَنْ يَّاْتِيَكُمُ الْعَذَابُ بَغْتَةً
وَّاَنْتُمْ لَا تَشْعُرُوْنَ ۝ اَنْ تَقُوْلَ
نَفْسٌ يّٰحَسْرَتٰى عَلٰى مَا فَرَّطْتُّ فِيْ
جَنْۢبِ اللّٰهِ وَاِنْ كُنْتُ لَمِنَ السّٰخِرِيْنَ ۝
اَوْ تَقُوْلَ لَوْ اَنَّ اللّٰهَ هَدٰىنِيْ
لَكُنْتُ مِنَ الْمُتَّقِيْنَ ۝ اَوْ تَقُوْلَ
حِيْنَ تَرَى الْعَذَابَ لَوْ اَنَّ لِيْ
كَرَّةً فَاَكُوْنَ مِنَ الْمُحْسِنِيْنَ ۝
بَلٰى قَدْ جَآءَتْكَ اٰيٰتِيْ فَكَذَّبْتَ
بِهَا وَاسْتَكْبَرْتَ وَكُنْتَ مِنَ
الْكٰفِرِيْنَ ۝

پھر تم کو مدد نہیں ملے گی۔ اور اس سے
پہلے کہ تم پر ناگہاں عذاب آجائے اور
تم کو خبر بھی نہ ہو۔ تو جو کچھ احسن تمہارے
رب کی طرف سے تم پر نازل ہو چکا ہے اس
کی متابعت کرو کہ کوئی نفس کہنے لگے کہ اس
تقصیر پر افسوس ہے جو میں نے اللہ کے حق
میں کی اور میں تو ہنسی ہی کرتا رہا، یا یہ کہنے
لگے کہ اگر اللہ مجھ کو ہدایت دیتا تو میں بھی
متقیوں میں ہوتا، یا جب عذاب دیکھ لے
تو کہنے لگے کہ اگر مجھے دوبارہ موقع دیا جائے
تو میں نیکوکاروں میں ہو جاؤں، کیوں نہیں!
میری آیتیں تیرے پاس پہنچ گئی ہیں مگر تم نے ان
کو جھٹلایا اور شیخی میں آگیا اور تو ناشکرا بن گیا۔

سورۃ الزمر آیت ۵۳ تا ۵۹

وَاتَّقُوا اللّٰهَ لَعَلَّكُمْ تُفْلِحُوْنَ ۝
وَاتَّقُوا النَّارَ الَّتِيْٓ اُعِدَّتْ
لِلْكٰفِرِيْنَ ۝ وَاَطِيْعُوا اللّٰهَ
وَالرَّسُوْلَ لَعَلَّكُمْ تُرْحَمُوْنَ ۝
وَسَارِعُوْٓا اِلٰى مَغْفِرَةٍ مِّنْ رَّبِّكُمْ
وَجَنَّةٍ عَرْضُهَا السَّمٰوٰتُ وَالْاَرْضُ ۙ
اُعِدَّتْ لِلْمُتَّقِيْنَ ۝ الَّذِيْنَ
يُنْفِقُوْنَ فِي السَّرَّآءِ وَالضَّرَّآءِ
وَالْكٰظِمِيْنَ الْغَيْظَ وَالْعَافِيْنَ
عَنِ النَّاسِ وَاللّٰهُ يُحِبُّ الْمُحْسِنِيْنَ ۝

اور اللہ سے تقویٰ اختیار کرو تاکہ تم فلاح
پاؤ اور اس آگ سے ڈرو جو کافروں (ناشکروں)
کے لیے تیار کی گئی ہے۔ اور اللہ اور اس کے
رسول کی اطاعت کرو تاکہ تم پر رحم کیا جائے۔
اور اپنے رب کی مغفرت اور جنت کی طرف
لپکو جس کا عرض آسمانوں اور زمین کے برابر
ہے اور جو متقیوں کے لیے تیار کی گئی ہے۔
وہ لوگ جو آسودگی اور تنگی میں خرچ کرتے ہیں
اور غصہ کو ضبط کرتے ہیں اور لوگوں کے
قصور معاف کر دیتے ہیں اور اللہ نیکوکاروں

وَالَّذِيْنَ إِذَا فَعَلُوْا فَاحِشَةً أَوْ
ظَلَمُوْا أَنْفُسَهُمْ ذَكَرُوا اللّٰهَ
فَاسْتَغْفَرُوْا لِذُنُوْبِهِمْ ص وَمَنْ
يَّغْفِرُ الذُّنُوْبَ إِلَّا اللّٰهُ ص وَلَمْ
يُصِرُّوْا عَلٰى مَا فَعَلُوْا وَهُمْ يَعْلَمُوْنَ ٥
أُولٰٓئِكَ جَزَآؤُهُمْ مَّغْفِرَةٌ مِّنْ
رَّبِّهِمْ وَجَنّٰتٌ تَجْرِيْ مِنْ
تَحْتِهَا الْأَنْهٰرُ خٰلِدِيْنَ فِيْهَا ط
وَنِعْمَ أَجْرُ الْعٰمِلِيْنَ ٥
(سورۃ آلِ عمران آیت نمبر ۱۳۵ تا ۱۳۶)

کو دوست رکھتا ہے۔ اور وہ کہ جب کوئی کھلا گناہ یا اپنے حق میں کوئی اور برائی کر بیٹھے تو اللہ کو یاد کرتے ہیں اور اپنے گناہوں کی بخشش مانگتے ہیں اور اللہ کے سوا گناہ بخش بھی کون سکتا ہے اور جان بوجھ کر اپنے افعال پر اڑے نہیں رہتے۔ ایسے لوگوں کا صلہ رب کی طرف سے بخشش اور باغات ہیں جن کے نیچے نہریں بہہ رہی ہیں وہ ان میں ہمیشہ بستے رہیں گے اور اچھے کام کرنے والوں کا بدلہ بہت اچھا ہے۔

يٰٓأَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوا ارْكَعُوْا وَاسْجُدُوْا
وَاعْبُدُوْا رَبَّكُمْ وَافْعَلُوا الْخَيْرَ لَعَلَّكُمْ
تُفْلِحُوْنَ ٥ وَجَاهِدُوْا فِي اللّٰهِ
حَقَّ جِهَادِهٖ ط هُوَ اجْتَبٰكُمْ وَمَا
جَعَلَ عَلَيْكُمْ فِي الدِّيْنِ مِنْ
حَرَجٍ ط مِلَّةَ أَبِيْكُمْ إِبْرٰهِيْمَ ط
هُوَ سَمّٰكُمُ الْمُسْلِمِيْنَ ٥ مِنْ
قَبْلُ وَفِيْ هٰذَا لِيَكُوْنَ الرَّسُوْلُ
شَهِيْدًا عَلَيْكُمْ وَتَكُوْنُوْا
شُهَدَآءَ عَلَى النَّاسِ ج فَأَقِيْمُوا
الصَّلٰوةَ وَاٰتُوا الزَّكٰوةَ وَاعْتَصِمُوْا
بِاللّٰهِ ط هُوَ مَوْلٰكُمْ ج فَنِعْمَ الْمَوْلٰى
وَنِعْمَ النَّصِيْرُ ٥ (سورۃ الحج آیت ۷۷، ۷۸) -

مومنو! رکوع کرتے، سجدے کرتے اور اپنے رب کی بندگی کرتے رہو اور نیک کام کرو تاکہ فلاح پاؤ۔ اور اللہ کی راہ میں جہاد کرو جیسا کہ جہاد کرنے کا حق ہے، اس نے تم کو چن لیا ہے اور تم پر دین میں تنگی نہیں کی تمہارے باپ ابراہیم کا دین، اسی نے پہلے تمہارا نام مسلمان رکھا تھا اور اس میں بھی (تمہارا نام مسلمان ہی ہے) تاکہ پیغام رساں تم پر گواہ ہو اور تم لوگوں پر گواہ ہو، نماز قائم کرو اور زکوٰۃ دو اور اللہ کو پکڑے رہو وہی تمہارا مولیٰ ہے اور خوب مولیٰ اور خوب مددگار ہے۔

إِنَّ لِلْمُتَّقِينَ مَفَازًا ۙ حَدَآئِقَ
وَأَعْنَابًا ۝ وَّكَوَاعِبَ أَتْرَابًا ۝
وَّكَأْسًا دِهَاقًا ۝ لَا يَسْمَعُونَ
فِيهَا لَغْوًا وَّلَا كِذّٰبًا ۝ جَزَآءً
مِّن رَّبِّكَ عَطَآءً حِسَابًا ۝ رَّبِّ
السَّمٰوٰتِ وَالْأَرْضِ وَمَا بَيْنَهُمَا
الرَّحْمٰنِ لَا يَمْلِكُونَ مِنْهُ خِطَابًا ۝
يَوْمَ يَقُومُ الرُّوحُ وَالْمَلٰٓئِكَةُ
صَفًّا ۙ لَّا يَتَكَلَّمُونَ إِلَّا مَنْ أَذِنَ
لَهُ الرَّحْمٰنُ وَقَالَ صَوَابًا ۝ ذٰلِكَ
الْيَوْمُ الْحَقُّ ۚ فَمَن شَآءَ اتَّخَذَ
إِلٰى رَبِّهِ مَآبًا ۝ إِنَّآ أَنذَرْنٰكُمْ
عَذَابًا قَرِيبًا ۝ يَّوْمَ يَنظُرُ
الْمَرْءُ مَا قَدَّمَتْ يَدَاهُ وَيَقُولُ
الْكَافِرُ يٰلَيْتَنِي كُنتُ تُرٰبًا ۝
(سورۃ النبا آیت ۳۱ تا ۴۰)

بے شک متقیوں کے لیے کامیابی ہے، باغ اور انگور اور ہم عمر نوجوان ساتھی عورتیں اور بھرے ہوئے گلاس، وہاں نہ بیہودہ بات سنیں گے نہ جھوٹ، یہ تمہارے رب کی طرف سے صلہ ہے انعام متعین۔ وہ جو آسمانوں، زمین اور جو ان کے مابین ہے کا رب ہے، الرحمٰن کسی کو اس سے بات کرنے کا یارا نہ ہوگا، جس دن روح اور فرشتے صف باندھ کر کھڑے ہوں گے تو کوئی بول نہ سکے گا مگر جس کو الرحمٰن اجازت بخشے اور جو درست بات کہے، یہ یقینی دن ہے پس جو چاہے اپنے رب کے پاس ٹھکانا بنالے، بے شک ہم نے تمہیں ایک عنقریب آنے والے عذاب سے ڈرایا ہے، جس دن آدمی دیکھے گا جو کچھ اس کے ہاتھوں نے آگے بھیجا تھا اور کافر کہے گا اے کاش! میں مٹی میں گیا ہوتا۔

يٰٓأَيُّهَا الْإِنسَانُ مَا غَرَّكَ
بِرَبِّكَ الْكَرِيمِ ۝ الَّذِي
خَلَقَكَ فَسَوّٰكَ فَعَدَلَكَ ۝
فِي أَيِّ صُورَةٍ مَّا شَآءَ
رَكَّبَكَ ۝
(سورۃ الانفطار آیت ۶ تا ۸)

اے انسان! تجھ کو اپنے کریم رب کے بارے میں کس چیز نے دھوکہ دیا ہے؟ وہی تو ہے جس نے تجھے پیدا کیا اور تجھے درست کیا اور تجھے موزوں مناسبت سے رکھا اور جس صورت میں چاہا تجھے جوڑ دیا۔

يٰٓاَيُّهَا الْاِنْسَانُ اِنَّكَ كَادِحٌ اِلٰى
رَبِّكَ كَدْحًا فَمُلٰقِيْهِ ۝ فَاَمَّا
مَنْ اُوْتِيَ كِتٰبَهٗ بِيَمِيْنِهٖ ۝ فَسَوْفَ
يُحَاسَبُ حِسَابًا يَّسِيْرًا ۝ وَّ
يَنْقَلِبُ اِلٰٓى اَهْلِهٖ مَسْرُوْرًا ۝
وَاَمَّا مَنْ اُوْتِيَ كِتٰبَهٗ وَرَآءَ
ظَهْرِهٖ ۝ فَسَوْفَ يَدْعُوْا
ثُبُوْرًا ۝ وَّيَصْلٰى سَعِيْرًا ۝
اِنَّهٗ كَانَ فِيْٓ اَهْلِهٖ مَسْرُوْرًا ۝
اِنَّهٗ ظَنَّ اَنْ لَّنْ يَّحُوْرَ ۝ بَلٰٓى ج
اِنَّ رَبَّهٗ كَانَ بِهٖ بَصِيْرًا ۝
(انشقاق آیت ۶ تا ۱۵)

اے انسان! تو اپنے رب کی طرف خوب کوشش کرتا ہے سو تو اس سے جا ملے گا۔ تو جس کو کتاب داہنے ہاتھ میں دی جائے گی اس سے حساب لیا جائے گا اور وہ اپنے گھر والوں میں خوش خوش آئے گا۔ اور جس کو کتاب اس کی پیٹھ کے پیچھے دی جائے گی وہ بربادی کو پکارے گا اور جھلسا دینے والی آگ میں پھینک دیا جائے گا۔ یہ اپنے اہل میں مست رہتا تھا اور خیال کیا کرتا تھا کہ پھر کر نہ لوٹے گا، ہاں اس کا رب اس کو دیکھ رہا تھا۔

كَلَّآ اِذَا دُكَّتِ الْاَرْضُ دَكًّا
دَكًّا ۝ وَّجَآءَ رَبُّكَ وَالْمَلَكُ
صَفًّا صَفًّا ۝ وَجِايْٓءَ يَوْمَئِذٍۢ
بِجَهَنَّمَ ۝ يَوْمَئِذٍ يَّتَذَكَّرُ الْاِنْسَانُ
وَاَنّٰى لَهُ الذِّكْرٰى ۝ يَقُوْلُ
يٰلَيْتَنِيْ قَدَّمْتُ لِحَيَاتِيْ ۝
فَيَوْمَئِذٍ لَّا يُعَذِّبُ عَذَابَهٗٓ
اَحَدٌ ۝ وَّلَا يُوْثِقُ وَثَاقَهٗٓ
اَحَدٌ ۝ يٰٓاَيَّتُهَا النَّفْسُ الْمُطْمَئِنَّةُ ۝
ارْجِعِيْٓ اِلٰى رَبِّكِ رَاضِيَةً

تو جب زمین کی بلندی کوٹ کوٹ کر پست کر دی جائے گی۔ اور تمہارا رب اور فرشتے قطار در قطار آموجود ہوں گے۔ اور جہنم اس دن حاضر کی جائے گی۔ تو اس دن انسان یاد کرے گا۔ مگر اب یاد دہانی سے (کیا فائدہ؟) کہے گا کاش! میں نے اپنی حیات کے لیے کچھ آگے بھیجا ہوتا، کوئی اس طرح کا عذاب نہیں دے سکتا جیسا کہ وہ اس دن

مَرۡضِیَّۃً ٥ فَادۡخُلِیۡ فِیۡ عِبٰدِیۡ ٥ وَادۡخُلِیۡ جَنَّتِیۡ ٥
(سورۃ الفجر آیت نمبر ۲۱ تا ۳۰)

عذاب دے گا اور نہ کوئی ویسا جکڑ نا جکڑے گا۔ اے مطمئن نفس! اپنے رب کی طرف لوٹ چل تو اس سے راضی وہ تجھ سے راضی۔ میرے بندوں میں شامل ہو جا اور میری جنّت میں داخل ہو جا۔

بَدِیۡعُ السَّمٰوٰتِ وَالۡاَرۡضِ ؕ اَنّٰی یَکُوۡنُ لَہٗ وَلَدٌ وَّلَمۡ تَکُنۡ لَّہٗ صَاحِبَۃٌ ؕ وَخَلَقَ کُلَّ شَیۡءٍ ۚ وَہُوَ بِکُلِّ شَیۡءٍ عَلِیۡمٌ ٥ ذٰلِکُمُ اللّٰہُ رَبُّکُمۡ ۚ لَاۤ اِلٰہَ اِلَّا ہُوَ ۚ خَالِقُ کُلِّ شَیۡءٍ فَاعۡبُدُوۡہُ ۚ وَہُوَ عَلٰی کُلِّ شَیۡءٍ وَّکِیۡلٌ ٥ لَا تُدۡرِکُہُ الۡاَبۡصَارُ ۫ وَہُوَ یُدۡرِکُ الۡاَبۡصَارَ ۚ وَہُوَ اللَّطِیۡفُ الۡخَبِیۡرُ ٥ قَدۡ جَآءَکُمۡ بَصَآئِرُ مِنۡ رَّبِّکُمۡ ۚ فَمَنۡ اَبۡصَرَ فَلِنَفۡسِہٖ ۚ وَمَنۡ عَمِیَ فَعَلَیۡہَا ؕ وَمَاۤ اَنَا عَلَیۡکُمۡ بِحَفِیۡظٍ ٥
(سورۃ الانعام آیت نمبر ۱۰۲ تا ۱۰۴)

زمین و آسمانوں کی ابتداء کرنے والا ہے اس کے اولاد کہاں سے ہو جبکہ اس کی بیوی ہی نہیں، اور اس نے ہر چیز کو پیدا کیا ہے اور وہ ہر چیز سے باخبر ہے، یہی اللہ تمہارا رب ہے اس کے علاوہ کوئی الٰہ نہیں۔ تمام اشیاء کا خالق ہے تو اسی کی بندگی کرو اور وہ ہر چیز کا نگران ہے۔ نظریں اس کا ادراک نہیں کر سکتیں اور وہ بصارت کا ادراک کر سکتا ہے اور وہ لطیف اور خبر دار ہے۔ تمہارے پاس رب کی طرف سے بصارت آ چکی ہے۔ جو کوئی بصارت حاصل کرے تو اپنے نفس کے لیے اور جو اندھا رہا اپنے لیے ہی اندھا رہا۔ اور میں تمہارا نگہبان نہیں ہوں۔

اِنَّ رَبَّکُمُ اللّٰہُ الَّذِیۡ خَلَقَ السَّمٰوٰتِ وَالۡاَرۡضَ فِیۡ سِتَّۃِ اَیَّامٍ ثُمَّ اسۡتَوٰی عَلَی الۡعَرۡشِ یُدَبِّرُ الۡاَمۡرَ ؕ مَا مِنۡ شَفِیۡعٍ اِلَّا مِنۡۢ بَعۡدِ

یقیناً تمہارا رب وہی اللہ ہے جس نے کہ ارض و سماوات کو چھ دن میں تخلیق کیا، پھر عرش پر قائم ہوا وہی ہر امر کی تدبیر کرتا ہے، اس کی

اِذْنِهٖ ط ذٰلِكُمُ اللّٰهُ رَبُّكُمْ فَاعْبُدُوْهُ ۚ اَفَلَا تَذَكَّرُوْنَ ۝

(سورۂ یونس آیت ۳)

اجازت کے بغیر کوئی (کسی کی) سفارش تک نہیں کرسکتا، یہی اللہ تمہارا رب ہے پس اس کی بندگی (غلامی) کرو کیوں تم نصیحت حاصل نہیں کرتے۔

وَاللّٰهُ خَلَقَكُمْ مِّنْ تُرَابٍ ثُمَّ مِنْ نُّطْفَةٍ ثُمَّ جَعَلَكُمْ اَزْوَاجًا ط وَمَا تَحْمِلُ مِنْ اُنْثٰى وَلَا تَضَعُ اِلَّا بِعِلْمِهٖ ط وَمَا يُعَمَّرُ مِنْ مُّعَمَّرٍ وَّلَا يُنْقَصُ مِنْ عُمُرِهٖٓ اِلَّا فِيْ كِتٰبٍ ط اِنَّ ذٰلِكَ عَلَى اللّٰهِ يَسِيْرٌ ۝ وَمَا يَسْتَوِي الْبَحْرٰنِ ق هٰذَا عَذْبٌ فُرَاتٌ سَآئِغٌ شَرَابُهٗ وَهٰذَا مِلْحٌ اُجَاجٌ ط وَمِنْ كُلٍّ تَاْكُلُوْنَ لَحْمًا طَرِيًّا وَّتَسْتَخْرِجُوْنَ حِلْيَةً تَلْبَسُوْنَهَا ج وَتَرَى الْفُلْكَ فِيْهِ مَوَاخِرَ لِتَبْتَغُوْا مِنْ فَضْلِهٖ وَلَعَلَّكُمْ تَشْكُرُوْنَ ۝ يُوْلِجُ الَّيْلَ فِي النَّهَارِ وَيُوْلِجُ النَّهَارَ فِي الَّيْلِ لا وَسَخَّرَ الشَّمْسَ وَالْقَمَرَ صلے كُلٌّ يَّجْرِيْ لِاَجَلٍ مُّسَمًّى ط ذٰلِكُمُ اللّٰهُ رَبُّكُمْ لَهُ الْمُلْكُ ط وَالَّذِيْنَ

اور اللہ ہی نے تم کو مٹی سے پیدا کیا پھر نطفے سے پھر تم کو جوڑا جوڑا بنا دیا، اور کوئی عورت نہ حاملہ ہوتی ہے اور نہ جنتی ہے مگر اس کے علم سے، اور نہ کسی بڑی عمر والے کو عمر زیادہ دی جاتی ہے اور نہ اس کی عمر کم کی جاتی ہے مگر کتاب میں ہے۔ بے شک یہ اللہ کو آسان ہے اور دو سمندر ایک جیسے نہیں ہوتے، یہ تو میٹھا ہے پیاس بجھانے والا جس کا پانی خوشگوار ہے، اور یہ کھاری ہے کڑوا، اور سب سے تم تازہ گوشت کھاتے ہو اور زیور نکالتے ہو جسے پہنتے ہو، اور تم دریا میں کشتیوں کو دیکھتے ہو کہ پھاڑتی چلی آتی ہیں تاکہ تم اس کے فضل سے تلاش کرو اور تاکہ تم شکر کرو۔ وہ رات کو دن میں داخل کرتا ہے اور دن کو رات میں داخل کرتا ہے

تَدۡعُوۡنَ مِنۡ دُوۡنِهٖ مَا يَمۡلِكُوۡنَ مِنۡ قِطۡمِيۡرٍ ؕ اِنۡ تَدۡعُوۡهُمۡ لَا يَسۡمَعُوۡا دُعَآءَكُمۡ ۚ وَلَوۡ سَمِعُوۡا مَا اسۡتَجَابُوۡا لَكُمۡ ؕ وَيَوۡمَ الۡقِيٰمَةِ يَكۡفُرُوۡنَ بِشِرۡكِكُمۡ ؕ وَلَا يُنَبِّئُكَ مِثۡلُ خَبِيۡرٍ ۝

(سورۃ الفاطر آیت ۱۳ تا ۱۴)

اور اسی نے سورج اور چاند کو کام میں لگا رکھا ہے۔ یہی اللہ تمہارا رب ہے اسی کی بادشاہی ہے۔ اور جنہیں تم اس کے سوا پکارتے ہو وہ ایک گٹھلی کے چھلکے کے مالک بھی نہیں، اگر تم انہیں پکارو تو وہ تمہاری پکار کو نہیں سنتے اور اگر وہ سن بھی لیں تو تمہیں جواب نہیں دے سکتے اور قیامت کے دن تمہارے شرک کا انکار کر دیں گے، اور تمہیں خبر رکھنے والے کی طرح کوئی نہیں بتائے گا۔

وَقَالَ رَبُّكُمُ ادۡعُوۡنِىۡۤ اَسۡتَجِبۡ لَكُمۡ ؕ اِنَّ الَّذِيۡنَ يَسۡتَكۡبِرُوۡنَ عَنۡ عِبَادَتِىۡ سَيَدۡخُلُوۡنَ جَهَنَّمَ دٰخِرِيۡنَ ۝ اَللّٰهُ الَّذِىۡ جَعَلَ لَـكُمُ الَّيۡلَ لِتَسۡكُنُوۡا فِيۡهِ وَالنَّهَارَ مُبۡصِرًا ؕ اِنَّ اللّٰهَ لَذُوۡ فَضۡلٍ عَلَى النَّاسِ وَلٰـكِنَّ اَكۡثَرَ النَّاسِ لَا يَشۡكُرُوۡنَ ۝ ذٰلِكُمُ اللّٰهُ رَبُّكُمۡ خَالِقُ كُلِّ شَىۡءٍ ۘ لَاۤ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ ۖ فَاَنّٰى تُؤۡفَكُوۡنَ ۝

(سورۃ مومن آیت ۶۰ تا ۶۲)

اور تمہارے رب نے فرمایا ہے مجھے پکارو، میں تمہاری (دعا) قبول کروں گا، جو لوگ میری عبادت سے از راہ تکبر پہلوتہی کرتے ہیں عنقریب جہنم میں ذلیل ہو کر داخل ہوں گے۔ اللہ ہی تو ہے جس نے تمہارے لیے رات بنائی تاکہ تم اس میں آرام کرو، اور دن کو روشن بنایا، بے شک اللہ لوگوں پر فضل کرنے والا ہے۔ لیکن اکثر لوگ شکر نہیں کرتے، یہی اللہ تمہارا رب ہے جو ہر چیز کا خالق ہے، اس کے سوا کوئی الٰہ نہیں پھر تم کہاں بھٹک رہے ہو۔

اَللّٰهُ الَّذِىۡ جَعَلَ لَـكُمُ الۡاَرۡضَ قَرَارًا وَّالسَّمَآءَ بِنَآءً وَّصَوَّرَكُمۡ

اللہ ہی تو ہے جس نے زمین کو تمہارے لیے ٹھہرنے کی جگہ اور آسمان کو چھت

فَاَحۡسَنَ صُوَرَكُمۡ وَرَزَقَكُمۡ
مِّنَ الطَّيِّبٰتِ ؕ ذٰلِكُمُ اللّٰهُ رَبُّكُمۡ ۚۖ
فَتَبٰرَكَ اللّٰهُ رَبُّ الۡعٰلَمِيۡنَ ○
هُوَ الۡحَـىُّ لَاۤ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ فَادۡعُوۡهُ
مُخۡلِصِيۡنَ لَـهُ الدِّيۡنَ ؕ اَلۡحَمۡدُ
لِلّٰهِ رَبِّ الۡعٰلَمِيۡنَ ○
(سورۃ مومن آیت ۶۴، ۶۵)

بنایا اور تمہاری صورتیں بنائیں اور صورتیں بھی اچھی بنائیں اور تمہیں پاکیزہ رزق عطا کیا، یہی اللہ تمہارا رب ہے، پس اللہ رب العالمین بابرکت ہے وہ زندہ ہے، اس کے سوا کوئی الٰہ نہیں، تو دین کو خالص کر کے اس کو پکارو، تمام تعریفیں اس اللہ کے لیے ہیں جو عالمین کا رب ہے۔

اِنَّ رَبَّكُمُ اللّٰهُ الَّذِىۡ
تمہارا ربّ تو وہ اللہ ہے

اِنَّ رَبَّكُمُ اللّٰهُ الَّذِىۡ خَلَقَ
السَّمٰوٰتِ وَالۡاَرۡضَ فِىۡ
سِتَّةِ اَيَّامٍ ثُمَّ اسۡتَوٰى عَلَى
الۡعَرۡشِ يُغۡشِى الَّيۡلَ النَّهَارَ
يَطۡلُبُهٗ حَثِيۡثًا ۙ وَّالشَّمۡسَ
وَالۡقَمَرَ وَالنُّجُوۡمَ مُسَخَّرٰتٍ ۢ
بِاَمۡرِهٖ ؕ اَلَا لَـهُ الۡخَلۡقُ وَالۡاَمۡرُ ؕ
تَبٰرَكَ اللّٰهُ رَبُّ الۡعٰلَمِيۡنَ ○
(سورۃ الاعراف آیت ۵۴)

بے شک تمہارا رب تو وہ اللہ ہے جس نے آسمانوں اور زمین کو چھ ایام میں تخلیق کر کے پھر عرش پر قرار پکڑا۔ رات سے دن کو ڈھانپ لیتا ہے کہ (دن) اس کے پیچھے دوڑا آتا ہے اور جس کے امر سے سورج، چاند اور ستارے مسخر ہیں، امر اور خلق اسی کے لیے ہیں سارے جہاں کا رب بڑی ہی برکت والا ہے۔

اَلۡحَمۡدُ لِلّٰهِ الَّذِىۡ خَلَقَ
السَّمٰوٰتِ وَالۡاَرۡضَ وَجَعَلَ

ہر طرح کی تعریف اللہ ہی کو سزاوار ہے جس نے آسمانوں اور زمین کو پیدا

الظُّلُمٰتِ وَالنُّوْرَ ۙ ثُمَّ الَّذِیْنَ
كَفَرُوْا بِرَبِّهِمْ یَعْدِلُوْنَ ۝ هُوَ
الَّذِیْ خَلَقَكُمْ مِّنْ طِیْنٍ ثُمَّ
قَضٰۤی اَجَلًا ؕ وَاَجَلٌ مُّسَمًّی
عِنْدَهٗ ثُمَّ اَنْتُمْ تَمْتَرُوْنَ ۝
وَهُوَ اللّٰهُ فِی السَّمٰوٰتِ وَفِی
الْاَرْضِ ؕ یَعْلَمُ سِرَّكُمْ وَجَهْرَكُمْ
وَیَعْلَمُ مَا تَكْسِبُوْنَ ۝ وَمَا
تَاْتِیْهِمْ مِّنْ اٰیَةٍ مِّنْ اٰیٰتِ
رَبِّهِمْ اِلَّا كَانُوْا عَنْهَا مُعْرِضِیْنَ ۝
(سورۃ الانعام آیت ۱تا۴)

کیا اور اندھیرا اور نور پھیلایا، پھر بھی
ناشکرے اللہ کا ہمسر ٹھہراتے ہیں
وہی تو ہے جس نے تم کو مٹی سے
پیدا کیا پھر ایک وقت مقرر کر دیا،
اور ایک نامزد اجل اس کے ہاں
ہے، پھر بھی تم شک کرتے ہو۔ اور
آسمانوں اور زمین میں وہی اللہ ہے
تمہاری پوشیدہ اور ظاہر سب کچھ
جانتا ہے اور تم جو عمل کرتے ہو
سب سے واقف ہے، اور اللہ
کی نشانیوں میں سے کوئی نشانی ان
ان لوگوں کے پاس نہیں آتی مگر یہ اس سے منہ پھیر لیتے ہیں۔

رَبُّكُمُ الَّذِیْ یُزْجِیْ لَكُمُ الْفُلْكَ
فِی الْبَحْرِ لِتَبْتَغُوْا مِنْ فَضْلِهٖ ؕ
اِنَّهٗ كَانَ بِكُمْ رَحِیْمًا ۝
(سورۃ بنی اسرائیل آیت ۶۶)

تمہارا رب ہے جو تمہارے لیے دریا
میں کشتیاں چلاتا ہے تاکہ تم اس
کے فضل سے تلاش کرو، بے شک
وہ تم پر مہربان ہے۔

قُلْ مَنْ یَّرْزُقُكُمْ مِّنَ السَّمَآءِ
وَالْاَرْضِ اَمَّنْ یَّمْلِكُ السَّمْعَ
وَالْاَبْصَارَ وَمَنْ یُّخْرِجُ الْحَیَّ
مِنَ الْمَیِّتِ وَیُخْرِجُ الْمَیِّتَ
مِنَ الْحَیِّ وَمَنْ یُّدَبِّرُ الْاَمْرَ ؕ
فَسَیَقُوْلُوْنَ اللّٰهُ ۚ فَقُلْ اَفَلَا
تَتَّقُوْنَ ۝ فَذٰلِكُمُ اللّٰهُ رَبُّكُمُ

کہہ دو کہ تم کو آسمان اور زمین سے
رزق کون دیتا ہے، تمہاری شنوائی
اور بینائی کا مالک کون ہے، اور
مُردے سے زندہ کون پیدا کرتا ہے
اور زندہ سے مردہ کون پیدا کرتا ہے
اور امر کی تدبیر کون کرتا ہے؟ پس
جھٹ کہہ دیں گے کہ اللہ! تو کہو کہ پھر

الْحَقُّ ۚ فَمَاذَا بَعْدَ الْحَقِّ إِلَّا
الضَّلَالُ ۖ فَأَنَّىٰ تُصْرَفُونَ ۝
كَذَٰلِكَ حَقَّتْ كَلِمَتُ رَبِّكَ
عَلَى الَّذِينَ فَسَقُوا أَنَّهُمْ لَا
يُؤْمِنُونَ ۝ قُلْ هَلْ مِنْ
شُرَكَائِكُمْ مَنْ يَبْدَأُ الْخَلْقَ
ثُمَّ يُعِيدُهُ ۚ قُلِ اللَّهُ يَبْدَأُ الْخَلْقَ
ثُمَّ يُعِيدُهُ ۖ فَأَنَّىٰ تُؤْفَكُونَ ۝
قُلْ هَلْ مِنْ شُرَكَائِكُمْ مَنْ
يَهْدِي إِلَى الْحَقِّ ۚ قُلِ اللَّهُ يَهْدِي
لِلْحَقِّ ۗ أَفَمَنْ يَهْدِي إِلَى الْحَقِّ
أَحَقُّ أَنْ يُتَّبَعَ أَمَّنْ لَا يَهِدِّي إِلَّا
أَنْ يُهْدَىٰ ۖ فَمَا لَكُمْ كَيْفَ
تَحْكُمُونَ ۝ وَمَا يَتَّبِعُ أَكْثَرُهُمْ
إِلَّا ظَنًّا ۚ إِنَّ الظَّنَّ لَا يُغْنِي مِنَ
الْحَقِّ شَيْئًا ۚ إِنَّ اللَّهَ عَلِيمٌ بِمَا
يَفْعَلُونَ ۝

(سورۃ یونس آیت ۳۱ تا ۳۶)

تم ڈرتے کیوں نہیں وہی اللہ تو تمہارا برحق رب ہے، اور حق بات کے ظاہر ہونے کے بعد گمراہی کے سوا ہے ہی کیا، تو تم کہاں پھرے جاتے ہو؟ اسی طرح اللہ کا کلمہ ان نافرمانوں کے حق میں ثابت ہو کر رہا کہ یہ ایمان نہیں لائیں گے، کہہ دو کہ بھلا تمہارے شریکوں میں کوئی ایسا ہے جو خلقت کی ابتداء کرے اور پھر اسے دہرائے؟ کہہ دو کہ اللہ ہی خلقت کی ابتداء کرتا ہے اور پھر اسے دہراتا ہے، تو تم کہاں بہکے جا رہے ہو؟ کہہ دو کہ بھلا تمہارے شریکوں میں کوئی ایسا ہے جو حق کی طرف ہدایت کرے، کہہ دو کہ اللہ ہی حق کی طرف ہدایت بخشتا ہے بھلا جو حق کی طرف ہدایت بخشتا ہے یہ اس کا حق ہے کہ اس کی متابعت کی جائے یا اس کا کہ اگر اس کو ہدایت نہ بخشی جائے تو ہدایت یافتہ نہ ہو۔ تم کو کیا ہوا ہے، کیسے فیصلے کرتے ہو، اور ان میں کے اکثر صرف ظن کی پیروی کرتے ہیں اور کچھ شک نہیں کہ ظن حق کے مقابلے میں کچھ بھی کار آمد نہیں ہو سکتا، بے شک اللہ تعالیٰ تمہارے اعمال سے واقف ہے۔

وَاَنِ اسْتَغْفِرُوْا رَبَّكُمْ ثُمَّ
تُوْبُوْٓا اِلَيْهِ يُمَتِّعْكُمْ مَّتَاعًا
حَسَنًا اِلٰٓى اَجَلٍ مُّسَمًّى وَّيُؤْتِ
كُلَّ ذِيْ فَضْلٍ فَضْلَهٗ ۭ وَاِنْ
تَوَلَّوْا فَاِنِّىْٓ اَخَافُ عَلَيْكُمْ
عَذَابَ يَوْمٍ كَبِيْرٍ ۝ اِلَى
اللّٰهِ مَرْجِعُكُمْ ۚ وَهُوَ
عَلٰي كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ ۝
(سورۃ ھود آیت ۳،۴)

اور یہ کہ اپنے رب سے بخشش مانگو
اور اس کے آگے توبہ کرو، وہ
تم کو ایک وقت مقررہ تک متاع
نیک سے بہرہ مند کرے گا۔
اور ہر صاحب فضل کو وہ اپنے
فضل سے عطا کرتا ہے، اور
اگر روگردانی کروگے تو مجھے تمہارے
بارے میں بڑے دن کے عذاب
کا ڈر ہے، تم کو اللہ کی طرف لوٹ
کر جانا ہے اور وہ ہر شے پر قادر ہے۔

وَجَعَلْنَا فِي السَّمَاۗءِ بُرُوْجًا
وَّزَيَّنّٰهَا لِلنّٰظِرِيْنَ ۝ وَحَفِظْنٰهَا
مِنْ كُلِّ شَيْطٰنٍ رَّجِيْمٍ ۝
اِلَّا مَنِ اسْتَرَقَ السَّمْعَ
فَاَتْبَعَهٗ شِهَابٌ مُّبِيْنٌ ۝
وَالْاَرْضَ مَدَدْنٰهَا وَاَلْقَيْنَا فِيْهَا
رَوَاسِيَ وَاَنْۢبَتْنَا فِيْهَا مِنْ كُلِّ
شَيْءٍ مَّوْزُوْنٍ ۝ وَجَعَلْنَا لَكُمْ
فِيْهَا مَعَايِشَ وَمَنْ لَّسْتُمْ لَهٗ
بِرٰزِقِيْنَ ۝ وَاِنْ مِّنْ شَيْءٍ
اِلَّا عِنْدَنَا خَزَاۗىِٕنُهٗ ۡ وَمَا نُنَزِّلُهٗٓ
اِلَّا بِقَدَرٍ مَّعْلُوْمٍ ۝ وَاَرْسَلْنَا
الرِّيٰحَ لَوَاقِحَ فَاَنْزَلْنَا مِنَ

اور ہم ہی نے آسمان میں برج بنائے
اور دیکھنے والوں کے لیے اس کو
سجایا اور ہر شیطان راندۂ درگاہ سے
اسے محفوظ کر دیا۔ ہاں اگر کوئی چوری
سے سننا چاہے تو چمکتا ہوا انگارہ
اس کے پیچھے لپکتا ہے۔ اور زمین
کو بھی ہم ہی نے پھیلایا اور اس پر
پہاڑ رکھ دیئے، اور اس میں ہر
ایک موزوں شے اگائی اور ہم ہی
نے تمہارے لیے اور ان لوگوں
کے لیے جن کو تم روزی نہیں
دیتے اس میں معاش کے سامان
پیدا کیے، اور ہمارے پاس ہر شے

السَّمَآءِ مَآءً فَاَسْقَيْنٰكُمُوْهُ ج وَمَآ
اَنْتُمْ بِخٰزِنِيْنَ ٥ وَاِنَّا لَنَحْنُ
نُحْيٖ وَنُمِيْتُ وَنَحْنُ الْوٰرِثُوْنَ ٥
وَلَقَدْ عَلِمْنَا الْمُسْتَقْدِمِيْنَ
مِنْكُمْ وَلَقَدْ عَلِمْنَا الْمُسْتَاْخِرِيْنَ ٥
وَاِنَّ رَبَّكَ هُوَ يَحْشُرُهُمْ ط
اِنَّهٗ حَكِيْمٌ عَلِيْمٌ ٥
(سورۃ الحجر آیت ۲۲ تا ۲۵)

کے خزانے ہیں اور ہم ان کو ایک معلوم مقدار کے مطابق ظاہر کرتے رہتے ہیں، اور ہم ہی ہوائیں چلاتے ہیں جو (پانی سے) لدی ہوتی ہیں، اور ہم ہی آسمان سے مینہ برساتے ہیں اور ہم ہی تم کو اس کا پانی پلاتے ہیں اور تم تو اس کا خزانہ نہیں رکھتے، اور ہم ہی حیات بخشتے اور ہم ہی موت دیتے ہیں اور ہم ہی وارث ہیں، اور جو لوگ تم سے پہلے گزر چکے ہیں ہم کو معلوم ہیں اور جو پیچھے آنے والے ہیں وہ بھی ہم کو معلوم ہیں اور تمہارا رب ان سب کو جمع کرے گا، وہ بڑا حکیم اور علیم والا ہے۔

يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوا ارْكَعُوْا
وَاسْجُدُوْا وَاعْبُدُوْا رَبَّكُمْ
وَافْعَلُوا الْخَيْرَ لَعَلَّكُمْ تُفْلِحُوْنَ ٥
(سورۃ الحج آیت ۷۷)

مومنو! رکوع کرتے اور سجدے کرتے اور اپنے رب کی عبادت کرتے رہو اور نیک کام کرو تاکہ تم فلاح پاؤ۔

پس اسی نے آسمانوں اور زمین کو اپنے اسماء سے ہست کیا، ان کو درست کیا اور بعد درست کرنے کے ہر شے کے لیے اندازے مقرر کیے، ہر شے کی فرداً فرداً اور تمام نظام عالم کی مجموعی طور سے خود ہی ربوبیت کر رہا ہے۔ یہی نہیں کہ وہ منتظم اعلیٰ ہے بلکہ اس کے علاوہ کائنات میں اور کوئی منتظم اور رب موجود ہی نہیں، اور یہ اس لیے ہے کہ توانائی کا مالک صرف وہی ایک ذات ہے، اور جو توانائی کا مالک ہو وہی اللہ کہلاتا ہے۔

يٰۤاَيُّهَا النَّاسُ اعْبُدُوْا رَبَّكُمُ
الَّذِيْ خَلَقَكُمْ وَالَّذِيْنَ مِنْ
قَبْلِكُمْ لَعَلَّكُمْ تَتَّقُوْنَ ۙ الَّذِيْ
جَعَلَ لَكُمُ الْاَرْضَ فِرَاشًا وَّالسَّمَآءَ
بِنَآءً وَّ اَنْزَلَ مِنَ السَّمَآءِ مَآءً
فَاَخْرَجَ بِهٖ مِنَ الثَّمَرٰتِ
رِزْقًا لَّكُمْ ۚ فَلَا تَجْعَلُوْا لِلّٰهِ
اَنْدَادًا وَّ اَنْتُمْ تَعْلَمُوْنَ ۝

(سورۃ البقرہ آیت ۲۱، ۲۲)

اے لوگو! اپنے اس رب کی عبادت
کرو جس نے تمہیں اور انہیں بھی
جو تم سے پہلے گذر چکے ہیں پیدا کیا
ہے تاکہ تم پرہیزگار بنو۔ وہ وہی
ہے جس نے تمہارے لیے زمین کو
بچھونا اور آسمان کو چھت کے طور
پر بنایا ہے اور بادلوں سے پانی
اتارا، پھر اس (پانی) سے تمہارے
کھانے کے لیے پھل ظاہر کیا، سو کسی
کو اللہ کا شریک نہ بناؤ، اور تم تو سمجھ بوجھ رکھتے ہو۔

اَللّٰهُ لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ ۚ اَلْحَيُّ الْقَيُّوْمُ ۚ
لَا تَاْخُذُهٗ سِنَةٌ وَّلَا نَوْمٌ ۭ
لَهٗ مَا فِي السَّمٰوٰتِ وَمَا فِي
الْاَرْضِ ۭ مَنْ ذَا الَّذِيْ يَشْفَعُ
عِنْدَهٗٓ اِلَّا بِاِذْنِهٖ ۭ يَعْلَمُ مَا
بَيْنَ اَيْدِيْهِمْ وَمَا خَلْفَهُمْ ۚ
وَلَا يُحِيْطُوْنَ بِشَيْءٍ مِّنْ
عِلْمِهٖٓ اِلَّا بِمَا شَآءَ ۚ وَسِعَ
كُرْسِيُّهُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ ۚ
وَلَا يَــــُٔوْدُهٗ حِفْظُهُمَا ۚ وَهُوَ
الْعَلِيُّ الْعَظِيْمُ ۝

(سورۃ البقرہ آیت ۲۵۵)

اللہ وہ ذات ہے جس کے علاوہ کوئی
اللہ نہیں، زندہ ذات اور ہر شے کو
قائم رکھنے والی ذات، نہ اس کو اونگھ
دبا سکتی ہے اور نہ نیند، آسمانوں اور
زمین میں جو کچھ بھی ہے اسی کا ہے،
کون ہے جو اس کی اجازت کے بغیر
اس کے حضور سفارش کر سکے، وہ مخلوقات
کے تمام حاضر و غائب حالات جانتا
ہے اور کوئی بھی اس کی معلومات میں سے
کچھ بھی احاطہ نہیں کر سکتا مگر جتنا کہ وہ
چاہے اس کی کرسی تمام آسمانوں اور
زمین پر حاوی ہے اور ان کی حفاظت
اس کو نہیں تھکاتی ہے، وہی ہے بلند شان والا، عظمت والا۔

اس آیتِ کریمہ کے مطابق مومنوں کا یہ کہنا کہ کرسی صدر، بادشاہ یا سربراہِ مملکت کے قائم مقام ہے:۔ (The chair represents the president) صریح غلطی ہے بلکہ یقیناً شرک ہے، اللہ تعالٰے کے علاوہ کوئی حاکم نہیں اور نہ ہی اس نے اپنی حکومت میں کسی کو شریک کیا ہے۔ پس صحیح کہنا یہ ہے کہ ہر کرسی صرف اللہ تعالیٰ کو Represent کرتی ہے۔

(The chair represents Allah) پس ہر (پاکستانی) حاکم کے پیچھے دیوار پر جناح علیہ الرحمتہ اور سربراہِ مملکت کی بجائے اللہ تعالٰے کا نام اور اس کی میز پر کلامِ پاک کا ایک نسخہ ہونا چاہیئے تاکہ متعلقہ خادم کی توجہ اس طرف مبذول ہوتی رہے کہ وہ اللہ تعالٰے کے ایک ادنیٰ غلام کی حیثیت سے اللہ تعالٰے ہی کے احکام کو نافذ کرنے کے لیے کرسی پر بیٹھا ہے، اور یہ کہ اللہ تعالٰے اسے دیکھ رہا ہے اور اس کے احکامات کی کتاب اس کے سامنے ہے۔

حدیثِ نبویؐ

حضرت سلمان فارسی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہتے ہیں کہ میں نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھا کہ وہ چالیس حدیثیں جن کے بارے میں یہ کہا گیا کہ جو ان کو یاد کرے جنت میں داخل ہوگا وہ کیا ہیں؟ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:۔

(۱) اللہ تعالیٰ پر ایمان لانا (۲) آخرت کے دن پر (۳) فرشتوں پر (۴) کتابوں پر (۵) نبیوں پر (۶) مرنے کے بعد دوبارہ زندہ ہونے پر (۷) تقدیر کا بُرا اور بھلا سب اللہ تعالیٰ ہی کی طرف سے ہے (۸) اور یہ کہ تو گواہی دے کہ اللہ تعالےٰ کے بغیر کوئی فاعل نہیں اور یہ کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم اللہ تعالےٰ کے رسول ہیں (۹) نماز کے وقت کامل وضو کرے (۱۰) نماز کو قائم کرے (۱۱) اور رمضان کے روزے رکھے (۱۲) اور اگر مال ہو تو حج کرے (۱۳) اور بارہ رکعت سنتِ مؤکدہ روزانہ ادا کرے (۱۴) وتر کو کسی رات میں نہ چھوڑے (۱۵) اور اللہ تعالےٰ کے ساتھ کسی کو شریک نہ کرے (۱۶) والدین کی نافرمانی نہ کرے (۱۷) ظلم سے یتیم کا مال نہ کھائے (۱۸) شراب نہ پیئے (۱۹) زنا نہ کرے (۲۰) جھوٹی قسم نہ کھائے (۲۱) جھوٹی گواہی نہ دے (۲۲) خواہشاتِ نفسانیہ پر عمل نہ کرے (۲۳) مسلمان بھائی کی غیبت نہ کرے (۲۴) پاکدامن عورت پر تہمت نہ لگائے (۲۵) اپنے مسلمان بھائی سے کینہ نہ رکھے (۲۶) لہو و لعب میں مشغول نہ ہو (۲۷) تماشائیوں میں شریک نہ ہو (۲۸) کسی پست کو عیب کی نیت سے ٹھگنا نہ کہے (۲۹) کسی کا مذاق و تمسخر نہ اڑائے (۳۰) مسلمانوں کے درمیان چغلخوری نہ کرے (۳۱) ہر حال میں اللہ تعالیٰ کی نعمتوں کا شکر کرے (۳۲) بلا و مصیبت پر صبر کرے (۳۳) اللہ تعالیٰ کے عذاب سے بے خوف نہ ہو (۳۴) اعزہ سے قطع تعلق نہ

کرے (۳۵) ان کے ساتھ صلہ رحمی کرے (۳۶) اللہ تعالیٰ کی مخلوق پر لعنت نہ بھیجے (۳۷) سبحان اللہ، الحمدللہ، لا الٰہ الا اللہ اور اللہ اکبر کا ورد رکھے (۳۸) جمعہ اور عیدین کی حاضری نہ چھوڑے (۳۹) اس بات کا یقین رکھے کہ جو کچھ تکلیف و راحت مجھے پہنچے وہ کسی طرح بھی ٹلنے والی نہ تھی اور جو کچھ نہیں پہنچا وہ کسی طرح پہنچنے والا نہ تھا (۴۰) کتاب اللہ کی تلاوت کسی حال میں نہ چھوڑے۔

حضرت سلمان فارسی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہتے ہیں کہ میں نے پوچھا کہ جو شخص ان کو یاد رکھے اس کو کیا اجر ملے گا؟ فرمایا اللہ تعالیٰ اس کا حشر انبیاء اور علماء کے ساتھ فرمائے گا۔

اگرچہ حدیث کو محض یاد کرنے پر جنت کا وعدہ ہے لیکن حدیث کے الفاظ خود عمل کی طرف دعوت دے رہے ہیں، اس لیے محض یاد کرنے پر اکتفاء نہ کیا جائے ورنہ عالم بے عمل کا انجام آپ خود ہی جانتے ہیں۔

افکارِعزیز

الرزّاق

جیسے پہلے بھی لکھا گیا ہے کہ اللہ کا الہ ہونا اور اللہ کا رب ہونا ایک حالی مسئلہ ہے یہ صرف اللہ تعالیٰ کے فضل وکرم سے حل بنتا ہے اور اللہ نے اس قسم کے فضل ورحمت کو اپنے کلام کے ساتھ منسلک کر رکھا ہے۔

ترجمہ: اے اہل کتاب (یاد رکھا جائے کہ قرآن بھی الکتاب ہے بلکہ اب الکتاب صرف قرآن مجید ہی ہے) آپ کے پاس ہمارے وہ رسول آ گئے جو تمہیں صاف صاف اور کھول کر وہ بہت سی باتیں بیان کرتے ہیں جو تم کتاب میں چھپاتے تھے اور بہت سے امور کو وہ واگذاشت کر دیتے ہیں۔ تمہارے پاس اللہ کی طرف سے ایک نُورا اور واضح کتاب آ گیا۔ اب اس کتاب کے ذریعے، ان اشخاص کو جو رضائے حق کے طالب ہیں اللہ تعالیٰ سلامتی کی راہیں بتلاتا ہے (اور بتلائے گا) اور ان کو (اس کتاب کے ذریعے) اپنی اِذن سے تاریکیوں سے نکال کر روشنی کی طرف لاتے ہیں (اور لائے گا)۔ (مائدہ آیات 15، 16)

پس یہ اللہ کا کلام ہی ہے جو اس مسئلہ کو "حالِ" بناتا ہے اور قرآن مجید خود کلام الٰہی میں تدبّر اور ایسے صالحین کی صحبت کا سختی سے حکم دیتا ہے جو دن رات اللہ تعالیٰ کے ذکر میں مصروف رہتے ہیں اور ایسے عقلمندوں کو جو طالب حق ہیں پر کھڑے بیٹھے اور لیٹے اللہ کو یاد رکھنے اور کائنات کی تخلیق میں سوچ بچار کرنے کی شرط لگاتا ہے۔ صرف چند ایک آیات کا ترجمہ پیش خدمت ہے۔

ترجمہ: بے شک آسمانوں اور زمینوں کی تخلیق میں اور رات اور دن کے اختلاف میں (یعنی

ہلے بعد دیگرے آنے میں اور انکی کمی بیشی میں) ایسے اہل عقل کے لئے نشانیاں ہیں جو اللہ تعالیٰ کو یاد رکھتے ہیں۔ کھڑے بھی بیٹھے بھی اور لیٹے بھی اور آسمانوں اور زمین کی تخلیق میں سوچتے ہیں۔ (ال عمران آیات 190،191)

ترجمہ: ان لوگوں کو نہ نکالیئے جو صبح و شام اپنے رب کو پکارتے ہیں اور اس کی (اللہ کی) رضا چاہتے ہیں۔ ان کا حساب آپ پر نہیں اور آپ کا حساب ان پر نہیں، کہ آپ ان کو نکال دیں لیکن اگر آپ نے ایسا کیا تو ظالموں میں سے جاؤ گے۔ (الانعام آیت 52)

ترجمہ: اور اپنے نفس کو ان لوگوں کی صحبت میں (سختی سے) صبر دلائیں (مقید کیجئے) جو صبح و شام اپنے رب کو پکارتے ہیں اس کی رضا تلاش کرنے کے لئے اور دنیوی زندگی کی زینت کی خاطر آپ کی آنکھیں ان سے ہٹنے نہ پائیں اور ایسے شخص کا کہنا نہ مانیں جس کے قلب کو ہم نے اپنے ذکر سے غافل کر رکھا ہے اور وہ اپنی نفسانی خواہشات پر چلتا ہے اور اس کا حال حد سے گزر گیا ہے۔ (الکھف آیت 28)

پس ضروری ہے کہ کلام پاک کا بغور مطالعہ جاری رکھا جائے ، فکر و ذکر میں مشغول رہیں یعنی دنیوی دھندے اللہ تعالیٰ کی یاد میں آڑ نہ بنیں اور ان لوگوں کی صحبت سے مستفید ہوتا رہے جو دن رات اللہ تعالیٰ کی رضا کے طالب ہوتے ہیں۔

بہت کم لوگ ہوں گے جو ان باتوں سے واقف نہیں ہونگے کہ اللہ تعالیٰ کی رضا حاصل کرنے کے لئے یہ سب کچھ ضروری ہے لیکن اکثریت سمجھتے ہیں کہ ایسا کرنے سے ان کے رزق میں کمی آجائے گی۔ اس لئے فقر و فاقہ ، بھوک اور افلاس سے پالا پڑے گا یہ ڈر ان کو یہ اعمال کرنے سے روکتا ہے یا وہ فضولیات اور فحش کاموں میں اتنے مگن رہتے ہیں کہ دھیان اس طرف آتا ہی نہیں اور یا وہ ان اعمال کو اپنی شان کے قابل ہی نہیں سمجھتے اور یا دل

سے آخرت کے قائل ہی نہیں اور یا بنگلوں، کوٹھیوں، زمینوں اور بڑے سے بڑا بننے میں اسقدر مصروف ہیں کہ ان کو وقت ہی نہیں ملتا وغیرہ وغیرہ۔ ان کو چاہیئے کہ اللہ تعالیٰ کے اس فرمان کو یاد رکھیں۔

ترجمہ: شیطان تمہیں محتاجی سے ڈراتا ہے اور تمہیں فحش کا حکم دیتا ہے اور اللہ تعالیٰ تم سے وعدہ کرتا ہے اپنی طرف گناہوں کی بخشش کا اور فضل (زیادہ دینا) کا اور اللہ تعالیٰ وسعت والا ہے اور علم والا ہے۔ (البقرہ آیت 268)

رزق دینا اللہ تعالیٰ نے اپنے ذمے بتایا ہے اور لوگوں سے بندگی اور شکر گزاری کا خواہاں ہے۔ اللہ تعالیٰ کے کلام سے چند مخصوص آیات کا ترجمہ حاضر ہے۔

ترجمہ: زمین میں کوئی ایسا جاندار نہیں جس کی روزی اللہ تعالیٰ کی ذمے نہ ہو اور وہ، تمہاری عارضی اور مستقل رہائش گاہیں جانتا ہے سب کچھ کھلی کتاب میں ہے۔ (ھود آیت 6)

ترجمہ: جو اللہ تعالیٰ سے ڈرے گا (تقویٰ اختیار کرے گا) تو اللہ تعالیٰ خود اُس کے لئے راہیں نکالے گا اور اُن کو ایسی جگہوں سے رزق پہنچائے گا جو اُن کے گمان میں بھی نہ ہو۔ اور کوئی اللہ تعالیٰ پر بھروسہ کرے گا تو اللہ تعالیٰ اُس کے لئے کافی ہو جائے گا۔ اللہ تعالیٰ اپنا کام پورا کر کے رہتا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے ہر شے کا ایک اندازہ مقرر کر رکھا ہے۔ (الطلاق آیت 3 ,2)

ترجمہ: اللہ تعالیٰ کے سوا جس کی تم بندگی (غلامی) کرتے ہو وہ تمہارے رزق کے مالک نہیں ،رزق اللہ کے ہاں ڈھونڈو۔ اُسی کی بندگی (غلامی) کرو، اُسی کا شکر کرو اور تم کو اُسی کے پاس لوٹ کر جانا ہے۔ (العنکبوت آیت 17)

ترجمہ: زمین پر بہت سے ایسے جاندار ہیں جو اپنی روزی جمع کر کے نہیں رکھتے اللہ تعالیٰ انہیں بھی رزق پہنچاتا ہے اور تمہیں بھی پہنچائے گا، وہ سنتا ہے اور جانتا ہے۔ اللہ ہی بندوں میں

ے جس کے لئے چاہے رزق فراخ کر دیتا ہے اور جس کے لئے چاہے تنگ کر دیتا ہے، بیشک اللہ تعالیٰ سب چیزوں کا علم رکھتا ہے۔ (العنکبوت آیت 62 ,60)

ترجمہ: کیا تو نے نہیں دیکھا کہ یہ اللہ ہی ہے جو رزق میں تنگی اور کشادگی کرتا ہے لیکن اکثریت یہ بات نہیں جانتے۔ (السبا آیت 36)

ترجمہ: کیا تو نے نہیں دیکھا کہ یہ اللہ ہی ہے جو رزق میں تنگی اور کشادگی کرتا ہے اِس میں (صرف) ایمان والوں کے لئے نشانیاں ہیں۔ (الروم آیت 37)

ترجمہ: تمہارا رزق اور جو تم سے وعدہ کیا جاتا ہے آسمان میں ہے، آسمان اور زمین کے رب کی قسم یہ بات ایسے ہی حق ہے جیسا کہ آپ کا آپس میں بولنا۔ (الذاریات آیت 22,23)

ترجمہ: جو یہ کہتے ہیں اس پر صبر کیجئے اور اللہ تعالیٰ کی تسبیح اور حمد کیجئے، سورج کے طلوع ہونے سے پہلے بھی اور اس کے غروب ہونے سے پہلے بھی، اوقاتِ شب میں بھی اور دن کے اوّل اور آخر میں بھی، تا کہ آپ خوش ہوں اور مختلف گروہوں کو جو ہم نے دنیوی زندگی کی رونق سے نوازا ہے اُس طرف آنکھ اُٹھا کر بھی نہ دیکھئے۔ اس سے ہم نے ان کو آزمائش میں ڈال رکھا ہے، تمہارے رب کا رزق بہتر اور دیرپا ہے اور اپنے آل وعیال کو صلوٰۃ کا حکم کرو، خود بھی اسی پر جمے رہو میں تم سے رزق کمانا نہیں چاہتا رزق تو میں دونگا۔ (طٰہٰ آیت 132 ,130)

ترجمہ: اے لوگو! جو تم پر اللہ تعالیٰ کے احسانات ہیں اُن کو یاد کرو، کیا ہے کوئی خالق اللہ تعالیٰ کے علاوہ جو تمہیں زمین یا آسمان سے رزق پہنچائے؟ اسکے علاوہ کوئی الٰہ نہیں، پس تم کہاں اُلٹے پھرے جا رہے ہو (یعنی شرک کر کے)۔ (فاطر آیت 3)

ترجمہ: زمین اور آسمان کے خزانے تو اللہ تعالیٰ ہی کے پاس ہیں۔ لیکن یہ منافق نہیں جانتے۔ (المنافقون آیت 7)

ترجمہ: ان سے کہہ دو کہ تمہیں آسمان اور زمین سے روزی کون دیتا ہے۔ کہو کہ اللہ پس میں یا تم میں ضرور کوئی راہ راست اور کوئی گمراہی میں ہے (فیصلہ خود کرو کہ گمراہ کون اور راہ راست پر کون ہے)۔ (السباء آیت 24)

ترجمہ: اس کے اختیار میں ہے کنجیاں آسمانوں اور زمین کی جس کی چاہے روزی فراخ کر دیتا ہے بے شک وہ ہر چیز کا علم رکھتا ہے۔ (شوری آیت 12)

ترجمہ: اگر اللہ تعالیٰ اپنے بندوں کے رزق میں کشادگی کر دیتا تو وہ سرکشی کرنے لگتے لیکن جس کے لئے چاہتا ہے اندازے سے اتارتا ہے۔ اور وہ اپنے بندوں سے باخبر ہے اور ان کو دیکھنے والا ہے۔ (شوری آیت 27)

ترجمہ: اللہ تعالیٰ ہی ہے جس نے تمہیں تخلیق کیا پھر تمہیں رزق دیا پھر تمہیں موت دیگا۔ اور پھر تمہیں زندہ کرے گا، کیا تمہارے شریکوں میں کوئی ہے جو ان میں سے کوئی ایک کام بھی کر سکے؟ اللہ تعالیٰ ان کے شرک سے پاک اور بالاتر ہے۔ (الروم آیت 40)

ان آیات سے سرسری گزرنا نہیں چاہئے۔ یہاں اللہ تعالیٰ نے رزق کے معاملہ کو پیدائش، موت اور قیامت کے دن زندہ کرنے کے ساتھ منسلک کر کے یہ سوال پوچھا ہے کہ جس طرح ہماری پیدائش میں اللہ تعالیٰ کے سوا کسی کا ہاتھ نہیں۔ جس طرح کوئی نہ بھی مرنا چاہے تب بھی موت ان کا آن لیتی ہے اور قیامت کے دن زندہ کرنے کے سوائے اللہ تعالیٰ کے اور کس کو قدرت حاصل ہے پس جس طرح یہ تینوں کام صرف اور صرف اللہ تعالیٰ کے ہیں اس طرح رزق کا معاملہ بھی صرف اللہ تعالیٰ کے ہاتھ میں ہے اس میں انسان کی سعی دوڑ دھوپ لوگوں کی چاپلوسی، بڑوں کو جائز و ناجائز کاموں سے خوش کرنے کمائی کی غلط طریقے اختیار کرنے سے اضافہ نہیں کیا جا سکتا۔ (ہاں اللہ تعالیٰ کے انعامات کی ناشکرے بن کر روزی سے محرومی اور

بھوک اور خوف کو اپنے پر مسلط کیا جا سکتا ہے۔

کائنات اللہ تعالیٰ کے عظیم مقصد کو پورا کرنے کے لئے معرض وجود میں لائی گئی ہے اس مقصد کی تکمیل کے لئے انسان کو ایک بندہ (غلام) کی حیثیت سے پیدا کیا گیا۔ غلام کا کام تھا اللہ تعالیٰ کے احکامات کی مطابق کام سرانجام دینا اور اللہ تعالیٰ کا وعدہ تھا بندے کی تمام ترضروریات زندگی کے لئے کفیل ہونا۔

ترجمہ: میں نے انسان اور جنات کو، ماسوائے اپنی بندگی کے اور کسی غرض کے لئے تخلیق نہیں کیا۔ میں ان سے رزق نہیں چاہتا ہوں کہ وہ مجھے کھلائیں۔ اللہ تعالیٰ ہی رزق پہنچانے والا قوت والا اور مضبوط ہے۔ (ذاریات آیات 56,58)

پس ظاہر ہے کہ مسلمانوں کی اکثریت نے بھی اللہ تعالیٰ کی ان باتوں کو سچ نہ جانا۔ اللہ تعالیٰ کی بندگی کو چھوڑ کر رزق کی تلاش میں سرگرداں ہوئے جو کام اللہ تعالیٰ نے اپنے ذمہ لیا تھا وہ کام خود کرنے لگے اور جو کام ان کے کرنے کا تھا وہ چھوڑ دیا۔ اس امید پر کہ اللہ تعالیٰ معاف فرمائے گا۔ واپسی پر ایسوں کے لئے ماسوائے شرمندگی کے اور کچھ نہیں۔

کلام پاک میں چند الفاظ کو سمجھنا بہت ضروری ہے تا کہ ان صحیح مفہوم ذہین میں موجود رہے ان میں ایک لفظ ''عبد'' بھی ہے۔

عبد

مزدور یا نوکر اپنے کام کرنے کی اجرت پاتا ہے۔ اس کام کے علاوہ کہ جس کام کے کرنے کے لئے اسے اجرت (یا تنخواہ) دی جاتی ہے۔ اس کے علاوہ اس کے مالک کو اس پر کوئی حق نہیں ہوتا۔ وہ چاہے تو کسی بھی وقت کام چھوڑ سکتا ہے۔ اور مالک اجرت دینی بند کر دے گا اور بس۔ مزدوری یا نوکری سے بہت ہی گھٹیا حالت غلامی کی ہے۔ غلام کی سب چیزیں

مالک ہی کی ہوتی ہیں حتیٰ کہ اس کی حلال کمائی کا حقدار بھی اس کا مالک ہوتا ہے۔اس کی مثال ایک مشین کی ہوتی ہے کہ مشین جو کچھ کماتا ہے وہ مشین والے کا ہوتا ہے نہ کہ مشین کا۔لیکن ایمان (عقیدہ) اس کی اپنی ہی متاع ہے مالک کو کوئی اختیار نہیں کہ غلام کو ایک خاص اعتقاد رکھنے پر مجبور کرے۔

غلامی سے بھی گھٹیا بلکہ گھٹیا ترین حالت عبدیت یا بندگی کی ہے ایک معبود کو اپنے عبد پر یہ حق بھی حاصل ہوتا ہے کہ وہ وہی ایمان یا عقیدہ رکھے جو اس کا معبود اس کے لئے تجویز کرتا ہے اگر وہ ایسا نہیں کرتا تو وہ معبود کے نزدیک عبدیت کے دعوٰی میں جھوٹا ہے۔

پس جب بندہ اپنے مالک اللہ تعالیٰ سے کہتا ہے کہ "اے اللہ میں تیرا بندہ ہوں" تو دراصل وہ یہ اقرار کر رہا ہے کہ میرا نفس میری تمام متاع (یعنی زمین، مکان، تجارت، مال ،اولاد وغیرہ وغیرہ) سب تیرے لئے ہیں۔تیرا حکم ہو تو یہ سب کچھ تیری راہ میں قربان کرنے کے لئے تیار ہوں۔میرا مرنا، جینا، کھانا پینا، دیکھنا سننا، طور اطوار، رسم ورواج، دوستی ودشمنی، محبت وعدوات سب تیری رضا کے مطابق ہوں گے اور تُو نے جو راہ میرے لئے تجویز کی ہے اسی راہ پر چلنے کی حتی المقدور کوشش کروں گا۔

عبد کا ترجمہ غلام یا بندگی کا ترجمہ غلامی کر دینے سے مندرجہ بالا مفہوم سامنے نہیں آتا لیکن اکثریت کے ذہن میں عبد یا عبدیت سے مراد عبادت کرنے والا یا عبادت لیا جاتا ہے۔جو غلط نہیں لیکن عبادت سے مراد صرف صوم (روزہ) اور صلوۃ (نماز) لیا جاتا ہے اور جو زیادہ نمازیں پڑھیں اور روزے رکھے تو اس کو عبادت گزار سمجھا جاتا ہے اس لئے عبد کا ترجمہ غلامی سے کیا گیا۔تاکہ اگر پورا مفہوم ادا نہیں ہوتا تو کچھ کچھ مفہوم کی طرف قریب تر معنی مراد لئے جائیں۔

یہ عبد کے اصل معنوں میں تھا جب موسیٰ علیہ السلام نے فرعون سے کہا تھا کہ تو مجھ پر یہ احسان جتلاتا ہے کہ تو نے بنی اسرائیل کو اپنا "عبد" بنایا ہوا ہے وہ بنی اسرائیل کو غلام تو کئے ہوئے ہی تھا البتہ وہ اس پر عقیدہ بھی ٹھونس رہا تھا جو (بقول اس کے) ٹھیک تھا اور حضرت موسیٰ علیہ السلام کو بھی کہا اگر تُو نے میرے علاوہ کوئی اور الٰہ تجویز کیا تو میں تجھے جیل میں ڈال دوں گا۔

ترجمہ: یہ نعمت ہے جس کا تو مجھ پر احسان رکھتا ہے کہ تُو نے اسرائیل کو اپنا عبد بنا رکھا ہے۔ (الشعراء آیت 22)

ترجمہ: فرعون نے کہا کہ اگر تو نے میرے سوا کوئی اور الٰہ اختیار کیا تو تجھے جیل میں ڈال دوں گا۔ (الشعراء آیت 29)

الحمدللہ

یعنی سب تعریف اللہ ہی کے لئے ہے پس ہر جاندار اور بے جان مخلوق میں ہر قسم کی ظاہری اور باطنی خوبی دراصل اللہ تعالیٰ کے صفات کے "پرتو" کی وجہ سے ہے۔ یعنی اللہ تعالیٰ ہی کی صفات کی ایک جھلک ہے حضرت موسیٰ علیہ السلام پر جب اللہ تعالیٰ نے اپنی محبت کا پرتو ڈالا تو وہ فرعون اور اس کی بیوی کو پیارا لگا۔

اگر آپ کو کوئی خوبصورت لگے اور آپ یہ کہیں کہ اللہ تعالیٰ نے کتنا خوبصورت بچہ بنایا ہے تو اس میں خوبصورتی کی صفت اللہ تعالیٰ کی طرف نہیں لوٹی اللہ تعالیٰ کو خالق سمجھا گیا لیکن خوبصورت نہیں۔ کیا ایک بدصورت مصور ایک خوبصورت تصویر نہیں بنا سکتا؟ بچہ خوبصورت اور پیارا تب ہی لگے گا جب اُس پر اللہ تعالیٰ کی خوبصورتی کا "پرتو" پڑے۔ جسقدر یہ "پرتو" زیادہ ہوگا اُس قدر وہ پیارا لگے گا۔ ایک درخت کو دور سے بھی دیکھیں اور نزدیک سے بھی۔ اس کو

، ایسے زاویے سے بھی دیکھیں کہ درخت کی پشت دیوار یا پہاڑ ہو اور ایسے زاویے سے بھی دیکھیں کہ پشت پر فضا (space) ہو۔ ایسے درخت کو بھی دیکھیں جس میں پتے بہت کم ہوں اور ایسے کو بھی جو پتوں سے بھرا پڑ ہو اور اس میں خالی جگہیں نہ ہوں۔ ایک دور کسی پہاڑی کی چوٹی پر ایک خالی یا کم پتوں والے درخت کو دیکھیں۔ دراصل آپ دیکھیں گے کہ درخت کو مختلف فاصلوں سے دیکھنے پر آپ کے قلب پر اس کی خوبصورتی کے مختلف اثرات مرتب ہوں گے۔ جب کسی بھرپور درخت کو بہت ہی نزدیک سے دیکھیں گے۔ تو اس میں خوبصورتی کا کوئی اثر آپ کے قلب پر نمودار نہیں ہوگا۔ نہ تو اس کے پتے خوبصورت ہوں گے نہ ہی درخت کے بے ڈھنگی شاخیں خوبصورت لگیں گی۔ اگر خوبصورتی درخت ہی کی صفت ہوتی تو چاہیے تھا کہ وہ اس وقت بہت ہی خوبصورت دکھائی دیتا جب آپ اس کے بہت قریب تھے۔ اب کسی پہاڑی کی چوٹی پر کسی درخت کو دیکھیں تو آپ کو بہت ہی خوبصورت لگے گا۔ آپ کو ان مشاہدات سے خود ہی معلوم ہو جائے گا کہ دراصل خوبصورتی اس کے ماحول میں موجود ہے ماحول کی خوبصورتی میں جب کوئی بدصورت چیز حائل ہو جائے تو ماحول کی خوبصورتی نکھر کر سامنے آجاتی ہے۔ پس درخت خوبصورت نہیں بلکہ ماحول خوبصورت ہے اور ماحول کی خوبصورتی بھی اس ذات کے ''پرتو'' سے ہے جو ماحول میں موجود ہے۔

پس اللہ کے معنی کے مطابق ہر جاندار اور بے جان مخلوق کی ظاہری اور باطنی خوبیاں بھی در اصل اللہ ہی کی طرف لوٹتی ہیں۔ یعنی خوبصورت صرف اللہ تعالیٰ ہے اور یہی حالت سب خوبیوں کی ہے۔ یعنی ہم اللہ کے اسماء کی جھلک دیکھ رہے ہوتے ہیں۔

اللہ تعالیٰ کی قربت

اللہ تعالیٰ کا قریب ہونا ہے انسان کے ساتھ اور انسان کا قریب ہونا ہے اللہ تعالیٰ

کے ساتھ ۔ اللہ تعالیٰ اپنی مخلوق کے اس قدر قریب ہے کہ اس سے زیادہ قربت ناممکن ہے اگر ادنی سے ادنی بندہ بھی اس کی طرف متوجہ ہو جائے تو اسے اپنے منہ کے سامنے پائے ۔ لوگ اپنی غفلت کے سبب سے اللہ تعالیٰ سے دور ہیں ۔ اللہ تعالیٰ اور بندے کے درمیان غفلت کے سواء اور کوئی پردہ نہیں اور نہ ہی کوئی ایسا پردہ ہو سکتا ہے جو رب العالمین پر محیط ہو اور اس کو چھپانے کا باعث بنے اور انسان کا اللہ تعالیٰ کے قریب ہونے سے مراد اس غفلت کے پردے کا ہٹ جانا اور اللہ تعالیٰ کے اس قرب کا احساس کرنا ہے انسان کو اللہ تعالیٰ کی قربت کا جس قدر احساس ہوتا ہے وہی اس کی قربت کا درجہ ہے اب دارومدار انسان پر ہے جس قدر دل چاہے اللہ تعالیٰ کے قریب سے قریب تر ہو لے۔

ذکر الٰہی

ذکر الٰہی پر نفس کی زندگی کا اسی طرح انحصار ہے جیسے جسم کا ہوا پر ۔ جو چیز جسمانی یا روحانی زندگی کے لئے بہت ضروری اور اشد ہوا کرتی ہے رحمت الٰہی تقاضا کرتی ہے کہ وہ چیز اتنی ہی سستی اور عام ہو اور اس کا استعمال بھی آسان ہو ۔ جسمانی زندگی کو قائم رکھنے کے لئے ہوا ، پانی اور روٹی وغیرہ کی ضرورت میں اس راز کو پنہاں پاؤ گے ۔ کوئی بڑے سے بڑا موتی اس لئے قیمتی نہیں کہ وہ کوئی زیادہ کار آمد چیز ہے بلکہ اس لئے مہنگا ہے کہ عوام کی زندگی پر اس کے ہونے یا نہ ہونے سے کوئی فرق نہیں پڑتا ذکر الٰہی کا انکار کرنے والے دراصل اللہ تعالیٰ کی اس عادت سے بے خبر ہیں۔

نفس پر زیادہ بوجھ نہ ڈالنا

جیسے بیٹے کو اپنی توفیق سے زیادہ چیز اٹھانے سے والدین ناراض ہوتے ہیں اور منع کرتے ہیں لیکن اگر باوجود منع کرنے کے بھی وہ پھر منع نہ ہو اور اس فعل کے کرنے کا ارادہ

کرے تو ماں یقیناً ناراض ہوتی ہے اور باپ ڈانٹتا اور مارتا ہے۔ اسی طرح اللہ تعالیٰ بھی اس بندے پر ناراض ہوتا ہے جو توفیق سے زیادہ بوجھ اٹھانے کی جرات کرتا ہے۔ رحیم اس پر بگڑتا ہے اور رحمان سخت پکڑ کرتا ہے اے اللہ کے بندو! رب العزت تمہیں سخت تکلیف دے کر کیا کرے گا۔ اللہ تعالیٰ کے قریب ہو جاؤ اس کو پہچانو تا کہ تم پر سے غیر ضروری بوجھ اتار دے اور تم سے راضی ہو جائے۔

برکات

پانی بھی برکت والا، کتاب بھی برکت والی اور اللہ کا نام بھی برکت والا، پانی کی برکات دیکھ ہی رہے ہو۔ آج پانی کا وجود ہٹ جائے تو جو چیز گندی ہو جائے اسے صاف کرنے کے لئے دوسری چیز نہ ملے۔ نہ تم زندہ رہو نہ زمین۔ پیاس بجھانے تک کے لئے دوسری نعم البدل نہ پاؤ۔ یہ اس بے رنگ، بے بو، بے ذائقہ اور بے قیمت مائع کی برکات ہیں۔ اگر تمہارا رب اس کو غائب کر دے تو کیا دوسری ''چیز'' ان برکات والی پیدا کر سکو گے؟ ان برکات سے بڑھ کر الہامی کتب کی برکات ہیں۔ لیکن تم ان برکات سے بے خبر ہو۔ ان کتابوں کی برکات نہ صرف تمہارے جسم تک محدود ہیں بلکہ تمہاری روح اور نفس تک اسکی برکات سے بہرہ مند ہوتے ہیں۔ یہ وہ ''آب حیات'' ہے جو ایک ایسی ابدی زندگی عطاء کرتا ہے کہ اس پر نہ بڑھاپا آتا ہے اور نہ کمزوری۔ یہ وہ پانی ہے جو جنت کے پودوں کے لئے اشد ضروری ہے اور پھر کمال یہ ہے کہ جنت کے پودوں کا تخم بھی اس پانی کے اندر موجود ہے باہر سے پھینکنے یا ڈالنے کی ضرورت نہیں۔ یاد رکھو کہ بغیر اللہ کے کلام کے فلاح نہیں۔ بغیر قرآن پاک کے زندگی نہیں۔ بغیر کتاب کے بینائی نہیں۔ بغیر اللہ تعالیٰ کی اس ہدایت کے پاکیزگی نہیں۔ الہامی کتب کے علاوہ ابدی زندگی اور جنتوں کی تمنا رکھنے والے کی مثال بغیر ''پانی'' کے موجوہ نظام کو

موجودہ حالت میں چلانے والے کا ہے جیسے یہ فعل ناممکن ویسے ہی وہ بھی ناممکن !!!ہوش کرو اللہ تعالیٰ کی عادات سے مطابقت کرو۔ اللہ تعالیٰ کی عادتوں کو نہیں بدل سکتے خود بدل جاؤ۔ خود کو پہچانو، ان کو بدلنے کی کوشش نہ کرو کہ کبھی ایسا کرنے میں کامیاب نہیں ہو سکتے خود بدل جاؤ فلاح پاؤ۔ برکات میں سب سے بڑھ کر اللہ کا نام ہے۔ مخلوق میں اللہ تعالیٰ کے نام کی برکات شمار کرنے والا بھی کوئی بے وقوف ہی ہوگا۔ اعمال کے ترازو میں اللہ کے نام سے وزنی کوئی چیز نہیں۔ اے اللہ کے بندو تم کیوں نہیں سمجھتے! کیا تمہارے اعمال کی نحوست اللہ کے نام کی برکات پر سبقت لے جاسکتی ہے؟ اللہ تعالیٰ تم کو سمجھ دے کہ میری بات سنو اور اس پر عمل کرو۔

جسم۔ نفس اور روح

جسم، نفس اور روح اللہ تعالیٰ کی تخلیق کے تین مختلف مظہر ہیں۔ تینوں ایک دوسرے کے مددگار ہیں لیکن ایک دوسرے پر انحصار نہیں رکھتے۔ نفس ہم خود ہیں۔ خواہشات، جذبات اور مختلف احساسات نفس ہی کے صفات ہیں۔ یہ ہم ہی ہیں کہ بُری خبر سے تکلیف اٹھاتے ہیں۔ اچھی خبر سے خوش ہو جاتے ہیں۔ نفس آرام کا دلدادہ راحت کا خواہاں اور لذات کا خواہشمند۔ یہ نفس ہی ہے جو فرشتوں کا الہام اور شیطان کے القاء میں سے کسی ایک طرف کو ''چنتا'' اور خواہش کا اظہار کرتا ہے نفس کوئی مادہ شے نہیں اور نہ ہی یہ کوئی نظر آنے والی چیز ہے۔ نفس بذات خود جمود کی زنجیروں میں جکڑا ہوا ہے نہ خود کو متحرک کر سکتا ہے اور نہ اشیاء کو، اور نہ اشیاء کو متحرک کرنے کی استعداد رکھتا ہے۔ قوّت سے عاری ہے۔ اللہ تعالیٰ کی قوّت سے (بہ اذن الٰہی) مستفید ہوتا ہے۔

جسم ایک طرف تو نفوس کے لئے دلیل کا کام کرتا ہے۔ یعنی جہاں کسی شخص (مثلاً زیدؔ) کا جسم موجود ہے تو وہاں زید کا نفس بھی موجود ہوگا۔ لیکن نفس مستقل طور سے جسم کی قید

میں نہیں۔ سوتے وقت نفس اللہ تعالیٰ کی گرفت میں ہوتا ہے جسم کی قید میں نہیں بلکہ وہ بستر پر آرام کر رہا ہوتا ہے۔ بے ہوشی کے وقت بھی نفس کا تعلق جسم سے منقطع رہتا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ اگر بے ہوشی کے عالم میں جسم کا کوئی عضو کاٹا جائے تو نفس کو تکلیف کا احساس نہیں ہوتا۔ جسم بھی جمود کے قانون میں جکڑا ہوا ہے نہ خود کو ساکن یا متحرک کر سکتا ہے اور اشیاء کو متحرک یا ساکن کرنے کی قوت رکھتا ہے۔ جسم محض نفس کی لاش ہے۔

دوسری طرف اسی جسم کی معرفت نفس اللہ تعالیٰ کی صفات سے (جس قدر اللہ چاہتا ہے) مستفید ہوتا ہے اور صفات الٰہی مثلاً بینائی، سماعت، گویائی، تدبر اور قوت وغیرہ سے آگاہی حاصل کرتا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ کہا جاتا ہے کہ نفس ہی کی معرفت پر رب کی معرفت کا انحصار ہے۔

جہاں تک روح کا تعلق ہے تو ہمیں اپنے رب کی بات سے آگے بڑھنے کی جرات نہیں کرنی چاہیئے۔ "یہ من امر ربی" ہے یعنی یہ حکم الٰہی میں سے ہے۔ یعنی روح "ہماری" شے نہیں بلکہ اللہ تعالیٰ کے ساتھ تعلق رکھنے والی شے ہے جب نفس انسان کے ساتھ روح کا رشتہ جوڑ دیا جاتا ہے تو وہ شنوائی، بینائی اور سوچ کی نعمتوں سے نواز دیا جاتا ہے۔ اور وہ "میں" کہنے کے قابل ہو جاتا ہے۔ ہم حکم الٰہی (روح) ہی کی بدولت چلتے پھرتے نظر آ رہے ہیں اس حکم الٰہی (روح) سے تعلق منقطع ہو جائے تو ہم مر جاتے ہیں بالفاظ دیگر اللہ تعالیٰ ہی ہے جو زندہ ہے اور ہمیں زندہ اور مردہ کرتا ہے جب ہمیں چلتا پھرتا رکھتا ہے تو ہم زندہ۔ ورنہ مردہ!

یہ روح اس پوری کائنات کی ایک کلی حقیقت ہے۔ انسانی روح صرف اس کا ایک گوشہ ہے جس طرح چلتے پھرتے وقت انسان، مکان (Space) کو ساتھ ساتھ نہیں لئے پھرتا اسی طرح وہ روح کو بھی ساتھ ساتھ نہیں لئے پھرتا بلکہ ہر وقت روح ہی میں رہتا ہے۔ اور

فرشتے اس کام کے نہ کرنے کا الہام کرتے ہیں اور شیطان اس کام کو کر گزرنے کی دعوت دیتا ہے۔ نفس ان دونوں دعوتوں میں سے ایک کی طرف رغبت کرتا ہے۔ اللہ تعالیٰ کے ہاں ہر چیز کے اندازے مقرر ہیں جب خواہش اللہ تعالیٰ کے مقرر شدہ اندازے تک پہنچ جائے یعنی وہ خواہش نفس کے پختہ ارادے کی شکل اختیار کرے تو اللہ تعالیٰ کی طرف سے (اگر اللہ چاہے) تو اس فعل کو اپنے حکم (یعنی روح) سے ظاہر فرما دیتا ہے۔

پس ہر فعل کا فاعل اللہ تعالیٰ خود ہوتا ہے چونکہ شیطانی دعوت کا انجام بُرا ہی نکلنا ہوتا ہے اس لئے نفس کو اگر برائی پہنچے تو لازم ہے کہ وہ اپنے آپ کو ملامت کرے کہ وہ خود ہی اللہ تعالیٰ سے اس کام کے کرنے کے لئے خواہشمند بنا تھا۔

قضا اور قدر

قضا اور قدر اللہ تعالیٰ کی عادات میں سے دو عادتیں ہیں، اللہ تعالیٰ نے ہر فعل "نیک و بد" کائنات میں جاری کر کے اس کے لئے خاص اندازہ مقرر فرما دیا ہے ان اندازوں کو "تقدیر" کہا جاتا ہے۔ جب کوئی خواہش یا اس خواہش کے مطابق مرتب شدہ فعل اپنے مقررہ اندازے تک پہنچ جاتا ہے تو اللہ تعالیٰ کا حکم اس کے "پہلے سے طے شدہ" نتیجے کے لئے نافذ کر دیا جاتا ہے۔ اس کو "قضا" کہتے ہیں عام دباؤ کے تحت پانی کے لئے تقدیر شدہ امر یہ ہے کہ وہ 100 درجے سنٹی گریڈ پر کھولے گا۔ جب کبھی اور جہاں کہیں خواہ کسی بھی طریقے سے ہو وہ اپنی تقدیر شدہ اندازے تک پہنچ جائے گا۔ اللہ تعالیٰ کا حکم " کھول "اس پر فوراً جاری ہو جائے گا۔

کوئی فعل اس وقت تک سرزد نہیں ہو سکتا جب تک اس پر قضا یعنی حکم الٰہی بالفاظ دیگر "امر الٰہی" جاری نہ ہو اور کسی فعل پر اس وقت تک "امر الٰہی" جاری نہیں ہوتا جب تک وہ ایک خاص اندازے سے "تقدیر" تک نہیں پہنچ جاتا اور ان اندازوں کو جو ابتدا ہی سے رب العالمین نے

سوچ رکھے ہیں اور جاری فرمادیئے ہیں تقدیر کہا جاتا ہے۔ سائنسدان اللہ تعالیٰ کی مادہ کائنات میں ان تقدیر شدہ اندازوں کی کھوج لگاتے ہیں۔ لیکن ان عادات کو اللہ تعالیٰ کی طرف سے لوٹاتے بلکہ مادہ کی خاصیتیں سمجھ لیتے ہیں اور یہی وہ ظلم عظیم ہے کہ حقدار سے حق چھین کر غیر حقدار کو دے دیا جائے۔

قضاوقدر کی ایک دوسری مثال

ایک طالب علم کے لئے یہ اندازا مقرر ہے کہ جب بھی وہ چھ دن بغیر درخواست دیئے غیر حاضری کرے گا۔ اسکول سے خارج کر دیا جائے گا۔ پس اس کو تقدیر شدہ امر کہیں گے۔ یہ حکم اس حکمت عملی پر مبنی ہے کہ طالبعلم غیر حاضریوں کا عادی نہ ہو جائے۔ پڑھائی میں حرج نہ ہو اور آنے والے امتحان میں ترقی کے اسباب مہیا ہو سکیں۔ اب کوئی عقلمند بھی اس اندازے پر نکتہ چینی نہیں کرتا۔ اب ایک طالبعلم اس تقدیر شدہ اندازے تک پہنچ جاتا ہے یعنی چھ دن بغیر درخواست دیئے غیر حاضر رہے تو ہیڈ ماسٹر اس کو اسکول سے خارج کرنے کا حکم جاری کرے گا۔ اس حکم کے جاری ہونے کو "قضا" کہتے ہیں اب لڑکے کے خارج ہونے کے فعل کو جو کہ تقدیر شدہ اندازے پر ایک مرتب شدہ نتیجہ ہے۔ ہیڈ ماسٹر کی طرف لوٹائیں گے۔ کیونکہ قضا اسی کی طرف سے ہے۔ ہیڈ ماسٹر خود بھی یہی کہے گا کہ ہم نے فلاں طالبعلم کو خارج کر دیا ہے۔ مخاطب خود بخود سمجھ جائے گا۔ کہ طالب علم نے ضرور تقدیر شدہ اندازوں (سکول کے قوانین) سے تجاوز کیا ہوگا۔ اور جھٹ کہہ دے گا اس نے کیا کیا تھا کہ آپ نے اسے خارج کر دیا؟ اور اگر بجائے یہ کہنے کہ وہ ہیڈ ماسٹر کو سننے لگے کہ آپ نے اسے کیوں خارج کر دیا؟ آپ نے اسے داخل ہی کیوں کیا تھا جب خارج کرنا ہی تھا؟ جی آپ لوگ اپنی طاقت کا غلط استعمال کرتے ہیں بچے آپ کے مقابلے کے تو نہیں ہوتے پھر یہ ان کو نکالنا کہاں کا انصاف

ہے؟ وغیرہ تو آپ ایسے شخص کی دماغی حالت ے بارے میں کیا کہیں گے۔ لوگ اللہ تعالیٰ ے اندازوں پر اعتراض کر کے اسی قسم کی ذہنیت کا اظہار کرتے ہیں۔ اے اللہ کے بندو! اللہ تعالیٰ پر اعتراض کرنا چھوڑ دو۔ تمہارے دنیاوی اندازے تو غلط بھی ہو سکتے ہیں لیکن اللہ تعالیٰ کے اندازے کبھی غلط نہیں ہو سکتے۔

اگر تم زمین آسمان ایک بھی کر دو تو "قضاوقدر" کی زنجیروں سے نہیں نکل سکتے۔ "قضاوقدر" کے فیصلے نافذ تو ضرور ہوں گے خواہ تمہارا دل چاہے یا نہ چاہے۔ اگر تم اسے تسلیم نہ کرو تو نقصان تم ہی اٹھاؤ گے نہ کہ نافذ کرنے والا۔ نقصان ہر صورت میں طالب علم کا ہی ہو گا۔ کہ خارج ہو جائے گا نہ کہ ہیڈ ماسٹر کا۔ اس مثال سے ہم مندرجہ ذیل چیزیں سمجھ سکیں ئے۔

(۱) خواہ طالب علم انجانے میں بھی ان قوانین (اندازوں) سے تجاوز کرے تو ہیڈ ماسٹر اسے ضرور خارج کرے گا۔ اسی لئے لاعلمی معاف نہیں ہوتی۔ اس لئے ہر شخص کے لئے لازم ہے کہ وہ قرآن پاک اور شریعت کے علوم کو سمجھنے کی کوشش کرے۔ نماز، روزہ اور زکوۃ وغیرہ میں کوتاہی نہ کرے خواہ اس کی حکمتیں اس کی سمجھ میں آتی ہی نہ ہوں ورنہ نوبت "ختم" یعنی "مہر" تک آجائے گی۔ بند برتن پر لاکھوں گیلن پانی انڈیلتے رہو اندر ایک قطرہ بھی نہیں جائے گا۔

(۲) اگر طالب علم پانچ مسلسل غیر حاضریوں کے بعد ایک دن کے لئے حاضر ہو جاتا ہے اور پھر پانچ دن غیر حاضر ہو جاتا ہے اور ایک دن کے لئے حاضر ہو جاتا ہے اسی طرح ایک ماہ میں اسکی 25 غیر حاضریاں اور 5 حاضریاں ہو جائیں گی لیکن ہیڈ ماسٹر کے "قضااوروقدر" کا حکم اس پر نافذ نہ ہوگا۔ کیونکہ یہ مقرر شدہ چھ دن کی متواتر غیر حاضری کی حد تک نہیں پہنچا۔ پس "قضا" کے نافذ ہونے کا سوال ہی پیدا نہیں ہوتا۔ برخلاف اس کے ایک طلب علم تمام سال ایک بھی غیر حاضری نہیں کرتا لیکن ایک بار چھ غیر حاضریاں کر لیتا ہے تو وہ خارج ضرور ہو گا۔

یہی حالت نیکیوں اور برائیوں کی اللہ تعالیٰ نے بیان کی ہے متواتر برائیاں انسان کو گھیر لیتی ہیں اور مُہر لگ جاتی ہے اور اگر ساتھ ساتھ نیکیاں بھی کی جائیں تو یہ نیکیاں کی گئی برائیوں کے اثرات کو مٹا دیتی ہیں اور قلب مہر لگنے کی حالت سے بچا رہتا ہے۔ حتیٰ کہ اگر اس کے پاس حق پہنچ جائے تو اس کو قبول کر لیتا ہے اس لئے ضروری ہے کہ ہر برائی کے بعد اللہ تعالیٰ سے نیکی کرنے کی توفیق ضرور طلب کی جائے لیکن اس کا مطلب یہ نہیں سمجھ لینا چاہیئے کہ نیکی کرنے کے بعد اس برائی کی سزا نہیں ملے گی۔ 25 دن غیر حاضری کرنے والا خارج تو نہ ہوگا لیکن جرمانہ سب سے زیادہ ادا کریگا۔ ہاں اگر وہ معافی کی درخواست دے اور آئندہ ایسا نہ کرنے کا وعدہ کرے تو ہیڈ ماسٹر اسے معاف بھی کر دے گا۔

دل پر مہر کا لگنا

جب گناہوں کی سیاہی دل کو مکمل طور پر گھیر لے تو حق کی قبولیت کی استعداد ختم ہو جاتی ہے ایسے شخص کو اگر ڈرایا جائے یا نہ ڈرایا جائے اس کے حق میں برابر ہوتا ہے اس کے قلب میں ایمان کے نور کی شمع کو روشن نہیں کیا جا سکتا۔ انسان کے دل کی حالت بہت حد تک الیکٹرک بلب سے ملتی جلتی ہے۔ اگر ایک بلب جس کے اندر کی تاریں ٹوٹ جائیں تو ایسے بلب کو بغیر ہولڈر میں لگائے بھی یہ کہا جا سکتا ہے کہ اس سے بجلی گزاریں یا نہ گزاریں یہ روشن ہونے والا نہیں۔ بالکل ایسی حالت مہر شدہ قلب کی ہے۔

جیسے کوئی کارخانہ دار بھی پہلے سے ایسے بلب نہیں بنواتا جس میں تاریں نہ ہوں اس طرح کوئی نفس بھی حق کے نور سے منور ہونے کا استعداد نہ رکھنے والا پیدا نہیں کیا جاتا۔

جس طرح باہر سے بلب پر گرد غبار یا معمولی معمولی دھواں جمع ہوتا ہے تو بلب کی روشنی مدہم ہو جائے گی لیکن فطری استعداد نہ کھوئے گا۔ اسی طرح گناہوں سے دل کا بلب میلا

پڑ جاتا ہے نیکیوں کے اضافہ سے اور توبہ وندامت کے آنسوؤں سے اگر اسے صاف رکھا جائے تو حق کی قبولیت کی استعداد نہیں کھوئے گا۔ اور جب بھی کسی ہولڈر کے ذریعے ہدایت کی رو (CURRENT) سے اس کا تعلق جوڑا جائے تو منور ہو جائے گا اور دوسروں کے لئے بھی بینائی کا سبب بنے گا۔

جیسے ایک بلب کے لئے یہ بھی ممکن ہے کہ روشن ہونے کی صلاحیت رکھتے ہوئے بھی کبھی روشن نہ ہو۔ دکانوں اور مکانوں میں پڑا رہ کر ہی ایک دن کسی حادثے کا شکار ہو جائے اسی طرح یہ بھی ممکن ہے کہ ایک نفس حق کے نور سے منور ہونے کی استعداد رکھتے ہوئے بھی دنیا کے بکھیڑوں میں اس قدر مصروف رہے کہ بغیر ہولڈر میں آئے ہی حادثہ موت کا شکار ہو جائے اور خاتمہ خراب ہو۔ اکثریت کے ساتھ ایسا ہی ہوتا دکھائی دیتا ہے۔ اس میں استعداد تو ہوتا ہے لیکن دنیا میں کچھ ایسے پھنسے رہتے ہیں کہ قرآن مجید کو پڑھنے اور اس کو سمجھنے تک کی فرصت نہیں ملتی اور آخر کار اندھے ہی اِس جہاں سے کوچ کر جاتے ہیں۔

جیسے بلب میں صرف استعداد کا ہونا ضروری نہیں بلکہ روشن ہونے کے لئے ہولڈر تک پہنچنے اور ''سوئچ آن'' کرنے اور پاور ہاؤس میں پوٹینشل ڈیفرنس (بجلی کا دباؤ) کا ہونا ضروری ہے اس طرح ایک انسان کے لئے کسی ایک ایسے شخص کے ساتھ تعلق رکھنا جو اس کا تعلق کسی ایسے الہامی کتاب سے جوڑے جس میں حق کا نور باقی ہو، ضروری ہوتا ہے۔ یہ ہستیاں اولیاء کرام کی ہوتی ہیں جو ان بلبوں کو ہولڈر میں دے کر سوئچ آن کرتے ہیں۔ ہولڈر ہے ''قرآن'' سوئچ آن کرنا ہے۔ ''قال سے حال'' میں لانا ''پاور ہاؤس ہے'' حضرت محمد ﷺ ''تاریں'' ہیں فرشتے اور بجلی وہ نور ہے جس کو دے کر حضرت محمد ﷺ کو بھیجا گیا تھا۔ اور اس آخری پاور ہاؤس کو چلانے والا ہے اللہ تبارک وتعالیٰ۔

حق کا مقابلہ کرنا" کبیرا گناہوں پر اصرار کرنا"" مستقل غفلت" یہ دل کی فطرتِ استعداد کو زائل کرنے کے لئے ایسے ہی ہیں جیسے بلب کو پتھر پر ماردینا یا اس کو زور زور سے ہلانا وغیرہ وغیرہ۔ دل ایسے صدموں (جھٹکوں) کی تاب نہ لاتے ہوئے اپنی فطری استعداد کھو بیٹھتا ہے۔ یہی وہ لوگ ہیں کہ جن کو ڈرایا جائے یا نہ ڈرایا جائے ان کے حق میں برابر ہے۔ جیسے دنیا میں بھی اگر بغیر تاروں کے بلب کے ڈھیروں کے ڈھیر ہوں تو کوئی بھی ان کی پرواہ نہ کرے۔ اسی طرح اللہ تعالیٰ کو بھی ایسے اشخاص کی کوئی پرواہ نہیں ہوتی۔ عذابوں میں ہلاک ہونے والے ایسے ہی اشخاص ہوتے ہیں

حرام کمائی

حرام کمائی سے ظاہراً مال بڑھتا ہوا دکھائی دیتا ہے لیکن خوب سمجھ لو کہ مقسوم رزق میں زیادہ نہیں ہوتی۔ جب ایک شخص جان بوجھ کر حرام کمائی کی ٹھان لیتا ہے۔ اور جہنم کی آگ کو اپنے اوپر مسلط کر لیتا ہے تو جس چیز کی خاطر اس نے اللہ تعالیٰ کی رحمت سے دوری قبول کر لی تو اللہ تعالیٰ اس چیز کو اس تک اس کے نفس کی خواہش کی مطابق پہنچا دیتا ہے۔ (یعنی مال و دولت کی بہتات) لیکن اللہ تعالیٰ نے کائنات میں کوئی بھی چیز بغیر ضرورت کے پیدا نہیں کی۔ اور خاص کر ظاہری استعمال کے لئے اس قدر اشیاء ظاہر کرتا ہے جتنی کی ضرورت ہوتی ہو۔ اس کے پاس یہ رقم اوروں کی پہنچتی ہے نہ کہ اس کی اپنی قسمت کی۔ اس میں ڈاکٹروں، وکیلوں، مجسٹریٹوں، چپڑاسیوں، زمینداروں، مستریوں وغیرہ وغیرہ کے حصے ہوں گے۔ حتیٰ کہ بعض اوقات اس کے پوتوں اور پرپوتوں تک کے حصے اس تک پہنچا دیتا ہے اور یہ بینک کے "پاس بک میں" چند ہندسوں کے دیکھنے پر خوش ہوتا ہے۔ اور اس کے لئے اس نے اپنی عزت قربان کی۔ زندگی کو خطرات سے دوچار کیا اور ایمان کا سرمایا لٹا دیا لیکن یہ تصویر کا ایک ہی رخ ہے۔

مفت کتابیں

- نَبَؤُا عَظِیمُ (نوٹ: نَبَؤُا عَظِیمُ کے سارے مضامین اللہ ہی رب ہے میں شامل ہیں)
- اللہ ہی ربّ ہے
- صراط العزیز الحمید
- کھیتی پک گئی عنقریب کاٹی جائیگی
- کتاب وحکمت کی باتیں
- ALLAH THE CHERISHER
- GLOBAL DESTRUCTION AT DOOR STEP

مصنف

عزیز الرحمٰن بادشاہ کاکاخیل (مرحوم)

ملنے کا پتہ

ہاؤس نمبر 32 گلی نمبر 3 اکبر ٹاؤن دانش آباد پشاور فون: 091-5852504

عبدالناصر صافی

موبائل: 0333-9181071

عطاء پرنٹنگ پریس محلہ جنگی پشاور 0314-9004546 - 0300-5864410